پاکستان میں ہندو اقلیت کے حقوق

(اسلامی تعلیمات اور آئینِ پاکستان کی روشنی میں جائزہ)

تحقیقی مقالہ برائے ایم فل (علوم اسلامیہ)

مقالہ نگار:

اَسماء جبین

ایم فل اسکالر علوم اسلامیہ

نمل، اسلام آباد

نگران مقالہ:

ڈاکٹر ریاض احمد سعید

اسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ

نمل، اسلام آباد

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

(سیشن ۲۰۲۱-۲۰۱۷ء)

پاکستان میں ہندو اقلیت کے حقوق

(اسلامی تعلیمات اور آئینِ پاکستان کی روشنی میں جائزہ)

تحقیقی مقالہ برائے ایم فل (علوم اسلامیہ)

مقالہ نگار:

اَسماء جبین

Reg# 1421 Mphil/is/F 17

ایم فل اسکالر علوم اسلامیہ، نمل

مجوزہ نگران مقالہ:

ڈاکٹر ریاض احمد سعید

اسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ

نمل، اسلام آباد

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

(سیشن ۲۰۲۱-۲۰۱۷ء)

©(اَسماء جبین)

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱.	فہرست عنوانات (Table of contents)	iv
۲.	مقالہ کی منظوری و دفاع مقالہ کا فارم (Thesis and Defense Approval Form)	vii
۳.	حلف نامہ (Declaration)	viii
۴.	انتساب (Dedication)	ix
۵.	اظہار تشکر (A Word of Thanks)	x
۶.	ملخص مقالہ (Abstract)	xi
۷.	مقدمہ	xiii
۸.	باب اوّل: پاکستان میں ہندو اقلیت تعارف، تعلقات و خدمات	۱
۹.	فصل اوّل: ہندو اقلیت کی تاریخ و آبادکاری	۲
۱۰.	فصل دوئم: برصغیر میں مسلم ہندو تعلقات: تاریخی تناظر	۱۴
۱۱.	فصل سوئم: ہندوؤں کی مختلف شعبہ ہائے زندگی میں سرگرمیاں	۲۹
۱۲.	فصل چہارم: پاکستان اور جنوبی ایشائی ممالک میں ہندو اقلیت کا تقابل	۴۰
۱۳.	باب دوئم: پاکستان میں ہندوؤں کے مذہبی حقوق	۵۶

۱۴.	فصل اوّل: مذہبی آزادی	۵۷
۱۵.	فصل دوئم: رسم ورواج اور تہواروں کا تحفظ	۶۸
۱۶.	فصل سوئم: عبادت گاہوں کا تحفظ	۸۲
۱۷.	فصل چہارم: ہندوؤں کو درپیش مذہبی مسائل اور ان کا حل	۹۹
۱۸.	باب سوئم: پاکستان میں ہندوؤں کا دفاعی کردار و سیاسی حقوق	۱۱۱
۱۹.	فصل اوّل: پاکستانی دفاع میں ہندوؤں کا کردار	۱۱۲
۲۰.	فصل دوئم: سیاسی حقوق	۱۲۱
۲۱.	فصل سوئم: سماجی تحفظ کے لئے قانون سازی	۱۲۷
۲۲.	فصل چہارم: ہندوؤں کو درپیش بعض سیاسی و دفاعی مسائل اور ان کا حل	۱۴۰
۲۳.	باب چہارم: ہندو کمیونٹی کے معاشی و معاشرتی حقوق	۱۵۱
۲۴.	فصل اوّل: معاشی حقوق	۱۵۲
۲۵.	فصل دوئم: معاشرتی حقوق	۱۶۱
۲۶.	فصل سوئم: ہندو اقلیت کی فلاح و بہبود کے لئے سماجی ادارے اور ان کا کردار	۱۷۵
۲۷.	فصل چہارم: ہندوؤں کو درپیش معاشی و معاشرتی مسائل اور ان کا حل	۱۸۷
۲۸.	نتائج وسفارشات	۱۹۹

۲۹.	فہارس	۲۰۱
۳۰.	فہرست آیات	۲۰۲
۳۱.	فہرست احادیث	۲۰۴
۳۲.	فہرست اعلام	۲۰۵
۳۳.	فہرست اماکن	۲۰۶
۳۴.	فہرست اصطلاحات	۲۰۸
۳۵.	ضمیمہ جات	۲۰۹
۳۶.	فہرست مصادر و مراجع	۲۱۱

منظوری فارم برائے مقالہ ودفاعِ مقالہ

(Thesis and Defense Approval Form)

زیرِ دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انہوں نے مندرجہ ذیل مقالہ کو پڑھا اور مقالہ کے دفاع کو جانچا ہے اور مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف سوشل سائنسز سے اس مقالہ کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالہ بعنوان: پاکستان میں ہندو اقلیت کے حقوق (اسلامی تعلیمات اور آئینِ پاکستان کی روشنی میں جائزہ)

Pakistan main Hindu Aqliyat k Haqooq (Islami Tahleemat aur Ayen e Pakistan ki Roshani main Jaheza)

Hindu Minority Rights in Pakistan,in the light of Islamic Teachings and Constitution of Pakistan.

نام ڈگری: ایم فل علومِ اسلامیہ

نام مقالہ نگار: اَسماء جبین

رجسٹریشن نمبر: 1421Mphil/IS/F17

ڈاکٹر ریاض احمد سَعید

(نگران مقالہ)

____

نگران مقالہ کے دستخط

پروفیسر ڈاکٹر مستفیض احمد علوی

(ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز)

____

ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز کے دستخط

پروفیسر ڈاکٹر محمد سفیر اعوان

(پرووریکٹر اکیڈمکس)

____

پرووریکٹر اکیڈمکس کے دستخط

تاریخ: ________________

حلف نامہ فارم

(Candidate Declaration Form)

میں اَسماء جبین ولد محمد رفیق رولنمبر M phil-IS-(F17)-297 رجسٹریشن نمبر 1421Mphil/IS/F17 طالبہ، ایم فل، شعبہ علومِ اسلامیہ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد حلفا اقرار کرتی ہوں کہ مقالہ:۔

مقالہ بعنوان: **پاکستان میں ہندو اقلیت کے حقوق (اسلامی تعلیمات اور آئینِ پاکستان کی روشنی میں جائزہ)**

Pakistan main Hindu Aqliyat k Haqooq (Islami Tahleemat aur Ayen e Pakistan ki Roshani main Jaheza)

Hindu Minority Rights in Pakistan,in the light of Islamic Teachings and Constitution of Pakistan.

ایم فل علوم اسلامیہ کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے سلسلہ میں پیش کیا گیا ہے۔ڈاکٹر ریاض احمد سَعید کی زیرِ نگرانی تحریر کیا گیا ہے۔ راقم الحروف کا اصل کام ہے اور یہ مذکورہ کام نہ تو پہلے جمع کروایا گیا ہے اور نہ ہی پہلے سے شائع شدہ ہے۔نہ ہی مستقبل میں کسی ادارے میں کسی بھی ڈگری کے حصول کے لئے پیش کیا جائے گا۔

نام مقالہ نگار: اَسماء جبین

دستخط مقالہ نگار: ---------------------

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

انتساب

میں اپنی تحقیقی کاوش اپنے واجب الاحترام والدین کے نام منسوب کرتی ہوں

جنکی دعائیں میری زندگی کا سرمایہ ہیں۔

اظہار تشکر

بے پناہ حمد و ثنا اللہ رب العزت کے لئے جس کے فضل و کرم اور رحیم و شفیق صفات سے ہمیں اپنی افضل مخلوق ہونے کا شرف بخشا اور جس نے ہمیں رحمت اللعالمین ﷺ کا امتی ہونے کا شرف بخشا اور کروڑوں درود و سلام محترم و مکرم حضرت محمدؐ کی ذات پر جن کی حیاتِ مبارکہ تمام انسانیت کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ میں اپنے والدین کا شکر گزار ہوں کہ جن کی شفقت و محبت اور تربیت نے مجھے اس قابل بنایا کہ میں تعلیم و تربیت کے مراحل طے کر سکوں اور ان تمام قابلِ قدر اساتذہ کرام کا جنھوں نے میری زندگی کے ہر قدم پر راہنمائی کی۔ خاص طور پر اپنے نہایت مشفق و محسن و محترم استاد ڈاکٹر ریاض احمد سعید کا جن کی مہربانی و نگرانی سے مقالہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس کے ساتھ ہی شکریہ ادا کرتی ہوں صدر شعبہ ڈاکٹر نور حیات خان اور جامعہ نمل کے شفیق اساتذہ کرام ڈاکٹر عبد الغفار بخاری، ڈاکٹر امجد حیات، ڈاکٹر حافظ راؤ فرحان علی، ڈاکٹر عبد الحی، ڈاکٹر محمد شاہد ترمذی، ڈاکٹر سمعیہ اور ڈاکٹر ارم سلطانہ کا جنھوں نے مجھے استفادہ علم کے مواقع فراہم کیے۔

میں صمیمِ قلب سے شکر گزار ہوں اپنے واجب الاحترام والدین، بہن اور برادر محمد سعید کا جنھوں نے ہر موقع پر میرے ساتھ تعاون کیا اور مجھے بے لوث تمناؤں اور دعاؤں سے نوازے رکھا اور اسکے علاوہ وہ تمام احباب جنھوں نے دورانِ تحقیق کسی بھی لحاظ سے میری مدد کی۔ آخر میں ان تمام لائبریریوں کے متعلقہ عملے کی مشکور ہوں جنھوں نے اس تحقیقی مقالے میں کتب رسائی تک میری معاونت کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

Abstract

Hindu Minority Rights in Pakistan, in the light of Islamic Teachings and Constitution of Pakistan

Islam is the religion of peace and security and Prophet Muhammad (PBUH) is the Prophet of peace and security. Allah has sent a messenger to every nation whose purpose was to make the Ahkam divine true to its people. And as far as human and religion are concerned, the study of human history shows that the humanity and religion have had a very deep connection in every era. And this relationship has not only been the source of spirituality between man and God, but it is also remaining the force through which the relations of humanity are formed in society, there is a deep connection between religion and civilization. So, it would not be inappropriate to say that civilization happened on religion. If civilization is to be seen in the world with respect to religion, then Hinduism is the third largest religion in the world after Islam and Christianity with most of its followers in India. But Hindus as a minority are living in almost all the countries of the world.

After the partition of the subcontinent and the establishment of Pakistan, the third largest population of the country belongs to the Hindu religion and while in Pakistan, the Hindu community is getting all the rights that the Muslim population of Pakistan has. Because the religion of Islam has also regularly determined the rights of non-Muslims and placed great emphasis on their payment.

During the Prophet's (PBUH) time there were non-Muslim minorities whose rights were regularly determined and comprehensive measures were taken to fulfil those rights. Even during the rule of the Khulfa-e-Rashiden, minorities were continuously treated equally. As far as the Hindu minority in Pakistan is concerned, according to the teachings of Islam and the constitution of Islamic Republic of Pakistan, they have all the protections which includes religious, social, economic and political freedom as well as sociocultural rights. Thus, it can be said that the Hindu community in Pakistan has more rights than the problems they face and the solution to the rest of the problems can be find in the light of Islamic teachings. In addition, the Government of Pakistan should take such practical steps that can solve their problems in a timely manner.

Keywords: Islamic teachings, Hindu, Minority, Constitution of Pakistan.

رموزاوقاف

(Acronyms)

اس مقالے میں درج ذیل رموزواوقاف کو استعمال کیا گیا ہے۔

١. ﴿ ﴾ : قرآنی آیات کی نشاندہی کے لئے۔

٢. "–" : اقتباسات کے لئے۔

٣. (( )) : احادیث کے لئے۔

٤. ص : صفحہ نمبر کے لئے۔

٥. P : انگریزی حوالہ جات کے لئے۔

٦. Ibid: انگریزی میں ایضاکے لئے۔

٧. Vol : جلد نمبر کے لئے۔

٨. / : قرآن مجید کی آیت اور پارہ نمبر کر درمیان۔

٩. ھ : ہجری کے لئے۔

١٠. ء : سن عیسوی کے لئے۔

مقدمہ

تعارف(Introduction)

اسلام دینِ فطرت ہے اس میں کوئی ایسا اصول روا نہیں رکھا گیا جو انسانیت کے خلاف ہو اسلام نے ہر فرد سے حسنِ سلوک کی ترغیب دی ہے چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بھی دیگر معاشروں کی طرح اقلیتوں کو وہ تمام حقوق دیئے گئے ہیں اور ان اقلیتوں کو بھی ایسی ہی آزادی حاصل ہے جیسے اسلامی مملکت میں ایک عام مسلم فرد کو حاصل ہے۔ یہ اسلام کا سنہری اصول ہے کہ کسی کو زبردستی اس کے مذہب سے روکا نہیں جاسکتا۔

ارشاد باری تعالٰی ہے:

﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَاوَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾[1]

ترجمہ: دین کے معاملے میں زبردستی نہیں ہے بے شک ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہوچکی ہے پھر جو شخص شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے تو اس نے مضبوط حلقہ پکڑ لیا جو ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

﴿لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ﴾[2]

ترجمہ: تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین۔

اسلام نے اقلیتوں کے حقوق کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اس امر کا اندازہ رسول ﷺ کے اس فرمان سے ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

((ألاَ مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أو انْتَقَصَهُ أوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أوْ أخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ فَأنَا حَجِيْجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))[3]

ترجمہ: جس نے کسی معاہد (اقلیتی فرد) پر ظلم کیا یا اس کا حق غصب کیا یا اس کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف دی یا اس کی رضا کے بغیر اس سے کوئی چیز لی تو بروز قیامت میں اس کی طرف سے (مسلمانوں کے خلاف) جھگڑوں

۱۔ البقرہ:۲/۲۵۶۔

۲۔ سورہ الکافرون:۱۰۹/۶۔

۳۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الخراج، باب فی تعشیر، مکتبہ العلمیہ، بیروت، لبنان ۱۹۹۲، ۳:۱۷۰۔

گا۔

چنانچہ رسول ﷺ کے اس فرمان کا بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف ایک فرمان ہی نہیں بلکہ ایک قانون بھی ہے جو نہ صرف رسول ﷺ کے دور میں بلکہ خلافت راشدہ میں بھی رائج رہا بلکہ اب بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کا حصہ ہے۔

ضرورت اور اہمیت:(Importance)

ہمارے ملک پاکستان میں دوسرے ممالک کی طرح کئی اقلیتیں موجود ہیں جن میں سکھ، عیسائی، ہندو، قادیانی، بہائی اور پارسی شامل ہیں پاکستان میں ان اقلیتوں کو مکمل آزادی حاصل ہے۔ ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو جب پاکستان کے معرض وجود میں آنے میں ابھی دو دن باقی تھے تو قائد اعظم نے اپنی تقریر میں واضح طور کہا کہ پاکستان میں تمام شہریوں کو یکساں حقوق حاصل ہوں گے۔ لہٰذا ان شہریوں سے مراد صرف مسلمان نہیں بلکہ دیگر اقلیتیں بھی ہیں قیام پاکستان سے لے کر اب تک اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے باقاعدہ قانون سازی کی گئی وقت اور حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اور ان میں مزید بہتری کے لئے ترامیم بھی ہوتی رہی ہیں چونکہ پاکستان میں کئی اقلیتیں موجود ہیں اور انہیں پاکستان میں رہتے ہوئے کئی حقوق بھی حاصل ہیں ہندو اقلیت بھی ان اقلیتوں میں سے ایک ہے جو کہ کل آبادی کا 1.82 فیصد ہے جن کو باقی اقلیتوں کی طرح مساوی حقوق حاصل ہیں پاکستان میں ہندو اقلیت کی سب سے زیادہ آبادی صوبہ سندھ میں آباد ہے الیکشن کمیشن آف پاکستان کی دستاویزات کے مطابق پاکستانی اقلیتوں کے رجسٹر ووٹوں کی تعداد ۲۹ لاکھ ۹۰ ہزار ہے جبکہ ۲۰۱۳ کے عام انتخابات میں انکی تعداد ۲۷ لاکھ ۹۰ ہزار تھی پاکستان میں ہندو اقلیت ایک بڑی اقلیت کے طور پر موجود ہے جن کے ووٹرز کی تعداد ۱۴ لاکھ ۹۰ ہزار ہے جو کہ پاکستان میں مجموعہ اقلیتوں کا نصف ہے۔ جو زیادہ تر سندھ میں آباد ہیں ان کی تعداد ۱۳ لاکھ ۹۰ ہزار ہے ضلع تھرپارکر میں ۳۵ فیصد اور ضلع عمر کوٹ میں تقریباً آدھی آبادی ہندو مذہب سے تعلق رکھتی ہے، پنجاب میں ہندو ووٹرز کی تعداد ۳۱۵۲ ۷، بلوچستان میں ۲۲۷۶۶، خیبر پختونخوا میں ۴۰۲۲، وفاق کے زیر انتظام میں قبائلی علاقے (فاٹا) میں ۵۸۶ اور اسلام آباد میں ۱۸۸ ہے۔[۴] لہٰذا ہندو اقلیتوں کی اتنی بڑی تعداد ہونے کے ناطے انہیں کئی عمومی حقوق بھی حاصل ہیں جیسے مذہبی حقوق، معاشی، معاشرتی، سیاسی اور دفاعی حقوق شامل ہیں مثال کے طور پر پاکستان میں رہتے ہوئے انہیں صحت، تعلیم اور دیگر محکموں میں دو نشستیں حاصل ہیں ایک اقلیتی نشست اور دوسری پاکستان کا شہری ہونے کی

---

[۴] پاکستان الیکشن کمیشن آف پاکستان ۲۰۱۷ء،(https://www.ecp.gov.pk accesssed2-02-2019)

حیثیت سے بھی روزگار کے مواقع حاصل کرسکتے ہیں اس کے علاوہ سیاست کے میدان میں ہندو اقلیت کو حق رائے دہی حاصل ہوتی ہے جن میں نہ صرف ہندو اقلیت بلکہ دیگر اقلیتیں بھی اپنے حقوق حاصل کرسکتی ہیں اگر دیکھا جائے تو ہندو اقلیت کو ان حقوق کے ساتھ ساتھ کئی مسائل بھی درپیش ہیں مثال کے طور پر غربت افلاس، کم خوراک کی وجہ سے شرح اموات میں اضافہ، بے روزگاری، عورتوں اور بچوں کے حقوق کی پاسداری نہ کرنا ان پر ظلم و ستم کرنا، کم عمری کی شادی خلع یا طلاق کا حق نہ دینا، حق وراثت وغیرہ جس طرح پاکستانی معاشرے میں رہتے ہوئے مسلمانوں کے حقوق کا خیال رکھا گیا اور ان کے لئے باقاعدہ قانون سازی کی گئی اسی طرح ہندو اقلیت کے حقوق کا خیال رکھا گیا ہے لہذا میری تحقیق کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان میں موجود ہندو اقلیتوں کے عمومی حقوق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ان کے وسائل و مسائل کا جائزہ لینا اور ان کے مسائل کا حل پیش کرنا اس کے ساتھ ساتھ ہندو اقلیت کے حقوق کے تحفظ کے لئے جو قانون سازی کی گئی ہے اس کے ہندو اقلیت پر اثرات کو بیان کرنا اور اسلامی تعلیمات اور آئین پاکستان کی روشنی میں ان کا جائزہ لینا ہے۔

بنیادی مسئلہ:(Statement of the Problem)

پاکستان میں ہندو دوسری بڑی اقلیت کے طور پر جانے جاتے ہیں جنہیں پاکستان میں مذہبی، معاشی، معاشرتی ،سیاسی حقوق حاصل ہیں اس کے ساتھ ساتھ انہیں پاکستان میں مسائل کا بھی سامنا ہے چنانچہ اس تحقیق کا بنیادی مقصد پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کے عمومی حقوق و مسائل کی نشاندہی کرنا، اسلامی تعلیمات اور آئین پاکستان کی روشنی میں ہندو اقلیت کو درپیش مسائل کا حل فراہم کرنا ہے۔

مقاصدِ تحقیق:(Objectives of the Research)

منتخب موضوع کے اہداف و مقاصد درج ذیل ہیں۔

۱. پاکستانی معاشرے میں ہندو اقلیت کے مذہبی، معاشی، معاشرتی، دفاعی اور سیاسی حقوق کو واضح کرنا۔
۲. ہندو اقلیت کو جبری تبدیلیِ مذہب، جبری شادی اور معاشی و دفاعی درپیش مسائل کا جائزہ لینا۔
۳. پاکستانی معاشرے میں ہندو اقلیت کے درپیش مسائل کا آئین پاکستان اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل پیش کرنا۔

تحدید کار:(Limitation of the Research)

پاکستان میں اقلیتوں پر تحقیقی کام کیا گیا ہے جن میں اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق، صائمہ تبسم گورنمنٹ یونیورسٹی فیصل آباد اور پاکستان میں غیر مسلم اقلیتیں: حیثیت و کردار و، ناصرہ اکبر، پنجاب یونیورسٹی لاہور وغیرہ شامل ہیں۔ یہ کام زیادہ تر عمومی قسم کا ہے جس میں اسلام اور مغرب میں موجود اقلیتوں کے حقوق کا تقابل کیا گیا ہے یا پھر اسلام میں اقلیتوں کے حقوق پر بات کی گئی ہے لیکن میرا تحقیقی کام پاکستان میں ہندو اقلیت کے حقوق و مسائل کے حوالے سے ہے نیز ہندو اقلیت کے حقوق و مسائل کا اسلامی تعلیمات اور آئین پاکستان کی روشنی میں جائزہ لیا ہے۔ اور اس کا حل پیش کیا ہے۔

موضوع پر سابقہ کام کا جائزہ:(Literature Review)

پوری کوشش اور سعی کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ اس طرح کا کوئی علمی کام نہیں ہوا جس میں ہندو اقلیت کے حقوق و مسائل کا اسلامی تعلیمات اور آئین پاکستان کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہو لیکن مطلقاً اقلیتوں کے حقوق کے حوالے سے کام ہوا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

۱. پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق: قرآن و سنت کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ، (پی ایچ ڈی) مقالہ نگار: عشرت حسین بصری، نگران: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمنؒ، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاؤالدین زکریا، یونیورسٹی، ملتان، ۲۰۰۹ء۔

۲. پاکستان میں غیر مسلم اقلیتیں: حیثیت و کردار، (ایم فل) مقالہ نگار: ناصرہ اکبر، نگران: ڈاکٹر ممتاز احمد سالک، ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور ۲۰۰۶ء۔

۳. اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق، (ایم فل) مقالہ نگار: صائمہ تبسم، نگران: ذیشان بخاری، شعبہ علوم اسلامیہ و عربی گورنمنٹ کالج یونیورسٹی (جی سی یو) فیصل آباد، ۲۰۱۰۔ ۲۰۱۲ء۔

۴. پاکستانی آئین اور قانون میں غیر مسلموں شہریوں کے حقوق و فرائض، معاہدات نبویؐ کی روشنی میں (تجزیاتی و تحلیلی مطالعہ) پی ایچ ڈی، مقالہ نگار: محمد امتیاز، نگران: ڈاکٹر نور حیات خان، شعبہ علومِ اسلامیہ، نمل یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۱۴ء (زیر تحقیق)

۵. اسلام اور مغرب میں اقلیتوں کے حقوق کا تقابلی جائزہ (تاریخی و تجزیاتی مطالعہ) پی ایچ ڈی، مقالہ نگار: محمد مدثر، نگران: ڈاکٹر نور حیات خان، شعبہ علومِ اسلامیہ، نمل یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۱۴ء (زیر تحقیق)

تحقیقی خلا:(Research Gap)

پاکستان میں اقلیتوں پر تحقیقی کام ہوا ہے یہ کام زیادہ تر عمومی نوعیت کا ہے جس میں اسلام اور مغرب میں موجود اقلیتوں کے حقوق کا تقابل کیا گیا ہے یا پھر اسلام میں اقلیتوں کے حقوق پر بات کی گئی ہے لیکن میرا تحقیقی کام پاکستان میں ہندو اقلیت کے حقوق و مسائل کے حوالے سے ہے جس میں جنوبی ایشیائی ممالک میں موجود ہندو اور پاکستانی ہندو کمیونٹی کا تقابل کیا ہے نیز ہندو اقلیت کے حقوق و مسائل کا اسلامی تعلیمات اور آئین پاکستان کی روشنی میں جائزہ لینا اور ان کا حل پیش کرنا ہے۔

تحقیق کے بنیادی سوالات:(Research Questions)

اس تحقیقی مقالے کے بنیادی سوالات درج ذیل ہیں:

۱. آئین پاکستان ہندو اقلیت کو کونسے حقوق دیتا ہے؟

۲. اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پاکستانی معاشرے میں ہندو اقلیتوں کو کیا حقوق حاصل ہیں؟

۳. پاکستان میں ہندو اقلیت کو کیا مسائل درپیش ہیں اور اسلامی تعلیمات اور آئینِ پاکستان کی روشنی میں ان کا کیا حل ہے۔

اسلوب و طریقہ تحقیق:(Research Method &Methodology)

- میری تحقیق کا بنیادی اسلوب تجزیاتی ہے جس میں ہندو اقلیت کے حقوق و مسائل کا جائزہ لیا گیا ہے۔ پاکستان اور جنوبی ایشائی ممالک میں موجود ہندو اقلیت کے حالات کے بارے میں جاننے اور ان کا آپس میں موازنہ پیش کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ان کے حالات واقعات سے آگاہی فراہم کرنے کے لئے بیانیہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے برصغیر میں ہندوؤں کی آمد اور آبادکاری کے لئے تاریخی طریقہ اختیار کیا گیا ہے اور اس کے لئے درج ذیل ذرائع تحقیق (Research Sources) کو استعمال میں لایا گیا ہے۔
- بوقت ضرورت انٹرویو سے مدد لی گئی ہے جس کے لئے ایک سوالنامہ تیار کیا گیا اور مذہبی و سماجی شخصیات سے (open ended) سوالات کئے گئے ہیں
- مقالہ کی تحریر اور حوالہ جات کے لئے نمل اسلام آباد کا منظور شدہ طریقہ کار (Formate) اختیار کیا ہے۔
- تحقیق کے دوران روایتی طریقوں کے ساتھ جدید ذرائع بھی استعمال میں لائے ہیں۔

- تحقیقی موضوع میں مکمل سعی کے ساتھ اصل مصادر سے مدد لی گئی ہے
- پاکستان ادارہ شماریات، پاکستان الیکشن کمیشن آف پاکستان، وزارات مذہبی و اقلیتی امور اور جنوبی ایشائی ممالک میں ہندو اقلیت کے لئے ہونے والی قانون سازی سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

خاکہ برائے ابواب وفصول

باب اول: پاکستان میں ہندو اقلیت: تعارف، تعلقات وخدمات

فصل اول: ہندو اقلیت کی تاریخ و آباد کاری

فصل دوم: برصغیر میں مسلم ہندو تعلقات: تاریخی تناظر

فصل سوم: ہندوؤں کی مختلف شعبہ ہائے زندگی میں سرگرمیاں

فصل چہارم: پاکستان اور جنوبی ایشائی ممالک میں ہندو اقلیت کا تقابل

باب دوئم: پاکستان میں ہندوؤں کے مذہبی حقوق

فصل اول: مذہبی آزادی

فصل دوئم: رسم ورواج اور تہواروں کا تحفظ

فصل سوئم: عبادت گاہوں کا تحفظ

فصل چہارم: ہندوؤں کو درپیش دیگر مذہبی مسائل اور ان کا حل

باب سوئم: پاکستان میں ہندوؤں کا دفاعی کردار وسیاسی حقوق

فصل اول: پاکستانی دفاع میں ہندوؤں کا کردار

فصل دوئم: سیاسی حقوق

فصل سوئم: سماجی تحفظ کے لئے قانون سازی

فصل چہارم: ہندوؤں کو درپیش بعض سیاسی ودفاعی مسائل اور ان کا حل

باب چہارم: ہندو کمیونٹی کے معاشی ومعاشرتی حقوق

فصل اول: معاشی حقوق

فصل دوئم: معاشرتی حقوق

فصل سوئم: ہندو اقلیت کی فلاح و بہبود کے لئے سماجی ادارے اور ان کا کردار

فصل چہارم: ہندوؤں کو درپیش معاشی ومعاشرتی مسائل اور ان کا حل

خاتمہ

نتائج وسفارشات

فہارس

فہرست مصادر و مراجع

باب اول

پاکستان میں ہندو اقلیت: تعارف، تعلقات و خدمات

فصل اول: ہندو اقلیت کی تاریخ و آبادکاری

فصل دوئم: برصغیر میں مسلم ہندو تعلقات: تاریخی تناظر

فصل سوئم: ہندوؤں کی مختلف شعبہ ہائے زندگی میں سرگرمیاں

فصل چہارم: پاکستان اور جنوبی ایشائی ممالک میں ہندو اقلیت کا تقابل

فصل اول

ہندو اقلیت کی تاریخ و آبادکاری

پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نہ صرف مسلم آباد ہیں بلکہ غیر مسلم بھی آباد ہیں۔ جن کے لئے اقلیت کا لفظ بولا جاتا ہے ان اقلیتوں میں عیسائی، ہندو، پارسی اور بہائی وغیرہ شامل ہیں ہندو اقلیت پاکستان کی بڑی اقلیتوں میں سے ایک ہے اس اقلیت کو پاکستان کے اندر رہتے ہوئے وہی حقوق حاصل ہیں جن حقوق کا حامل ایک عام مسلم شہری ہے ان حقوق میں حرمت جان و جسم، عقیدے کی آزادی، عبادت گاہوں میں جانے کی آزادی، حق حمایت و تحفظ، آزادی تحریر و تقریر، تحفظ عزت و مال اور حقِ سکونت وغیرہ شامل ہے لیکن پاکستانی ہندو اقلیت کے حقوق پر نظر ثانی کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ اقلیت کا معنی و مفہوم نیز پاکستان میں ہندو اقلیت کی تاریخ و آبادکاری کو سمجھا جائے چنانچہ اس مقصد کو واضح کرنے کے لئے اس فصل میں اقلیت کا معنی و مفہوم اور ہندو اقلیت کی پاکستان میں تاریخ و آبادکاری کو شامل کیا گیا ہے۔

اقلیت کا معنی و مفہوم:

پاکستانی معاشرے میں اقلیت کے تصور کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے لفظ اقلیت کے لغوی و اصطلاحی معنی و مفہوم کے بارے میں معلوم ہو چنانچہ لفظ اقلیت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم ذیل ہے۔

لغوی معنی:

'اقلیت 'اَقَل سے ہے جو اسم تفضیل ہے قلیل کا۔ قلیل کا مادہ ق ل ل، جس کا مفہوم کم یا تھوڑا ہونے کے ہیں جو کثرت کا متضاد ہے اس کا معنی ہے کم ہے، کم ہو گا یا وہ شے جو کم ہو گئی ہو۔

المعجم الوسیط میں اقلیت کے معنی کو اس طرح بیان کیا گیا۔

"قَلَّ يَقِلُ قِلَّةُ قَلَّ الشيء: القليلُ ضِدُّ الكَثْرَةِ الأَقَلِّيَّةُ : خلاف الأَكثريَّة"[1]

Badger Gorge Percyنے اقلیت کی تعریف یوں کی ہے:

"The state of being under, the smaller number."[2]

ترجمہ:"کسی بھی ریاست میں کسی گروہ کی اوسط تعداد میں کمی اقلیت کہلاتی ہے۔"

چنانچہ اسلامی اور مغربی نقطہ نظر سے اقلیت لغوی اصطلاح میں کسی بھی چیز یا افراد کے مجموعے میں کمی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ اصطلاحی معنی میں اس سے مراد یہ ہے۔

---

١ المعجم الوسیط، مستنصر عبدالحلی، انیس ابراہیم، انتشارات ناصر خسرو، تہران، ١٣٩٢ھ، ج الثانی، ص ٧٥٦۔

2 English Arabic Lexicon, Badger Geroge Percy, Libraire, Libanan, Beruit, 1967,p.631.

اصطلاحی معنی:

جبران مسعود نے لفظ اقلیت کی وضاحت یوں کی ہے:

"اَلطَّائِفَة مِنَ النَاسِ تجَمعهم رِابطَة اللغة او الدِينِ اَو الجِنسية وَيَعِيْشُونَ مَعَ طَائفَة اُخرَی اَعظَم شَاناَ اَكثرِ عَدَدً"[۱]

ترجمہ: اقلیت لوگوں کا وہ گروہ جنہیں زبان، دین یا قومیت کا تعلق آپس میں جوڑ دیتا ہے اور وہ کسی دوسرے ایسے گروہ کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں جو نسبتاً ان کے مقابلہ میں حیثیت اور تعداد میں زیادہ ہوتے ہیں۔

"ڈکشنری آف انگلش لینگویج" میں کچھ یوں بیان کیا گیا ہے:

"The smaller in number of two groups forming a whole. A group regarded as different from the larger group of which it is part."[2]

"ترجمہ: مکمل طور پر تشکیل شدہ دو گروہوں میں سے چھوٹا گروہ اقلیت کہلاتا ہے یہ ایک ایسا مجموعہ ہے جو اُس بڑے گروہ سے مختلف ہے، جس کا یہ حصہ ہیں۔"

انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا میں لفظ اقلیت کو اس طرح واضح کیا گیا ہے:

"Minorities are groups held together by ties of common descent, language and religious, faith and feeling themselves different in the respects from the majority of the inhabitants of a given political entity."[3]

ترجمہ: اقلیت سے مراد ایسے لوگ ہیں جو نسلی، لسانی یا مذہبی عقیدہ اور احساسات کے اعتبار سے کسی ایسی سیاسی وحدت میں رہیں جہاں ان کی اکثریت کے نسلی، لسانی اور مذہبی رجحانات ان سے مختلف ہوں۔

اردو انسائیکلوپیڈیا میں اقلیت اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"مذہب، قومیت یا تہذیب و تمدن کے اعتبار سے وہ چھوٹے گروہ، جن کی تعداد ملک میں کم ہو اقلیت کہلاتے ہیں۔"[۴]

فیروز لغات اردو میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

---

۱ الرائد معجم الغوی، جبران مسعود، دار العلم ملایین، بیروت، ۱۹۶۷ء، ط ۲، ص ۴۔

2 Dictionary of English Language ,Jane H. Hill, ,3rd Edition,1996.

3 Encyclopedia of Britanica, ,Williom Benton , London Publisher 1978,v. 15,P.542.

۴ اردو انسائیکلوپیڈیا، احمد ندیم قاسمی، عبد السلام؛ فیروز سنز، لاہور، ۱۹۶۶ء، ص ۱۲۸۔

"کسی ملک میں کوئی خاص گروہ جس کی تعداد دوسروں سے کم ہو۔"[1]

کشاف اصطلاحات سیاست میں اقلیت کی تعریف یوں واضح ہے۔

"مذہبی، نسلی یا کوئی پیشہ وارانہ یا دوسرا طبقہ جو آبادی کی عددی اکثریت سے تعداد میں کم ہو اور جس کے مفادات کو بھاری اکثریت جو حکومت کرتی ہے، سے تحفظ کی ضرورت ہوتی ہے۔"[2]

چنانچہ ان تعریفات سے یہ بات ظاہر ہے کہ اقلیت سے مراد افراد کا وہ طبقہ یا گروہ ہے جو کسی ملک کی اکثریت آبادی سے کم ہو اور مذہب، معاشرت اور تہذیب و تمدن، رسم و رواج میں اکثریت سے مختلف ہوں۔

اگر اقلیتوں کا تاریخی اعتبار سے بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ اقلیتیں ہر زمانے میں موجود رہی ہیں عہد نبوی میں بھی اقلیتیں موجود تھیں اور ان کے حقوق کا مکمل خیال رکھا گیا اس طرح خلفائے راشدین کے دور میں بھی اور ان کے بعد صفوی اور مغل حکمرانوں کے دور میں بھی۔ چونکہ ہندوستان میں کئی اقلیتیں موجود تھیں تو قیام پاکستان کے وقت قائداعظم محمد علی جناح نے نہ صرف اپنی تقاریر میں بھی ہمیشہ اقلیت کا لفظ استعمال کیا بلکہ اقلیتوں کے حقوق کی پاسداری کا درس بھی دیا۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء، قرارداد مقاصد ۱۹۴۹ء، قائداعظم کے چودہ نکات اور آئین پاکستان ۱۹۵۶ء، ۱۹۶۲ء، اور ۱۹۷۳ء میں نہ صرف اقلیتوں کا لفظ استعمال کیا گیا بلکہ ان کے حقوق کے لیئے باقاعدہ قانون سازی بھی کی گئی ۱۹۴۶ء میں جب ہر طرف خون ریزی اور ظلم و تشدد کا بازار گرم تھا۔ (بہار، بمبئی، گڑھ مکیشر) اور مسلمان اقلیت پر ظلم و جبر کے پہاڑ ڈھائے جا رہے تھے تو قائد ملت نے مسلمانوں کے لئے بیان ریکارڈ کروایا جس میں انہوں نے مسلمانوں سے یہ اپیل کی کہ وہ غیر مسلم اقلیتیں جو مسلمان اکثریتی آبادی میں موجود ہیں ان سے انتقام نہ لیا جائے۔

۱۳ جولائی ۱۹۴۷ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے اپنے ایک خطاب میں فرمایا:

"پاکستان میں اقلیتوں کی پوری حفاظت کی جائے گی، خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتی ہوں۔ ان کا مذہب عقیدہ اور ایمان پاکستان میں بالکل محفوظ رہے گا اور ان کی عبادت میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کی جائے گی ان کے مذہب، جان، مال اور ثقافت کا مکمل تحفظ کیا جائے گا وہ بلحاظ رنگ و نسل ہر لحاظ سے پاکستانی شہری ہوں گے۔"[3]

---

۱ جامع فیروز لغات اردو نیا ایڈیشن، فیروز الدین، فیروز سنز، لاہور، س ن، ص ۷۰۔

۲ کشاف اصطلاحات سیاست، محمد صدیق قریشی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۶، ج ۲، ص ۳۹۴۔

۳ قائداعظم تقاریر و بیانات، اقبال احمد صدیقی، بزم اقبال لاہور، ۱۹ مئی ۱۹۹۴ء، جلد چہارم، ص ۳۴۹۔

چنانچہ ان کے اس خطاب سے واضح ہوتا ہے کہ اقلیتوں کو پاکستان میں اس قدر تحفظ فراہم کیا گیا کہ قیام پاکستان سے ایک مہینہ پہلے ہی قائد ملت نے اقلیتوں کو پاکستان میں جان، مال، عزت اور مذہب کی مکمل آزادی کی ضمانت دی گویا میرے مقالے کا مقصد پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کے حقوق کا جائزہ لینا ہے اس لئے ہندو اقلیت کے حقوق پر آگے تفصیل سے بحث کی جائے گی لیکن ابھی ہندو اور ہندو اقلیت کا تعارف کروانا ضروری ہے۔

لفظ ہندو کا پس منظر:

ہندو مت دنیا کا تیسرا بڑا مذہب ہے۔ اس مذہب کے سب سے زیادہ پیروکار جنوبی ایشا میں موجود ہیں اس مذہب کی بنیاد ہندوستان سے ہوئی۔ چین، یورپ، امریکہ، اور افریقی ریاستوں میں بھی ہندو اقلیت موجود ہے اس مذہب کے ماننے والے اس کو "سناتن دھرم" بھی کہتے ہیں، جو کہ سنسکرت زبان کے لفظوں سے ماخوذ ہیں اور ان کا معنی ہے "لازوال قانون" یا سدا سے سیدھا چلا ہوا، ضابطہ حیات

لال نہرو[1] اپنی کتاب "ڈسکوری آف انڈیا" میں اس نقطے پر لکھتے ہیں کہ:

> "The word “Hindu” does not occur at all in our ancient literature. The first reference to it in Indian book is, I am told in a Tantrik work of the eighth century A.c. where hindu means a people and nor the followers of a particular religion. But it is clear that the word is very old one as it occurs in the A vesta and in Old Persian. "2
>
> لفظ "ہندو" ہمارے قدیم ادب میں نہیں تھا میں بتاتا ہوں کہ آٹھویں صدی کے "تانترک کام"[3] کی کتاب میں اس کا پہلا حوالہ دیا گیا جہاں ہندو سے مراد لوگ (قوم) ہیں نہ ہی ایک مخصوص مذہب کے پیروکار ہیں لیکن یہ بات واضح ہے کہ یہ لفظ بہت پرانا ہے کیونکہ یہ لفظ اوستا[4] اور قدیم فارسی میں موجود ہے۔"

---

۱ **جواہر لال نہرو:** ۱۴ نومبر ۱۸۸۹ء کو بھارت کے شہر اللہ آباد میں پیدا ہوئے بھارت کے پہلے وزیر اعظم تھے۔ انڈین نیشنل کانگریس کے رہنما اور تحریک آزادیِ ہند کے اہم کردار تھے۔ ان کی وفات ۲۷ مئی ۱۹۶۴ء میں ہوئی۔

2 The discovery of India, Jawahar lal Nehru,Dehli,oxford university press, oxford New York, 1964, p.74.

۳ **تانترک کام:** ہندوستانی روایتوں کے پس منظر سے معلوم ہوتا ہے کہ "تنتر" کی اصطلاح بہت وسیع معنوں کی حامل اور مخصوص متون، نظریات، نظام اور طریقہ کار، تکنیک اور آلات سب پر حاوی ہے۔ اور یہ بدھ مت اور ہندو مت کی وہ باطنی روایتیں ہیں جو پہلی ہزارے کے وسط میں مدون ہوئیں (The Tantric Body : The Secret Tradition of Hindu Religion, Gavin flood, Bloomsubry Acadmy, 2006,P.1.)

۴ **اوستا:** زرتشتیوں کی مقدس کتاب جس کی زبان قدیم پہلوی ایرانی سے ملتی جلتی ہے اس کے ۲۱ پارے تھے جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ محفوظ نہ رہ سکے اور ضائع ہو گئے لیکن اس کا ایک پارہ وندیداد محفوظ ہے اور اس کے علاوہ چند اجزاء ہیں۔ (The History of Parsis, Dosabhai Framji karaka, Macmallan and co, London,Vol.2, p.150.)

جواہر لال نہرو مزید لکھتے ہیں کہ۔

> "The word "Hindu" was used a thousand year or more than by the people of western and central Asia for India or rather for the people living on the other side of the Indus river. The word is clearly derived from Sindhu, the old as well as the present Indian name for the Indus. From this Sindhu came the words Hindu and Hindustan."[1]

ایک ہزار سال یا اس سے پہلے مغرب اور وسط ایشیا کے لوگ انڈیا کے لئے ہندو کا لفظ استعمال کرتے تھے یا پھر ان افراد کے لئے جو دریائے سندھ کے دونوں اطراف پر رہتے تھے یہ لفظ واضح طور پر پرانے اور موجودہ انڈیا کے نام سندھو سے حاصل ہوا ہے اور اسی سندھو سے لفظ ہندو اور ہندوستان بنے ہیں۔

دیانند سرسوتی سوامی[۲] اپنے مذہب ہندومت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

> "The word "Hindu" was given to us by foreigners. People from the west came to our land across the Sindhu River which they called "Indus" or "Hind" and the land adjacent to it by the name "India". The religion of this land came to be called "Hindu".[3]

ہندو لفظ ہمیں غیر ملکیوں کی طرف سے دیا گیا تھا مغرب سے آنے والے لوگ جو دریائے سندھ کو عبور کر کے ہماری زمین پر آئے انہوں نے اسے "انڈس" اور "ہند" کہا، اس ملحقہ علاقے کا نام انڈیا اور اس مذہب کے پیروکار ہندو کہلانے لگے۔

سوامی جی اپنے مذہب کے بارے میں مزید لکھتے ہیں۔

> "Hinduism was not the name of our religion in the distant part. Nor was it known as "vaidika Mata". Our basic texts do not refer to our faith by any name."[4]

ترجمہ: "ماضی میں ہندومت ہمارے مذہب کا نام نہیں تھا اور نہ یہ ویدک ماتا کے نام سے جانا جاتا تھا ہمارے اصل (مذہبی) مطبوعات ہمارے ایمان وعقائد کو کسی بھی نام سے منسوب نہیں کرتے۔"

---

1 The discovery of india, jawahar lal Nehru, page 74.

۲ **دیانند سرسوتی سوامی** :(12 فروری ۱۸۲۵ء – ۳۰ اکتوبر ۱۸۸۳ء) آپ ایک ہندوستانی مذہبی رہنما، ویدک دھرم کی اصلاحی تحریک کے بانی تھے۔ وہ ویدی روایات اور سنسکرت زبان کے مشہور اسکالر تھے۔ آپ پہلے شخص تھے جنہوں نے کہا تھا کہ "ہندوستان ہندوستانیوں کے لیے" ہے۔ (Sawami Dayannand Saraswati :Life and Works, Raj Kumar, Discovery publishing House,2003,p.63.)

3 Hindu Dharma, The universal way of Life, pujyasari Chandra sekharendraseraswati swami, Bhavan'S book university,bhartiya vidya bhavan, Mumbai, page 53.

4 Hindu Dharma, The universal way of Life, pujyasari Chandra sekharendraseraswati swami, page 54.

مندرجہ بالا تعریفات سے واضح ہے کہ سب سے پہلے لفظ ہندو کا تعلق کسی خاص مذہب یا اس کے پیروکاروں سے نہیں بلکہ اس کا استعمال جغرافیائی اصطلاح میں کیا جاتا تھا اگر موجودہ ہندو دھرم کا مطالعہ کیا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ دھرم رسم ورواج اور تہواروں کے مجموعے کا نام ہے۔

ہندومت کی تاریخ:

ہندومت کی تاریخ کو دیکھا جائے تو یہ بات انتہائی حیران کن ہے کہ ہندوؤں کی تاریخ مرتب نہیں کی گئی برعکس اس کے عالمِ فانی میں جتنے مذاہب ہیں ان کا نقطہ آغاز ضرور ملتا ہے اگر ان کی تاریخ معلوم کرنے کی سعی کی جائے تو ان کی تاریخ پرانی عمارتوں، سکوں اور اوزاروں کے علاوہ کچھ نہیں۔ڈاکٹر لیبان[1] فرانسی سکالر تاریخ ہند کے متعلق لکھتے ہیں:

"قدیم ہند کی تاریخ ہی نہیں ہے اور ہندوؤں کی کتابوں میں مطلقاً کوئی تاریخی واقعات درج نہیں ہیں، نہ ہی عمارتوں اور یادگاروں سے اس کی پوری ہو سکتی ہے کیونکہ پرانی سے پرانی یادگار بمشکل تیسری صدی عیسوی ما قبل کی ہے علاوہ چند مذہبی کتابوں کے جن میں بعض تاریخی واقعات حکایات اور کہانیوں کے اندر دفن ہیں قدیم ہند کے حالات معلوم کرنا مشکل ہے کیونکہ کوئی تاریخی واقع بھی صحت کے ساتھ ثابت نہیں ہو سکا ہے۔"[2]

دی ڈسکوری آف انڈیا میں نہرو لکھتے ہیں کہ:

"اہل چین، یورپ اور عرب کے برعکس قدیم ہندوستان کے لوگ مورخ نہیں تھے اور یہ ہماری بد قسمتی ہے اور اسی نے ہمارے لئے دشواری پیدا کر دی ہے کہ ہم گذشتہ واقعات کا زمانہ متعین نہیں کر سکتے کہ یہ سب ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔"[3]

---

۱ **چارلس ماری گستاؤلی بان:** جامع العلوم پر حاوی شخص (۷ مئی ۱۸۴۱ء-۱۳ دسمبر ۱۹۳۱ء) جن کا تعلق فرانس سے تھا طب، فزکس، نفسیات، معاشرت اور دیگر علوم میں مہارت حاصل تھی لیبان نے اپنی موت تک علمی دلچسپی برقرار رکھی۔ انہوں نے کئی شہرہ آفاق کتابیں لکھیں جن میں تمدن ہند (۱۸۸۷ء) قابل ذکر ہے۔ (تمدن ہند (اردو)، ڈاکٹر گستاؤلی (موسیو) لیبان فرانسیسی، مترجم سید علی بلگرامی، مطبع شمسی آگرہ، بھارت، ۱۹۱۳ء، ص ۱-۹۔)

۲ تمدن ہند (اردو)، گستاؤلی (موسیو) لیبان فرانسیسی، مترجم سید علی بلگرامی، مطبع شمسی آگرہ، بھارت، ۱۹۱۳ء، ص ۱۶۴۔

۳ ڈسکوری آف انڈیا، ص ۵۷۔

ہندوستان کی قدیم اقوام:

ہندستان کے قدیم حجری عہد کو دیکھا جائے تو یہ ایسا عہد تھا جس میں انسان غاروں میں رہتے تھے شکار اور جنگلی جڑی بوٹیوں سے گزارا کرتے تھے لکڑی اور ہڈی سے اوزار بناتے، دھات اور اس سے بنائے جانے والے اوزاروں، برتنوں سے بالکل ناواقف تھے۔ ہندی زبان میں اس عہد کے لئے ست یُگ کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں کہ ایسا عہد جس میں لوگ پر سکون زندگی گزار رہے ہوں اور وہ ہر قسم کے زوال تکلف سے کوسوں دور ہوں، یہ لوگ مردوں کو دفناتے نہیں تھے بلکہ انہیں پرندوں اور جانوروں کی رحم و کرم پر چھوڑ دیتے تھے نو حجری عہد میں ہندوستان میں دوسرے ممالک کے لوگ وہاں آکر آباد ہوئے غاروں کی بجائے بانس کی جھونپڑیوں میں رہنے لگے دھات کے استعمال سے واقفیت رکھتے تھے مذہبی لحاظ سے دیکھا جائے تو "ہندوستان کے ضلع مرزاپور میں کھدائی کے بعد انسانی ڈھانچے ملے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ مردوں کو دفن کرتے تھے اور دوسری طرف ایسے مرتبان نما خاک دان بھی ملے جس سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ وہ لوگ مردوں کو جلا کر ان کی خاک محفوظ کرتے تھے اور ایسے قرائن بھی ملے ہیں جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ پہاڑوں اور درختوں کی عبادت کرتے تھے اور وہ انہیں خوش کرنے کے لئے قربانی کرتے اور چڑھاوے چڑھاتے تھے۔ شمالی ہند میں ہگلی[1] سے لے کر دریائے سندھ تک اور ہمالیہ کے دامن سے لے کر کان پور[2] کے ضلع تک کلہاڑیاں، برچھیاں، پھالے بڑی تعداد میں دریافت ہوئے ہیں۔"[3]

دراوڑ:

دراوڑ سنسکرت زبان کا لفظ ہے ہڑپہ اور موہنجوداڑو کی کھدائی جو محکمہ آثار کی جانب سے ہوئی جس سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ دراوڑ قوم ہندوستان کی قدیم اقوام میں سے ایک تھی دراوڑ کون تھے؟ کہاں سے آئے تھے ان کا تسلی بخش جواب نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ "یہ قوم مغرب سے آئی اور بعض کا کہنا ہے کہ دراوڑی آسٹریلیا سے ہندوستان آئے دراوڑی تہذیب و تمدن کا آغاز تین یا چار ہزار سال پہلے ہوا اور کوئی اس کو سات

---

[1] **ہگلی:** بھارت کی ریاست مغربی بنگال اضلاع میں سے ایک ہے اور اس ضلع کا نام دریائے ہگلی کے نام پر رکھا گیا ہے۔ کیونکہ یہ دریائے ہگلی کے کنارے واقع ہے۔

[2] **کان پور:** بھارت کی ریاست اتر پردیش کا سب سے زیادہ آبادی والا شہر اور اہم تجارتی مرکز جو دریائے گنگا کے کنارے واقع ہے۔

[3] قدیم ہندوستان کی تاریخ، راما شنکر ترپاٹھی، مترجم سید سخی حسن نقوی، ناشر: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، طابع: لاہوتی پرنٹ ایڈز، نئی دہلی، ۱۹۸۱ء، ص ۳۹۔

ہزار سال پہلے بتاتے ہیں۔"[1] ان کے رہن سہن، رسم و رواج اور زبان کے آثار آج بھی ہندوستان سے ملتے ہیں بلوچستان کے علاقے مرزاپور میں دراوڑی زبان (براہوی) بولی جاتی ہے اس کے علاوہ شمالی ہند اور جنوبی ہند میں بھی دراوڑی زبان بولی جاتی ہے۔

مذہب:

دراوڑوں میں شجر کی پرستش عام تھی اس کے ساتھ ساتھ پتھروں کی مورتیاں بنا کر ان کی پوجا کرتے تھے پتھر کی دیوی ماتا دیوتا کو مانتے تھے شیو جیسی ہستی اور ارواح کی پرستش کرتے تھے ظالمانہ انسانی قربانی اور چڑھاوں کے ذریعے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے تھے۔

آریہ:

وقت گزرنے کے ساتھ ہندوستان کی قدیم اقوام اپنا تشخص برقرار نہ رکھ سکیں۔ جب بیرونی حملہ آور قوم آریا ہندوستان میں داخل ہوئی تو مقامی باشندوں کو غلام بنا لیا اور ان پر حکومت کرنے لگے آریا کی آمد کا زمانہ ۲۵۰۰ قبل مسیح سے ۱۰۰۰ قبل مسیح تک رہا ان کا تعلق وسط ایشیا، ایران اور ہنگری سے تھا جو اپنا ملک چھوڑ کر یہاں آباد ہو گئے تھے آریہ سب کے سب ہم جنس اور ایک رنگ کے لوگ نہیں تھے ان میں سب سے اہم پانچ قبیلے تھے انو، دروہ یو، یادو، توردس اور پودر[2] چنانچہ یہ کہنا غلط نہیں ہو گا کہ جدید ہندو دھرم میں ذات پات کی بنیاد آریا نے ہی رکھی تھی آریاؤں میں بھی ہر قبیلے کا ایک سردار ہوتا تھا جس کی اطاعت سب پر فرض تھی ہندوستان کی سابقہ اقوام کی نسبت ان کی خانگی زندگی کافی خوشگوار تھی۔ آریا زراعت اور بھیڑ بکریاں پالنے جیسے پیشے سے منسلک تھے اور ساتھ ہی جنگ و جدل بطور پیشہ اپنایا ہوا تھا۔

مذہب:

آریا مختلف دیوتاؤں کے ماننے والے تھے مختلف قبائل کے اپنے اپنے دیوتا تھے جن کی وہ پرستش کرتے تھے اسکے علاوہ وہ لوگ مظاہر پرست تھے ارضی دیوتا، سماوی دیوتا اور فضائی دیوتا بنا رکھے تھے جن سے وہ عقیدت رکھتے تھے آریا اپنے دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے دودھ، گھی، اناج، شکر کے چڑھاوے چڑھاتے اور ان دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے قربانیاں بھی کرتے تھے چنانچہ آریاؤں نے ہی ہندو دھرم کی بنیاد رکھی جس نے مزید ترقی کر کے جدید ہندو مت کی شکل اختیار کر لی ہے۔

---

۱ ہندوستانی تمدن، ایشوراٹوپا، حیدر آباد بک ڈپو، حیدر آباد، دکن، ۱۹۴۳ء، ج اول، ص ۱۲۔

۲ قدیم ہندوستان کی تاریخ، ص ۵۸۔

ہندو مت کا تعارف:

علماء ادیان کے مطابق ہندو مت باقاعدہ کسی مذہب کا نام نہیں بلکہ یہ رسم و رواج اور تہواروں کا نام ہے اگر جغرافیائی اصطلاح میں دیکھا جائے تو باہر سے آنے والی دیگر اقوام نے دریائے سندھ کے باشندوں کو ہندو بولنا شروع کر دیا اس لئے ہندو مت کی کوئی جامع تعریف نہیں کی جا سکتی۔ جواہر لال اپنی کتاب دی ڈسکوری آف انڈیا میں ہندو مذہب کو رسم و رواج سے ماخوذ کرتے ہیں کہ یہ رسم و رواج اعلٰی سے اعلٰی بھی ہو سکتے ہیں اور ادنٰی سے ادنٰی بھی۔

ہندو مت میں تصور خدا:

ہندوؤں کے تصور الہٰ کو دیکھا جائے تو اس میں تین خداؤں کے ماننے والے بھی ہیں اور ۳۳ کروڑ خداؤں کے پوجاری بھی موجود ہیں تری مورتی یعنی تین خداؤں کے ماننے والے برہما، وشنو اور شیو کو الہٰ مانتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی کئی خداؤں کو مانتے ہیں۔ ہندو یہ مانتے ہیں کہ ہر کام اور کائنات میں موجود ہر چیز کے لئے علیحدہ خدا ہے جیسا کہ (اگنی) آگ کا معبود، (بار جنیا) نہروں کا معبود، (سوریہ) سورج کا معبود، (اوشا) صبح کا معبود وغیرہ جبکہ برہما، وشنو اور شیو کو انکی مذہبی کتابوں میں تری مورتی کا نام دیا گیا۔ برہما، وشنو اور شیو کے بارے میں ہندوؤں کا ماننا ہے کہ:

برہما- ہندوؤں کا یہ عقیدہ کہ برہما اس عالم کو بنانے والا ہے اور یہ ان کے نزدیک نقطہ آغاز کی حیثیت رکھتا ہے۔

وشنو- ہر چیز کی بقاء اور حفاظت کا ذمہ دار سمجھا جاتا ہے۔

شیو- ہندو شیو کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ زندگی اور موت دیتا ہے چنانچہ ہندو اس کے نام پر جانور کی قربانی کرتے ہیں۔[1]

ہندو مذہب کا بانی:

اقوام عالم میں جو بڑے مذاہب ہیں ان کا بانی ضرور ہوتا ہے جیسا کہ عیسائیت کی ابتداء حضرت عیسٰی سے ہوئی اور گوتم بدھ[2] کو بدھ مت کا بانی سمجھا جاتا ہے لیکن ہندو مذہب ایسا دھرم ہے، جس کا کوئی بانی موجود نہیں اور نہ ہی کوئی شخص اس کے بانی ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔

---

١ اسلام اور دنیا کے مذاہب، غلام نبی امجد، مفید عام کتب خانہ، لاہور، ۷، ۲۷ جون ۱۹۷۷ء ص ۳۶۸۔

٢ **گوتم بدھ:** گوتم، بدھ مت کے بانی ہے ان کا اصل نام ستیار تھ پر کاش تھا یہ ۵۶۳ قبل مسیح یا ۴۸۰ قبل مسیح میں پیدا ہوئے۔

ہندوؤں کا مقدس لٹریچر:

ہندوؤں کی مقدس کتاب کا نام وید ہے جو کہ چار کتب پر مشتمل ہے رِگ وید- یہ مشہور کتاب ہے جو کہ تین ہزار سال پرانی تصور کی جاتی ہے معبودوں کے سامنے عاجزی، انکساری اور نکاح کے موقع پر گا کے پڑھی جاتی ہے یجر وید- ہندو چڑھاوے چڑھانے کے وقت پڑھتے ہیں سام وید- یہ دعا مانگتے وقت گاتے ہیں اتھر وید- یہ دم اور جادو کی عملیات ہیں۔[1]

ذات پات کا نظام:

ہندومت خود کو چار ذاتوں میں منقسم کرتے ہیں۔ برہمن، کھشتری، ویش اور شودر۔ ہر ذات کو ذمہ داری سونپی گئی ہے جیسا کہ برہمن مذہبی امور کی دیکھ بھال کرتے ہیں کھشتری، حکومت کے لئے ویش کاروبار اور دیگر ذمہ داریوں کے لئے اور شودر سب سے کم اور نیچ ذات سمجھے جاتے ہیں اور خاکروب کی زندگی بسر کرتے ہیں۔[۲]

پاکستان میں ہندوؤں کی آبادکاری:

قیام پاکستان سے پہلے ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں ہندو پاکستانی خطے کی آبادی کا ۱۵ فی صد تھے اس طرح ۱۹۴۱ کی مردم شماری میں ۱۴ فی صد تھے اور ۱۹۵۱ء کی مردم شماری میں 1.3 فیصد ہندو پاکستان میں آباد تھے پاکستان میں ہندو وٗں کی تعداد میں کمی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ہندو اقلیت کافی بڑی تعداد میں پاکستان سے انڈیا ہجرت کر گئے تھے جس کی بدولت ان کی تعداد میں 13.7 فیصد کمی واقع ہوئی۔ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں پنجاب میں 28.5 ملین افراد کی آبادی تھی جس میں 52.4 فیصد مسلمان تھے اور 14.3 فیصد سکھ، ہندو 30.2 اور دیگر 3.1 فیصد تھے اور اس وقت سندھ کی مجموعی آبادی 4.1 ملین تھی جس میں مسلمان ۷۳ فیصد ہندو ۲۶ فیصد تھے تقسیم پنجاب سے پہلے دو تہائی پنجابی ہندو مشرقی پنجاب میں رہتے تھے اور مغربی پنجاب کے اضلاع میں ہندو ایک اہم اقلیت کے طور پر جانے جاتے تھے۔ ۱۹۴۱ء میں مغربی پنجاب میں ہندوؤں کی مجموعی آبادی تقریباً ۳ ملین تھی جبکہ تقسیم پنجاب کے بعد پنجاب کے ۲۹ اضلاع میں سے ۱۶ پاکستان میں رہے اور ۱۳ بھارت کے حصے میں آئے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کے بعد ۱۸ ستمبر اور ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۷ء کے درمیان تقریباً ۲،۸۴۹،۰۰۰ ہندو بھارت منتقل ہو گئے اس طرح وہاں کے مسلمان اتنی تعداد میں پاکستان ہجرت کر کے آ گئے۔ 1.3 ملین ہندوؤں میں سے ۷۲۴،۰۰۰ سندھ میں رہے جبکہ ۵۷۶،۰۰۰ ہندوستان منتقل ہو گئے جو ہندو پاکستان چھوڑ کر انڈیا ہجرت کر گئے ان میں زیادہ طرح شہری آبادی تھی جو کہ کراچی میں رہائش پذیر تھے جبکہ

---

[1] A Survey of Hinduism: Third Edition, Klaus Klostermaier ,State University of New York Press,2007, p 46.

[۲] ارتھ شاستر، کوتلیہ چانکیہ، مترجم: سلیم اختر، نگارشات پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۴ء، ص ۲۵۔

لاڑکانہ اور شکارپور[۱] کے ہندو ابھی تک وہی مقیم ہیں ۱۹۴۱ء کی مردم شماری میں پنجاب میں 34.4 ملین ہندو افراد کی آبادی تھی جس میں مسلمان 53.2 فیصد، ہندو 29.1 فیصد سکھ 14.9 فیصد اور دیگر 2.8 فیصد تھے اور سندھ کی مجموعی آبادی جس میں 4.5 ملین مسلمان اور ہندو ۲۸ فیصد تھے۔[۲]

۱۹۶۱ء کی مردم شماری میں میں 1.4 فیصد ہندو پاکستان میں موجود تھے اور ۱۹۸۱ء کی مردم شماری میں 1.5 فیصد اور اس کے بعد ۱۹۹۸ء میں ایک اعشاریہ چھ فیصد ہندو تھے یعنی یہ وہ ہندو تھے جو قیام پاکستان کے وقت پاکستان چھوڑ کر انڈیا ہجرت کر کے نہیں گئے بلکہ یہیں آباد ہو گئے۔ ۱۹۷۱ء میں ایسٹ ویسٹ پاکستان کی علیحدگی کے بعد چونکہ ایسٹ پاکستان ویسٹ پاکستان کی مردم شماری کا حصہ نہیں رہا اس لیئے وہاں کی ہندو کمیونٹی کو شامل نہیں کیا گیا اس کے باوجود ۱۹۶۱ء میں ۴،۱ فیصد آبادی تھی جبکہ ۱۹۸۱ء میں ۵،۱ فیصد آبادی تھی یعنی ہندو اقلیت کی آبادی میں اضافہ پایا گیا ۱۹۵۱ء میں پاکستان میں ہندوؤں کی آبادی ا۔۳ فیصد تھی جبکہ ۱۹۹۸ء میں اسکی آبادی میں اضافہ ہوا اور ایک اعشاریہ چھ فیصد ہو گئی۔[۳] پیو ریسرچ کے مطابق ۲۰۱۰ء تک پاکستان میں دنیا کی پانچویں سب سے بڑی آبادی ہندو تھی اور پیو ریسرچ کے مطابق ۲۰۵۰ تک پاکستان میں دنیا کی چوتھی سب سے بڑی آبادی ہندو ہو گی۔[۴]

پاکستان میں ہندو اقلیت کی آبادی:

پاکستان ہندو کونسل کے ایک محتاط اندازے کے مطابق تقریبا ۸۰،۰۰۰۰۰ سے زائد ہندو پاکستان میں موجود ہیں جو اس وقت پاکستان کی مختلف صوبوں میں زندگی گزار رہے ہیں لیکن ہندو اقلیت کی زیادہ آبادی سندھ میں موجود ہے ہندوؤں کی قلیل تعداد شہروں میں موجود ہے جبکہ اس اقلیت کی نصف سے زیادہ آبادی ضلع تھرپارکر میں موجود ہے صوبے کے لحاظ سے تقریبا ۱۷ فیصد ہندو سندھ میں موجود ہیں سندھ کے مختلف اضلاع میں ہندوؤں کی تعداد درج ذیل ہے جیکب آباد ۱۵۲،۰۷۹ ، شکار پور ۵۶۵،۷۴، لاڑکانہ ۸۱،۹۶۳، سکھر ۸۹،۴۰۰ ، گھوٹکی ۵۵۱،۱۹۴، خیر پور ۱۳۶،۳۵۶، فیروز ۳۴۳،۳۷۴، نوابشاہ ۹۲،۴۷۲، دادو ۱۰۳،۴۷۰، حیدر آباد ۵۰۱،۰۴۷،۱، بدین ۴ ۲۶۷۹،۹۷، ٹھٹھ ۹۶،۴۱۷ ، سنگھڑ ۸۷۸،۰۶۱، میر پور خاص ۸۸۹،۶۶۵ ، عمر کوٹ ۱۸۵،۹۴۶، تھر

---

۱ **شکارپور:** پاکستان کے صوبہ سندھ کا قدیم شہر جسے ضلع و تحصیل کا مقام حاصل ہے اور دریائے سندھ کے بائیں کنارے سے ۲۹ کلومیٹر کے فاصلے پر قائم ہے۔

2 Population of Pakistani Hindus; A Demography study, Indus priest king 23 may 2018 https://defence.pk/pdf/threads/population-of-pakistani-hindus-a-demographic-study.560142/ [accessed13-04-2019].

3 https://defence.pk/pdf/threads/population-of-pakistani-hindus-a-demographic-study.560142/ [accessed 13-04-2019].

4 Countries with the largest hindu population, 2010 and 2050, pew research center, https://www.pewforum.org/2015/04/02/hindus/ [accessed13-04-2019].

پار کر۹۹۴،۱۰۹،۱اور ملیر ۲۶۱،۳۳میں ہندو موجود ہیں بلوچستان میں ۱فی صد سے زائد ہیں جبکہ پنجاب اور خیبر پختون خواہ میں ۱فیصد سے کم ہیں۔[1]

ادارہ شماریات پاکستان[2] کی رپورٹ کے مطابق "۱۹۹۸ء کی مردم شماری میں پاکستان کے دیہی علاقوں میں 1.80 فیصد اور شہری علاقوں میں 1.16 فیصد ہندو موجود تھے جبکہ صوبے کے لحاظ سے خیبر پختون خواہ میں ہندو شہری آبادی کا 0.11 فیصد تھے اور فاٹا کے دیہی علاقوں میں 0.03 فیصد اور شہروں میں 0.32 فیصد آباد تھے پنجاب کے دیہی علاقوں میں ہندوؤں کی تعداد 0.15 فیصد تھی جبکہ شہروں میں انکی آبادی 0.06 تھی سندھ کے دیہی علاقوں میں 9.77 فیصد اور شہروں میں 3.08 فیصد ان کی آبادی تھی۔ بلوچستان میں 0.15 دیہاتوں میں جبکہ 1.58 شہروں میں آباد تھے اور اسلام آباد میں ان کی آبادی 0.03 فیصد تھی۔"[3] چنانچہ یہ تخمینہ واضح کرتا ہے کہ پاکستان میں ہندوؤں کی زیادہ تعداد کا تعلق صوبہ سندھ سے ہے لیکن پاکستان میں ہندو اقلیت زیادہ تر دیہی علاقوں میں رہائش پذیر ہے اور کم آبادی کا تعلق شہروں سے ہے۔

---

1 Region Wise Population Of Hindus in Pakistan, Pakistan Hindu council, Karachi. http://pakistanhinducouncil.org.pk/hinduism/hindu-population-pk/ [accessed 15-04-2019].

۲ **ادارہ شماریات پاکستان:** پاکستان کا ایک اہم انتظامی ادارہ جس کا مقصد عالمی سطح پر ہونے والی تبدیلیوں سے آگاہ رکھنے کے ساتھ اقتصادی، تجارتی، ملکی مردم شماری اور دیگر شعبہ جات میں جامع تفصیل مہیا کرنا ہے۔ http://www.pbs.gov.pk/ [accessed 15.04.2019]

3 Population by religion, 1998 census, Pakistan Bureau of Statistics Government of Pakistan. http://www.pbs.gov.pk/content/population-religion [accessed date 15-04-2019].

فصل دوئم

برصغیر میں مسلم ہندو تعلقات: تاریخی تناظر

برطانوی راج ہندوستان کے دو بڑے مذہبی گروہوں یعنی مسلمان اور ہندوؤں کو ہمیشہ لڑانے کی ناپاک کوششوں میں لگے رہے اور انہوں نے اپنا ایک عزم بلند رکھا کہ "ان کو آپس میں لڑاؤ اور حکومت کرو" اسی اصول کے مبادی برطانوی حکومت نے ہندوستان کے باشندوں کے ذہنوں میں ایک ایسی تلخ تصویر بنائی جس کے اثرات آج بھی ہندوؤں اور مسلمانوں کے ذہنوں پر نقش ہیں انہی تعصب پسند مغربی مفکرین نے فرقہ پرستی کی آگ کو بھڑکانے کے لئے ایسے تاریخی ہتھکنڈے استعمال کئے اور اپنی تاریخی کتابوں میں ایسے بے جا واقعات درج کئے کہ برطانوی حکومت سے قبل مسلمانوں کی گیارہ سو سال کی حکومت میں مسلمان بادشاہوں کی طرف سے ہندوؤں پر مظالم کو ثابت کیا جاسکے اور انہی تعصب پسند تاریخ دانوں نے اسلام کے خلاف ایسا خراب تاثر دینے کی کوشش کی جس کی بناء پر یہ سمجھا جانے لگا کہ مسلمان بادشاہ بالجبر ہندوؤں کو مسلمان بناتے رہے اور ان کے عبادت خانے توڑتے رہے حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس طویل عرصے میں سوائے چند ایک کے کوئی ایسا بادشاہ نہیں گزرا جس نے غیر مسلموں کو بالجبر مسلمان بنایا ہو یا ان کی عبادت گاہوں کو مسمار کیا ہو اگر ایسا ہوتا تو ہندو مسلمان بادشاہوں کے خلاف بغاوت پر اتر آتے اور اس صورت حال میں مسلمانوں کو ہندوستان پر حکومت کرنے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا یہ مسلمان بادشاہوں کی رواداری، حسن سلوک اور مذہبی آزادی کا ہی نتیجہ تھا جس کی بناء پر مسلمانوں نے ہندوستان پر حکومت کی۔"[1]

اموی اور عباسی عہد حکومت میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے تعلقات:

مسلمانوں کے ۱۳۵ سال کے عہد حکومت میں جن میں ۴۲ سال بنو امیہ اور ۹۳ سال عباسی خلفاء نے حکومت کی اس طویل عرصے میں کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا جس میں فرقہ پرستی اور تعصب پسندی کی جھلک نظر آتی ہو۔ "حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں غیر مسلموں کے حقوق کا خاص خیال رکھا گیا غیر مسلموں کی ذمہ دار عہدوں پر تقرری کی گئی ان کے مال اور جائیداد کی بھی بالکل اسی طرح حفاظت کی گئی جیسے مسلمانوں کو تحفظ فراہم کیا گیا۔"[2]

عباسی خلفاء نے ہندوؤں کے ساتھ انتہائی منصفانہ سلوک کیا جس طرح سرکاری خزانے سے مساجد تعمیر کرائی اسی طرح مندروں کی تعمیر کا بھی انتظام کیا اس دور میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات اس قدر خوشگوار تھے

---

۱ ہندوستان پر اسلامی حکومت، شوکت علی فہمی، سٹی بک پوائنٹ کراچی، ۲۰۰۵ء ص ۸۔

۲ تاریخ اسلام، معین الدین احمد شاہ ندوی، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء، ج دوم، ص ۳۹۔

کہ ہندو راجاؤں نے اپنی ریاستوں میں فرقہ پرستی کی بنیاد پر مسلمانوں سے کبھی ناروا سلوک نہیں کیا۔ مسلمان اور ہندو ایک دوسرے کے درباروں کی رونق بنے ہوئے تھے بغداد کے خلیفہ ہارون الرشید جس کے قنوج[1] کے راجا سے اچھے تعلقات تھے کو خلیفہ نے ملک الہند کا خطاب دیا جب خلیفہ ہارون الرشید بیمار ہوا تو قنوج کے راجا کے طبیب خاص نے ایک عرصہ دراز تک بغداد میں رہ کر خلیفہ کا علاج کیا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس دور میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات کس حد تک خوشگوار تھے۔ "ہندو مورخ مسلمانوں اور ہندوؤں کے تعلقات کے بارے میں کہتا ہے کہ اگر مسلمانوں کے تلوار کے زور پر غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کیا ہوتا تو کیا ۱۳۵ سال کے اسلامی دور حکومت میں ہندوؤں مسلمانوں اور بدھوں کے دوستانہ اور خوشگوار تعلقات رہ سکتے تھے۔"[2] حقیقت تو یہ ہے کہ مسلم حکمرانوں نے ہندو حکمرانوں اور رعایا کے ساتھ حسن سلوک کا ایسا منظر پیش کیا کہ جس کے نتیجے میں ایک کثیر تعداد حلقہ بگوش اسلام ہوئی۔

فتح سندھ کے بعد مسلمان اور ہندوؤں کے تعلقات کی نوعیت:

۷۱۲ء میں جب محمد بن قاسم نے سندھ فتح کیا تو اس وقت ہندوستان میں مسلم، ہندو اور دیگر اقلیتیں موجود تھیں اور ہندوؤں کی ایک بڑی تعداد کو انتظامی امور میں مراعات حاصل تھے لیکن جب محمد بن قاسم نے سندھ فتح کیا تو اسلام کی اشاعت کی اس موقع پر مسلمانوں اور ہندوؤں کے تعلقات کی نوعیت درج ذیل تھی۔

محمد بن قاسم کے ہندوؤں سے تعلقات:

اسلام دنیا کا وہ واحد مذہب ہے۔ جس نے نہ صرف قلیل مدت میں دنیا کے تین چوتھائی حصے پر حکومت قائم کی بلکہ دیگر مذاہب کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے جدوجہد بھی کی۔ ڈیڑھ ہزار برس کی اسلامی تاریخ میں مسلمانوں نے دوسرے مذاہب کے ساتھ رواداری اور مساوات کی ایسی مثالیں قائم کیں جس کی نذیر پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے محمد بن قاسم نے جب سندھ کو فتح کیا تب ہندو رعایا کا یہ خیال تھا کہ مسلمانوں کی طرف سے ان سخت برتاؤ کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران تھے کہ دیبل (کراچی) کی فتح کے بعد محمد بن قاسم نے عام معافی کا اعلان کر دیا اس کے علاوہ شہر کا انتظام ہندوؤں کے ہاتھوں میں دے دیا اور انہیں مکمل مذہبی آزادی بھی دی کہ جس طرح چاہے عبادت کر سکتے ہیں حاکم اعلیٰ ایک پنڈت کو بنایا گیا اور اس کو یہ ہدایت بھی کی گئی کہ ہندو شہریوں کی جان، مال عزت اور آبرو کی مکمل حفاظت کی جائے گی۔ یہی ہندو پنڈت مسلمانوں کے حسن سلوک اور رواداری سے اس

---

[1] **قنوج:** بھارت کا آباد مقام اور نہایت قدیم شہر جسے دنیا کی دوسری یا تیسری آبادی کا درجہ حاصل ہے اسکی مجموعی آبادی ۲۲۷،۳۸۶،۱۱ افراد پر مشتمل ہے۔

[2] ہندوستان پر اسلامی حکومت، ص ۵۵۔

قدر متاثر ہوا کہ اسلام قبول کر لیا اسلام قبول کرنے کے بعد اس پنڈت کو "مولانا اسلامی" کا خطاب دیا گیا محمد بن قاسم کے دور حکومت کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ اس نے کسی کو زبردستی اسلام قبول نہیں کرایا محمد بن قاسم کی اسی وسیع نظری کے عالم میں عمال مقرر کرتے وقت اس کے سامنے کسی ہندو یا مسلم کا کوئی سوال پیدا نہ ہوتا تھا کاکا، موکا، سی ساگر اور کاکسا وغیرہ کو ان کی قابلیت کی بناء پر بڑے بڑے عہدوں سے نوازا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ محمد بن قاسم ان کے مشورے کے بغیر ایک قدم نہ چلتے تھے جب" محمد بن قاسم جب سندھ میں داخل ہوئے تو اس وقت ان کی فوج کی تعداد پندرہ ہزار تھی لیکن فتح سندھ کے بعد ان کے حسن سلوک، رواداری اور مذہبی آزادی کی بدولت فوج کی تعداد پچاس ہزار ہو گئی انہوں نے جہاں مسجدیں تعمیر کروائی وہی پر مندروں کی تعمیر میں مالی امداد بھی کی اور خود ایک بہترین سیاست دان ہونے کی ایک عمدہ مثال قائم کی جس کے حسن سلوک اور مذہبی آزادی کو غیر مسلم بھی تسلیم کرتے ہیں۔[۲] اور یہی وجہ تھی کہ دیبل غارت گری اور لوٹ مار سے محفوظ رہا یہ اسلامی حکومت ہی تھی جس نے غیر مسلموں کے تشخص کو برقرار رکھا جہاں ان کے معاشرتی و مذہبی اقدار کی حفاظت کی گئی تاکہ وہ بھی اسی شان و شوکت کے ساتھ زندگی بسر کریں جس طرح مسلمان زندگی بسر کر رہے ہیں مذہبی اقدار کا تحفظ فراہم کرتے ہوئے سرکاری خزانے سے مندروں کی مرمت کرائی گئی اور ہر جگہ عورت کی عزت و آبرو کا خیال رکھا گیا اس لئے سندھ کی عظیم الشان حکومت میں عورت کی بے آبروئی کا کوئی واقع پیش نہیں آیا۔"[۳]

ہندوؤں کے حقوق کی پاسداری:

محمد بن قاسم نے اپنے دور حکومت میں ہندوؤں اور دیگر اقلیتوں کے حقوق کا خاص خیال رکھا اور انہیں بھی ایسے ہی حقوق فراہم کئے جیسے مسلمانوں کو حاصل تھے۔" محمد بن قاسم کے دور میں ہندوؤں کی مذہبی، معاشی، معاشرتی حالت بہت بہتر تھی کیونکہ ان کے دور میں ہندوؤں کو مکمل مذہبی آزادی حاصل تھی ٹیکس کی وصولی میں ان سے نرمی کا مظاہرہ کیا گیا برہمنوں کو جزیہ کی ادائیگی سے آزاد کر دیا گیا اور ملازمتوں میں ہندوؤں کو بھی حصہ دیا گیا۔"[۴]

> "ہندو مسلمانوں کے اس رویے سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے کہ کثیر تعداد میں ہندوؤں نے اپنی مرضی سے مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی انہی ہندووں کا محمد بن قاسم سے اس قدر لگاؤ تھا کہ ان

---

۱ ہندوستان پر اسلامی حکومت، ص ۴۵۔

۲ ایضا: ص ۴۷۔

۳ ایضا: ص ۱۰۔

۴ تمدن ہند پر اسلامی اثرات، تاراچند، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور، ۱۹۸۰ء، ص ۲۷۔

کے واپس جانے کے بعد کچھ ہی عرصے میں ان کی یاد میں مجسمہ بنالیا اور آپ کی واپسی کے تقریبا تین سو سال تک شمالی ہندوستان پر راجپوت بے خوف و خطر حکومت کرتے رہے اور محمد بن قاسم کی حکومت کے اس حد تک گہرے اثرات مرتب ہو چکے تھے کہ کسی جنگجو نے ان پر حملہ نہ کیا ۔"[1]

محمود غزنوی کے دور میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے تعلقات:

محمود غزنوی کے دور حکومت میں بھی محمد بن قاسم کی طرح مسلمان، ہندو اور دیگر اقلیتوں کے حقوق کی ادائیگی میں بھی بھرپور توازن قائم کرنے کی کوشش کی گئی اگرچہ محمود غزنوی ایک بت شکن کے لقب سے مشہور تھے لیکن ان کا مندروں پر حملہ کرنا اور ان کو گرانا سیاسی اور دفاعی حکمت عملی کا نتیجہ تھا نہ کہ مذہبی اختلافات کا نتیجہ تھا " محمود غزنوی کے دور میں بھی ہندوؤں کو کئی مراعات سے نوازا گیا وہ ان پر اس قدر اعتماد کرتے تھے کہ انکی فوج میں کئی ہندو سپہ سالار موجود تھے جن میں تلک، ناتھ اور سوبند رائے بہت مشہور تھے کہ جو محمود غزنوی کے لئے وسط ایشیا میں لڑتے رہے۔"[2]

محمود غزنوی کے ہندوستان پر انہی حملوں کا ہی نتیجہ تھا کہ مسلمانوں کی ہندوستان میں آنے کی راہ ہموار ہوئی اور جس کی بدولت مسلمانوں نے اپنے مذہب کی اشاعت کو بھرپور ترقی دی محمود غزنوی نے کسی کو جبری مذہب تبدیلی پر مجبور نہیں کیا بلکہ لوگوں کو انہی کے دین پر رہنے دیا اور تعلقات کو مزید بہتر بنایا۔

" محمود غزنوی نے لوگوں کو دینِ اسلام کی قبولیت کے لئے کبھی مجبور نہیں کیا بلکہ اس نے تو کئی ہندو افسروں اور سپاہیوں کو فوج میں ملازمت دی جو اس کے لئے وسط ایشیاء میں لڑتے رہے۔"[3]

سلاطین دہلی کے عہد حکومت میں مسلمان اور ہندوؤں کے تعلقات:

عہدِ سلاطین کے دورِ حکومت میں بھی ہندوؤں کو مکمل معاشرتی اور مذہبی آزادی حاصل تھی مشہور ہندو مورخ ایس ایم شرما اپنی کتاب میں قلم دراز ہیں کہ

"اسلام میں ذمیوں کے حقوق و فرائض متعین ہیں اور علماء نے بھی یہ بتایا ہے کہ صرف اہل کتاب ہی ذمی ہو سکتے ہیں۔ لیکن سب سے پہلے محمد بن قاسم نے ہندوؤں کے ذمی ہونے کا فتویٰ حاصل کیا

---

۱ آب کوثر، محمد اکرم، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور، ۱۹۷۹ء ص ۲۴۔

۲ مختصر تاریخ اہل ہند (ترجمہ)، تاراچند، مجلس ترقی ادب، کلب روڈ، لاہور، ص ۱۲۲۔

۳ آب کوثر، محمد اکرم، ص ۲۱-۲۲۔

اور ہندوؤں سے ذمیوں جیسا سلوک کیا گیا لہذا ان کو بھی مذہبی، معاشی اور معاشرتی آزادی دی گئی۔"[1]

مغل دورِ حکومت میں مسلم ہندو تعلقات:

جس طرح محمد بن قاسم اور محمود غزنوی کے دورِ حکومت میں ہندو رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کیا گیا بلکل اسی طرح مغلیہ دورِ حکومت میں بھی ہندو اور مسلمانوں میں اچھے روابط قائم تھے اس بادشاہی نظام میں ہندو رعایا کے حقوق کا بھی ایسے ہی خیال رکھا جاتا جس طرح مسلمانوں کے حقوق کے پاسداری کی جاتی تھی۔ ظہیر الدین بابر، اکبر اور جہانگیر کے عہد میں مسلم ہندو تعلقات درج ذیل تھے۔

ظہیر الدین بابر کے دور حکومت میں ہندو رعایا سے تعلقات:

ظہیر الدین بابر ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھا جس کی ہمدردی، سخاوت اور فیاضی کے چرچے نہ صرف مسلمانوں بلکہ ہندوؤں میں بھی مشہور تھے اس نے "اپنے دور میں رواداری کے اصول کو فروغ دیا اور مذہبی اختلافات کو ختم کیا اور ان اختلافات کی بنیاد پر کبھی کسی کو قتل نہیں کیا بابر کے دور میں ذمیوں سے جزیہ اور ٹیکس وصول کیا جاتا تھا جس کی بدولت انہیں مکمل مذہبی، معاشی، معاشرتی آزادی حاصل تھی اس کے ساتھ ساتھ ہندوؤں کو مکمل مذہبی آزادی دی گئی کہ وہ اپنے رسم و رواج کے مطابق اپنی زندگی بسر کر سکتے تھے بابر نے اپنے عہد حکومت میں فرقہ واریت اور مذہبی اختلافات کو سیاست سے دور رکھا اور ایک ایسے نظامِ حکومت کی بنیاد رکھی جس میں فرقہ واریت اور مذہبی اختلافات کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔"[2] بابر کے ہندو رعایا سے اچھے تعلقات کی مثال اپنے بیٹے ہمایوں کو کی گئی وہ وصیت ہے جس میں اس نے کہا تھا کہ:

> "اے میرے بیٹے! ہندوستان میں مختلف مذاہب کے لوگ ہیں یہ باری تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ جس نے تمہیں اس ملک کا بادشاہ بنایا ہے اپنی بادشاہی میں ذیل کی باتوں کا خیال رکھنا چاہیے:
>
> ۱- تم مذہبی تعصب کو اپنے دل میں ہر گز جگہ نہ دو اور لوگوں کے مذہبی جذبات اور مذہبی رسومات کا خیال رکھتے ہوئے سب کے ساتھ انصاف کرنا۔
>
> ۲- گاؤ کشی سے خاص طور پر پرہیز کرنا تا کہ اس سے تمہیں لوگوں کے دلوں میں جگہ مل جائے اور اس طرح وہ احسان اور شکریے کی زنجیر میں تمہارے مطیع ہو جائیں۔

---

1 The Religious Policy of Mughal Emperors,S.R Sharma,Sheikh mubarik Ali and sons,Lahore,1975,p.6.

۲ ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری، صباح الدین عبد الرحمٰن، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی ،اعظم گڑھ، یوپی، ۲۰۰۹ء جلد دوم، ص ۹۔

۳- تمہیں کسی کی عبادت گاہ کو مسمار نہیں کرنا چاہیے اور سب سے ہمیشہ انصاف کرنا چاہیے تاکہ بادشاہ اور رعیت کے تعلقات دوستانہ ہوں اور ملک میں امن و امان قائم رہے
۴- اسلام میں اشاعت ظلم و ستم کی تلوار کے مقابلے میں لطف و احسان کی تلوار سے بہتر ہو سکے گی۔
۵- شیعہ سنی اختلاات کو ہمیشہ نظر انداز کرتے رہنا کیونکہ ان سے اسلام کمزور ہو جائے گا۔
۶- اپنی رعیت کی مختلف خصوصیات کو سال کے مختلف موسم سمجھو تاکہ حکومت بیماری اور ضعف سے محفوظ رہ سکے۔"[۱]

شہنشاہ اکبر اور ہندو رعایا:

اکبر کے ہندوؤں کے ساتھ انتہائی دوستانہ تعلقات تھے انہی تعلقات کی وجہ سے ہندوؤں کو وہ تمام تر مراعات حاصل تھے جو مسلمانوں کے پاس تھے اس دور میں " مسلمانوں اور ہندوؤں کے تعلقات اس حد تک گہرے ہو چکے تھے کہ ہندو شہزادیاں اور امراء مغل حکمرانوں کے حرم میں آتے جاتے تھے اور اسی وجہ سے اپنا اثر رسوخ قائم کر لیا تھا چنانچہ ایک ایسا دور آیا کہ ہندو خود مختار ہو گئے اور مسلمان ہندوؤں کے اقتدار تلے دب کر رہ گئے۔"[۲] اکبر کے عہد میں ہندوؤں سے جو جزیہ لیا جاتا تھا اسکو ختم کر دیا اور انہیں معاشرے میں وہی مقام دیا جو مسلمانوں کو حاصل تھا سری رام شرما اس کے متعلق لکھتے ہیں:

> "The great achievement of Akbar in this field was the abolition of the hateful jizia."[3]

"اکبر کے عہد حکومت میں تمام غیر مسلموں کو مذہبی آزادی حاصل تھی کہ وہ بغیر اجازت مندر تعمیر کر سکتے ہیں اور ان کا زیارتی ٹیکس بھی معاف کر دیا گیا۔"[۴]

" شہنشاہ اکبر کے دربار میں ۵۴ ہندو امراء تھے جو اپنی صلاحیت کے مطابق مختلف کام سر انجام دیتے تھے ان میں مان سنگھ (سات ہزاری)، بھگوان داس (پانچ ہزاری) رائے سنگھ (چار ہزاری)

---

۱ تزک بابری، محمد ظہیر الدین بابر، مترجم: مرزا نصیر الدین حیدر، الفیصل غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، جنوری ۲۰۰۶ء، ص ۱۹۔

۲ دین الٰہی اور اس کا پس منظر، محمد اسلم، ندوۃ المصنفین، دہلی، ۱۹۶۹ء، ص ۱۱۶۔

3 The Religious policy of the Mughal Emperors, S.R.Sharma, sheikh Mubarik Ali & sons, Lahore ,1975,P.5.

4 Ibid,p.25.

ٹوڈر مل (چار ہزاری) ببریر (دو ہزاری)، مہان سنگھ (دو ہزاری)، درگاہ ساسودہ (ایک ہزار ا پانصدی)، رائے شاں (ایک ہزار) اور اس کے علاوہ کئی چھوٹے بڑے امراء تھے۔"[1]

چنانچہ یہ بحث واضح کرتی ہے کہ شہنشاہ اکبر کے دور میں ہندو اور مسلم میں کوئی فرق نہیں رکھا گیا بلکہ دونوں مذاہب کے افراد کو ایک دوسرے کے شانہ بشانہ مراعات سے نوازا گیا۔

جہانگیر کا عہد حکومت اور ہندو اقلیت:

جہانگیر کے دور میں نہ صرف مسلمان بلکہ ہندوؤں کو بھی مکمل مذہبی آزادی حاصل تھی۔ تزکِ جہانگیری میں بھی اس کا باقاعدہ اعتراف کیا گیا کہ "جہانگیر نہ صرف بذات خود ہندوؤں کے تہواروں میں شمولیت اختیار کرتا بلکہ خود ہندوؤں کے تہوار مناتا اور یہ سلسلہ مغلیہ عہد کے آخر تک جاری رہا۔ شکرات کو جس میں آفتاب برج عقوب میں داخل ہوتا ہے بادشاہ جہانگیر ہزار تولہ چاندی اور ہزار روپے خیرات کرتا۔"[2]

"اس کے دور حکومت میں دیوالی کو پوجا کا دربار ہوتا اور باغ میں گاؤ آراستہ ہو کر آتیں اور ان کے گلے میں کوڑیوں کے ہار پڑے ہوئے ہوتے۔ شوراتری کو اپنے باپ کی طرح جہانگیر بھی بڑے بڑے جوگیوں کو اپنے محل میں بلاتا ان کے ساتھ کھانا کھاتا ہندوؤں کے برت کے دن عام چھٹی ہوتی جس میں خرید و فروخت کی اجازت نہ تھی چودھویں سال جہانگیر نے راکھی بندھن تہوار منایا اور راکھی بندھوائی۔"[3]

جہانگیر کے علاوہ محمد شاہجہان کے دور میں بھی مسلمانوں اور ہندوؤں کے اچھے تعلقات تھے لیکن "شاہجہان نے جزیہ اور زیادتی ٹیکس کو موقوف کیا تھا شاہجہاں نے دوبارہ سے ان ٹیکسوں کو بحال کیا ستی کی رسم کو زبردستی روکا گیا تاکہ مسلمان اس سے کوئی اثر نہ لیں۔"[4] سری رام شرما اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں کہ

"شاہجہاں نے اپنے عہد حکومت میں ہندوؤں کو ۵۴ مختلف مناصب پر انکی قابلیت پر فائز کیا تھا جن کو ہندو بخوبی سر انجام دیتے تھے۔"[5]

---

1 Ibid , P.6.

2 The Religious policy of the Mughal Emperors, S.R.Sharma,p.73

۳ تزک جہانگیری، نورالدین محمد سلیم جہانگیر، مترجم رشید اختر ندوی، مجلس ترقی ادب، کراچی، ۱۹۰۱ء، ص ۱۸۶۔

۴ تاریخ دعوت و عزیمت، ابوالحسن علی ندوی، مجلس نشریات اسلام، لاہور، ۱۹۸۰ء، ص ۳۲۔

5 The Religious policy of the Mughal Emperors, S.R.Sharma, P.99.

اورنگزیب عالمگیر کے دور میں ہندو رعایا سے تعلقات:

اورنگزیب عالمگیر کے دور میں ہندوؤں کو مکمل مذہبی آزادی حاصل تھی انہیں تہوار منانے، مندروں میں جانے اور انکی تعمیر و ترقی کی آزادی حاصل تھی اور نگزیب عالمگیر ہندوؤں کے مذہبی تہواروں پر نہ صرف خود شرکت کرتا بلکہ دربار میں موجود امراء کو انکے مذہبی تہوار کے موقع پر تحائف بھی دیئے جاتے تھے۔[1] اور" اورنگزیب عالمگیر نے اپنے عہد حکومت میں بے جا ٹیکسوں کا خاتمہ کیا اس کے باوجود عشر اور زکوٰۃ مسلمانوں سے اور جزیہ و خراج غیر مسلموں سے وصول کیا اور جب ہندوؤں نے اس کی راہ میں رکاوٹیں ڈالی تو اورنگزیب عالمگیر کو مجبوراً سخت انتظامات کرنا پڑے لیکن اس کے باوجود اورنگزیب عالمگیر نے اسلامی تعلیمات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بیواؤں، بوڑھوں، بیماروں اور ہندو فوجیوں کو نہ صرف جزیہ معاف کر دیا بلکہ خزانے سے انکی مالی امداد بھی کی جاتی تھی۔"[2]

"اورنگ زیب عالمگیر نے ہندو اقلیت کے ساتھ اچھا سلوک روا رکھا۔اس کے عہد میں ہندوؤں کو مکمل مذہبی آزادی دی گئی ان کے لئے علیحدہ عدالتی نظام قائم کیا جو ان کے اپنے مذہبی قوانین کے مطابق تھا قاضی کی بجائے پنڈت مقرر کئے گئے اس دور میں بھی ہندوؤں کو بڑے بڑے منصب سونپے گئے ان میں منصب ست ہزاری، شش ہزاری، پنج ہزاری، چہار ہزاری وغیرہ شامل ہیں۔"[3]

"اورنگزیب عالمگیر نے اپنے عہد حکومت میں ہندوؤں کے لئے ایک الگ عدالتی نظام قائم کیا جو انکے اپنی مذہبی تعلیمات کے مطابق تھا اور مقدمات کے حل کے لئے قاضی کی بجائے پنڈت کو مقرر کیا تاکہ انکی مذہبی تعلیمات کے مطابق فیصلہ کیا جاسکے۔"[4]

چنانچہ اسلامی حکومتوں کے ادوار کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا وادی سندھ میں داخل ہونے سے لے کر مغلیہ دورِ حکومت تک ہر دور میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے اچھے تعلقات قائم رہے ہیں اور انہیں وہی مناصب و مراتب حاصل رہے جو اسلامی عہدِ حکومت سے پہلے ان کو حاصل تھے۔ جبکہ عصر حاضر میں مسلم ہندو تعلقات کی نوعیت درج ذیل ہے۔

---

۱ اورنگزیب پر ایک نظر، شبلی نعمانی اردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۶۰ء ص ۱۸۴۔

2 The Religious policy of the Mughal Emperors, S.R.Sharma, P.157.

۳ مآثر عالمگیری، محمد مستعد خان ساقی، (مترجم: مولوی محمد فدا علی)، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۱۹۶۷ء، ص ۸۹۔

۴ اورنگزیب کا نظام حکومت، ریحانہ پروین، بورڈ آف اسلامک سٹڈیز جامعہ پنجاب، لاہور، ۱۹۹۸ء، ص ۲۲۴۔

عصرِ حاضر میں پاکستان میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے تعلقات:

جس طرح عہد ماضی میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان اچھے تعلقات قائم تھے بلکل اسی طرح دور حاضر میں بھی مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان مذہبی، معاشی اور معاشرتی لحاظ سے اچھے تعلقات قائم ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

مذہبی تعلقات:

قرآن پاک کا پہلا ہندی ترجمہ:

مسلمانوں اور ہندوؤں کے مذہبی تعلقات کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ویسے تو قرآن پاک کا ترجمہ ہر زبان میں موجود ہے لیکن یہ بات حیران کن ہے کہ" قرآن پاک کا ہندی ترجمہ سب سے پہلے ایک ہندو راجہ کے حکم سے کیا گیا تھا سنہ ۲۷۰ھ میں الرا کے راجہ مہروک جو بڑے راجاؤں میں سے ایک تھے جس کا علاقہ کشمیر بالا (کشمیر) اور کشمیر زیر (پنجاب) کے وسط میں تھا اس نے منصورہ کے امیر عبداللہ بن عمر کو خط لکھا کہ کسی ایسے شخص کو بھیجیں جو ہمیں ہندی میں مذہب اسلام کے بارے میں سمجھا سکیں چنانچہ امیر نے عراق کا ایک مسلمان جو بہت عقلمند اور مختلف زبانوں سے واقفیت رکھتا تھا راجہ کے دربار میں بھیجا وہ راجہ کے دربار میں ۳برس رہا اور قرآن کا ترجمہ کیا راجہ روزانہ قرآن کا ترجمہ سنتا اور اس سے متاثر ہوتا تھا۔"[1]

مسلمانوں اور ہندوؤں کے مذہبی مناظرے:

مسلمانوں اور ہندوؤں کے دوستانہ تعلقات اس حد تک بڑھ چکے تھے کہ ان کے درمیان مذہبی مناظرے ہوتے تھے دوسری صدی ہجری کے اخیر میں ہارون الرشید کے زمانے کا واقعہ ہے کہ" ہندوستان کے ایک راجہ نے ہارون الرشید کو قاصد بھیجا اور اسے یہ پیغام بھیجوایا کہ آپ اپنے مذہب کے کسی ایسے عالم کو میرے پاس بھیج دیجئے جو مجھے اسلام کے بارے میں آگاہ کرے نیز میرے سامنے ایک ہندو پنڈت سے بحث کرے دوسری روایت میں ہے کہ سندھ کے راجہ کے یہاں ایک پنڈت تھا اس نے راجا کو اکسایا تو راجہ نے خلیفہ کو پیغام بھیجا کہ اپنے ہاں سے کسی عالم کو بھیجے جو آکر میرے پنڈت سے بحث کرے چنانچہ خلیفہ نے ایک مشہور متکلم کو بھیجا ایک روایت میں ہے کہ وہ پنڈت مسلمان سے شکست کھا گیا اور دوسری روایت یہ کہ اس پنڈت نے راستے سے عالم کے بارے میں معلوم کرایا کہ وہ مذہبی ملّا ہے یا عقلیات سے واقف ہے جب اسے معلوم ہوا کہ عالم عقلیات کا فاضل ہے تو دونوں روایات میں ہے کہ پنڈت نے خود کو اس عالم کے مقابلے میں کمزور پا کر اسے راستے میں ہی زہر دلوادیا۔"[2] اگرچہ یہ روایات درست ہیں یا

---

۱ عرب وہند کے تعلقات، سید سلیمان ندوی، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، یوپی ہند، ۲۰۱۰ء، ص ۱۵۹۔

۲ کتاب المنیہ والامل فی شرح کتاب الملل والنحل، احمد بن یحیٰ المرتضی، باب ذکر المعتزلہ، مطبوعہ حیدرآباد دکن، سنہ ۱۳۱۶ھ ، ص ۳۱-۳۴۔

نہیں۔ لیکن اس سے یہ بابت معلوم ہوتی ہے کہ ان دونوں مذاہب کے درمیان شروع سے ہی مذہبی تعلقات موجود تھے۔

پاکستان میں ہندو اقلیت ایک بہت بڑی اقلیت کے طور پر جانی جاتی ہے اتنی بڑی اقلیت ہونے کے ناطے قیام پاکستان سے لے کر اب تک نہایت دوستانہ تعلقات قائم رہے ہیں ہندو اقلیت کی سب سے زیادہ تعداد سندھ میں موجود ہے ضلع تھرپارکر میں ۳۵ فیصد اور عمرکوٹ میں آدھی سے زیادہ آبادی ہندو اقلیت سے تعلق رکھتی ہے۔ پاکستان میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے تعلقات کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ

> "سندھ کے ضلع تھرپارکر میں مسلمان گائے ذبح نہیں کرتے تاکہ انسان ہونے کے ناطے ہندو کمیونٹی کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے اسطرح ہندو روزے رکھ کر مذہب اسلام کے احترام کا ثبوت دیتے ہیں جہاں سندھ میں ہندو رمضان المبارک کا احترام کرتے نظر آتے ہیں۔ تو وہی پر اہل تشیع کے ساتھ محرم الحرام میں کالے کپڑے پہنتے ہیں اور نیاز لنگر اور عزاداری کا اہتمام بھی کرتے ہیں اور سبیلیں لگاتے ہیں۔"[1]

سندھ کی سرزمین پر بہت سے اولیاء اللہ اور صوفیاء کرام مدفون ہیں جنہوں نے تمام عمر انسانیت کو فلاح و بہبود اور خدمت خلق کا درس دیا۔ ان کا درس کسی خاص مذہب عقیدے یا کسی مخصوص فرقے کے افراد کے لئے نہیں تھا بلکہ تمام لوگوں کے لئے تھا اسی لئے ان صوفیاء کرام سے نہ صرف مسلمان بلکہ عیسائی ہندو اور دیگر عقیدت رکھتے ہیں اور ان کے مزارات پر حاضری دیتے ہیں شہید شاہ عنایت ان میں سے ایک ہیں جن سے نہ صرف مسلمان بلکہ ہندو بھی عقیدت رکھتے تھے شہید شاہ عنایت سے عقیدت رکھنے کا ایک مقصد ان کا نظریہ تھا ان کا ماننا تھا کہ "جو بوئے وہی کاٹے" اگر ان کے حالات زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ جب شاہ عنایت حیدرآباد دکن سے تعلیم حاصل کر کے سندھ واپس آئے تو اس وقت جاگیرداروں، میروں اور صاحب اقتدار لوگوں کا دور دورا تھا جو مظلوم عوام سے کام تو کرواتے مگر اسکا معاوضہ ادا نہ کرتے یا کم ادا کرتے تو شاہ عنایت نے سندھ میں سب سے پہلے جاگیرداری نظام کے خلاف آواز اٹھائی ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ زمین یہ نہیں دیکھتی کہ اس پر ہل چلانے والا کون ہے مالک ہے یا نوکر یا وہ کس خاص فرقے یا عقیدے سے تعلق رکھتا ہے زمین ہماری ماں ہے جس طرح ماں کے لئے سب بچے برابر ہوتے ہیں اسطرح زمیں کے لئے ہم سب برابر ہیں، انکے اسی نظریے کی بناء پر جہاں ان کے مسلمان مرید ہیں وہی پر ہندو مرید بھی موجود ہیں شاہ عنایت کے علاوہ سچل سرمست سے بھی پاکستانی ہندو بہت زیادہ عقیدت رکھتے

---

[1] سندھ میں اقلیتوں کی عزاداری – ہم سب، منیش کمار، ۲۰ ستمبر ۲۰۱۸ء
www.humsub.com.pk/27773/manesh-kumar-3 [accessed 24-12-2019].

ہیں سچل سرمست ایک صوفی شاعر تھے ان کی محفلوں میں جہاں مسلمان شریک ہوتے تھے وہیں پر ہندو بھی شامل ہوتے تھے۔

سچل کے سالانہ عرس پر جہاں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان اور پاکستانی ہندو شامل ہوتے ہیں وہی پر انڈیا اور انگلینڈ سے کافی تعداد میں مرید ان کی درگاہ پر حاضری دیتے ہیں کے علاوہ سچل کی درگاہ پر کئی ہندو عقیدت مندوں کی قبریں بھی موجود ہیں کہ جنہوں نے اپنی مٹی سچل سرمست کی درگاہ کے احاطے میں دفن کرنے کی وصیتیں کی تھیں لعل شہباز قلندر کے مزار پر منعقد ہونے والے سالانہ عرس پر ہر سال ہندو مرید مہندی کی تقریب کا اہتمام کرتے ہیں "۲۰۱۷ء میں ہونے والے سانحہ جس میں مسلمان مریدوں کی کافی تعداد شہید ہوئی وہی پر ۳ ہندو عقیدت مندوں نے بھی اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔"[1]

معاشی تعلقات:

مسلمان اور ہندوؤں کے معاشی تعلقات کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے معاشی تعلقات بہت پرانے ہیں اگر عرب کے جغرافیائی طور پر دیکھا جائے تو مشاہدہ میں آتا ہے کہ عرب سرزمین کے تین اطراف پانی اور ایک طرف خشکی ہے اور ہندوستان عرب کے ہمسایہ ممالک میں سے ایک ہے جن کے آپس میں گہرے تجارتی روابط رہے ہیں عرب کے تاجر ہندوستان آتے اور یہاں سے ضروریات زندگی کا سامان اپنے ساتھ لے کر جاتے تھے اس کا اندازہ ایک عرب سیاح کے قول سے ہوتا ہے کہ سنہ ۱۴ھ میں ایک عرب سیاح نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ " ہندوستان کا دریا موتی اسکے پہاڑ یاقوت اور اسکے درخت عطر ہیں "[2] اس سے عیاں ہوتا ہے کہ عرب کے لوگ ہندوستان سے اس حد تک مانوس تھے کہ دریاؤں اور پہاڑوں کو قیمتی پتھر اور اسکے درختوں کو من پسند خوشبو سے تشبیہ دیتے تھے اس لئے عرب تاجر جب یہاں آتے تو اپنے ساتھ خوشبودار لکڑیاں، صندل، کافور، اور مصالحہ جات لے کر جاتے تھے۔

عربوں میں جہازرانی کے متعلق ہندی الفاظ کا استعمال:

عرب اور ہندوستان کے تجارتی تعلقات اس حد تک گہرے ہو چکے تھے دونوں اقوام نے ایک دوسرے کی زبان کے کچھ الفاظ کا استعمال شروع کر دیا ان دونوں اقوام میں پہلے تجارتی تعلقات قائم ہوئے اور اسی نسبت سے دونوں اقوام نے ایک دوسرے کی زبان کے الفاظ کا استعمال کیا عربوں نے جہاز رانی کے متعلق کچھ ہندی الفاظ کا استعمال شروع کر دیا ان میں سے " ایک ہندی لفظ بیزہ ہے چونکہ عربی میں "ہ" کو "ج" سے بدل دیا جاتا ہے اس لئے

---

۱ ایکسپریس نیوز، لعل شہباز قلندر، رامیش کمار وانکوانی، ۲۳ فروری ۲۰۱۷ء۔

۲ عرب وہند کے تعلقات، سید سلیمان ندوی، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، یوپی ہند، ۲۰۱۰ء، ص ۴۹

عربی بارجہ کہنے لگے جو کہ ساحل ہند کے بحری ڈاکوؤں کے لئے استعمال کیا جاتا تھا دوسرا لفظ دونیج ہے جس کی جمع دوانیج آتی ہے اس کے علاوہ ہوری کا لفظ استعمال کیا کرتے تھے ارو آج بھی ممبئی میں اس لفظ کا چناؤ کیا جاتا ہے۔"[1]

پاکستانی معیشت میں مسلم ہندو تعلقات:

پاکستان میں مسلمان اور ہندوؤں کے معاشی تعلقات عرصہ دراز سے قائم ہیں قیام پاکستان سے پہلے ان دونوں مذاہب کے درمیان خرید و فروخت کا سلسلہ جاری تھا چونکہ پاکستان میں ہندو اقلیت تعداد زیادہ ہے اس لئے پاکستان میں ہندو تاجروں کی بھی ایک بڑی تعداد موجودہے جو پاکستان میں انڈیا کی مصنوعات کی خرید و فروخت کا کام کرتے ہیں یہ ہندو تاجر پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں معاشی سرگرمیاں سرانجام دے رہے ہیں ان شہروں میں لاہور، کراچی، راولپنڈی، جہلم اور سکھر وغیرہ شامل ہیں ان شہروں میں ہندو تاجر انڈیا سے مصنوعات لا کر یہاں پر فروخت کرتے ہیں ان مصنوعات میں جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ ادویات، ملبوسات اور دیگر آرائش کی چیزیں شامل ہیں ور اگر لاہور کی طرز تعمیر کو دیکھا جائے تو ہندوؤں کی ثقافت کے آثار نمایاں نظر آتے ہیں۔

سیاسی تعلقات:

مسلمانوں نے ہر دور میں ہندوؤں کے ساتھ منصفانہ سلوک کیا جب مغلوں کا دور حکومت شروع ہوا تو وہ وقت مذہبی اور سیاسی رواداری کا سنہرا دور تھا ظہیر الدین بابر نے اپنے دورِ حکومت میں فراخدلی، ہمدردی اور رواداری کی اعلیٰ مثال قائم کی جس کا اعتراف نہ صرف مسلمان بلکہ ہندو مورخ بھی اپنی کتابوں میں کرتے ہیں کہ "جب ہمایوں تخت نشین ہوا تو اس وقت ظہیر الدین بابر نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ ہندوستان کی زمین مذہب سے بھری ہوئی ہے تم لوگوں میں ان کے مذہب کے مطابق انصاف کرنا اور خاص کر گائے کی، قربانی چھوڑ دو اور جو قوانین کی خلاف ورزی نہ کرے انکی عبادت گاہوں اور مندروں کو نہ گرانا اور لوگوں میں عدل و انصاف قائم کرنا تاکہ رعایا خوش رہے۔"[2]

ظہیر الدین بابر کی اس نصیحت سے یہ صورتِ حال واضح ہوتی ہے کہ بابر نے اپنے بیٹے کو مذہبی تفرقے سے دور رہنے کی نصیحت کی اور واضح الفاظ میں یہ تلقین کی کہ گائے کی قربانی نہ کرنا۔ تاکہ ہندوؤں کی دل آزاری نہ ہو اور اس لیے بھی کہ ہندو مخالف نہ ہو جائیں چنانچہ سیاسی تعلقات کے لئے یہ بھی ضروری ہے فرقہ واریت سے اجتناب کیا جائے۔

---

۱ عرب وہند کے تعلقات، سید سلیمان ندوی، ص ۴۸۔

۲ ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری ص ۷۔

گجرات کے راجہ بہادر شاہ نے جب چتوڑ[1] پر حملہ کیا تو اس وقت مہاراجہ کی بیوی رانی نے ہمایوں کو راکھی بھیجی اور اسے اپنا راکھی بند بھائی بنالیا ہمایوں بنگال چھوڑ کر گجرات آیا اور بہادر شاہ کو شکست دے کر چتوڑ رانی کے بچوں کے حوالے کر دیا۔[2] یہ تھے مغلیہ عہد کے سیاسی تعلقات کہ جس میں رانی اور ہمایوں کا منہ بولے بھائی والا رشتہ تھا لیکن اسے سیاسی تعلق کے طور پر استوار کیا کہ جب ایک ہندو سلطنت کی عورت نے ایک مسلمان بادشاہ سے مدد مانگی تو اس نے مدد کرنے میں وقت ضائع کئے بغیر کسی مالی مفاد کے ہندو سلطنت کے راجاؤں کی مدد کی۔

ہمایوں کے عہد میں مسلمان اور ہندوؤں کے نہ صرف ایک دوسرے سے سیاسی تعلقات تھے بلکہ علوم و فنون کی غرض سے بھی ایک دوسرے کی طرف مائل ہوتے تھے۔" تاج الدین مفتی نے الممالک ہتوپدش کا فارسی ترجمہ "مغرب القلوب" میں کیا یہ کتاب پہلے سنسکرت زبان میں لکھی گئی تھی جس کا بعد میں فارسی زبان میں ترجمہ کیا گیا محمد گوالیاری نے سنسکرت کی مشہور کتاب امرت کنڈ کا فارسی زبان میں بحر الحیات کے نام سے ترجمہ کیا جس میں انہوں نے برہمنوں کے مذہبی عقائد اور فلسفیانہ خیالات پر بحث کی۔"[3]

مسلمان اور ہندووں کے دفاعی تعلقات کو دیکھا جائے تو تاریخ گواہ ہے کہ "شیر شاہ سوری کے عہد میں نہ صرف مسلمان بلکہ ہندو سپاہی بھی موجود تھے جو اپنا کام نہایت خوش اسلوبی اور امانت داری سے سرانجام دے رہے تھے اس نے اپنی فوج میں بندوقچی اور پیدل سپاہیوں کی فوج کر رکھی تھی جو کہ بیشتر ہندوؤں پر مشتمل تھی اس کی وجہ تھی کہ مسلمان اور ہندو دونوں خوش رہیں کسی ایک کی بھی دل آزاری نہ ہو جس طرح مسلمان بادشاہوں نے ہندو راجاؤں کی مدد کی اسطرح ان راجاؤں نے بھی مسلمانوں کا ساتھ اظہار ہمدردی کی اور سیاسی تعلقات کو مزید مستحکم بنانے کے لئے مسلمانوں کا ساتھ دیا۔"[4]

شہنشاہ اکبر کے دور حکومت میں بھی مسلمانوں اور ہندوؤں کے بہت اچھے تعلقات تھے کہ انہوں نے اپنے دور حکومت میں ہندووں اور مسلمانوں کے تعلقات کی ایسی فضاء قائم کی کہ کسی اور بادشاہ کے دور میں ایسی تعلقات قائم نہ ہوئے اکبر نے راجپوتوں کے ساتھ سیاسی تعلقات کی تسخیر کے لئے انبیر کے راجہ بہار امل کی بیٹی جودھا سے شادی کی اس کے علاوہ اکبر کے دربار میں کثیر تعداد میں ہندو موجود تھے جو اہم مناصب پر فائز تھے۔

---

۱ **چتوڑ:** بھارت کی ریاست راجستھان کا قدیم شہر جس میں موجود قلعہ چتوڑ بھارت کے تاریخی مقام کی حیثیت رکھتا ہے۔

۲ ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری، سید صباح الدین عبد الرحمن، دار المصنفین شبلی اکیڈمی ،اعظم گڑھ یوپی (ہند) جلد دوم، ص ۱۲۔

۳ ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری، ص ۱۳۔

۴ ایضا، ص ۱۴۔

قیام پاکستان کے وقت اگرچہ ہندو اور مسلمان دو الگ قوموں کے طور پر اپنا الگ تشخص قائم کرنے کی منصوبہ بندی کر رہی تھے لیکن اسکے باوجود پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں ہندو کو باقاعدہ عہدہ سے نوازا گیا جو کہ قیام پاکستان کے ساتھ ہی مسلم اور ہندو اقلیت کے درمیان رواداری، بھائی چارہ اور منصفانہ تقسیم کی اعلٰی مثال تھی اس کا اندازہ قائداعظم محمد علی جناح کے اس قدم سے ہوتا ہے کہ جب آپ نے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کا آغاز کیا تو سب سے پہلے آپ نے ہندو اقلیتی نمائندے جوگندر ناتھ منڈل کو اسمبلی کا عارضی صدر منتخب کیا آپ کا یہ قدم اسکی بھرپور عکاسی کرتا ہے کہ آپ کے دل میں جو مقام مسلم اکثریت کے لئے تھا وہی مقام اقلیتوں کے لئے بھی تھا اور دوسری بات یہ کہ آپ نے اقلیت کو اکثریت پر فوقیت دی آپ کے ساتھ جب لیاقت علی خان نے جوگندر ناتھ منڈل کا نام عارضی صدر کے طور پر پیش کیا تو اس وقت خواجہ نظام الدین نے انکی حمایت کی جوگندر ناتھ منڈل نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ

> "اقلیتی فرقے کے اراکین میں سے صدر کو منتخب کرنا نئی مملکت کی روشن خیالی کا منہ بولتا ثبوت اور ایک اچھا شگون ہے پاکستان کا وجود بجائے خود برصغیر کی ایک اقلیت کے پرزور اصرار اور کوششوں کی بدولت عمل میں آیا۔ میں یہ نکتہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ نہ صرف پاکستان اور ہندوستان بلکہ پوری دنیا کی نظریں پاکستان کی مجلس دستور پر لگی ہوئی ہیں مسلمان اپنی لئے الگ مملکت کے خواہاں تھے اب دنیا یہ دیکھنا چاہتی ہے کہ مسلمان اقلیتی فرقے کے ساتھ دریا دلی سے پیش آتی ہے یا نہیں مسلم لیگ کے لیڈروں اور خاص طور پر قائداعظم محمد علی جناح نے اقلیتوں کو یقین دلایا ہے کہ پاکستان کی اقلیتوں کے ساتھ نہ صرف انصاف، رواداری بلکہ ان کے ساتھ فراخدلانہ سلوک بھی کیا جائے گا اور اس کے ساتھ اقلیتوں کا بھی فرض ہے کہ وہ پاکستان کے ساتھ وفادار ہیں اور اپنی پوری ذمہ داری کے ساتھ کام کریں۔"[1]

اس موقع پر نیشنل پاکستان نیشنل کانگرس کے رہنما کرن شنکر رائے نے تقریر میں کہا کہ:

> "ایک نئی قوم کی پیدائش کی وجہ سے جو مشکلات جنم لیں گی ہم ان کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے ہمیں امید ہے کہ یہ مملکت جو خوشحالی اور مسرت پیدا کرے گی اس میں ہمیں بھی شامل کیا جائے گا س کے بدلے میں ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ اقلیتوں کے حقوق اور مراعات کو نئے دستور میں محفوظ کیا جائے اور روزمرہ کاروبارِ حکومت میں انہیں بروئے کار بھی لایا جائے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری طرف سے تعاون و اعتماد میں کوئی کوتاہی نہیں ہوگی آپ بہت بڑے راہنما

---

۱ نظریہ پاکستان اور اقلیتیں، سردار مسیح گل، تجلی میڈیا پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۹۳ء، ص ۲۳۴-۲۳۵۔

ہیں اور اب وہ وقت آگیا ہے کہ آپ ایک ریاست کے سربراہ بن رہے ہیں ایسی ریاست جس میں صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ ہندو اور دوسرے فرقوں کے لوگ بھی ہیں جب تاریخ لکھی جائے گی تو اس میں صرف یہ درج نہ ہو گا کہ آپ ایک بڑے فرقے کے لیڈر تھے بلکہ یہ بھی درج ہو گا کہ آپ پاکستان کے عظیم رہنما تھے۔"

کرن شنکر رائے کی اس تقریر کے بعد جوگندر ناتھ منڈل نے تقریر کرتے ہوئے کہا:

" قائد اعظم! میں سب سے بڑی لیکن سب سے زیادہ تباہ حال اور پس ماندہ اقلیت کی جانب سے آپ کو دستور ساز اسمبلی کا صدر منتخب ہونے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں میں یہ جانتا ہوں کہ مجھ میں اتنی قوت نہیں کہ میں اپنے فرقے کو اقتصادی اور معاشرتی طور پر عروج تک پہنچاؤں، میں اکثر حالات میں ایوان میں ان کی طرف سے آواز بلند کروں گا مجھے اعتراف ہے کہ میں صحیح معنوں میں ان کی وکالت نہیں کر سکوں گا مگر مجھے امید ہے کہ آپ کی فیاضی اور ایوان کی ہمدردی اچھوتوں کے ساتھ انصاف کرنے میں کوتاہی نہیں کرے گی۔ میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ اچھوت پاکستان کے سچے وفادار اور پر خلوص اطاعت گزار رہیں گے۔"[1]

اگر عصری حالات کی رُو سے پاکستان میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے حالات کا مشاہدہ کیا جائے تو انڈیا اور پاکستان کی آپس میں کشیدگی کے باوجود بھی ہندو اقلیت اور مسلمانوں کے درمیان انتہائی اچھے تعلقات قائم ہیں جس طرح قیام پاکستان کے وقت ہندو اقلیت کو اکثریت سے کم تر نہ سمجھا گیا بلکہ انہیں بھی مسلمانوں کے برابر اور مسلمانوں کے شانہ بشانہ حقوق دیئے گئے اسطرح آج بھی ہندو اقلیت کو وہی مقام حاصل ہے جو قائد اعظم علی جناح نے قیام پاکستان کے موقع پر ہندو اقلیت کو دیا تھا۔

---

۱ قائد اعظم: تقاریر و بیانات، ۱۹۴۶-۱۹۴۸ء، اقبال احمد صدیقی، بزم اقبال، ۱۹ مئی ۱۹۹۸ء، جلد چہارم، ص ۳۵۶۔

فصل سوئم

ہندوؤں کی مختلف شعبہ ہائے زندگی میں سرگرمیاں

قیام پاکستان کے وقت ہندوستان میں بہت سی غیر مسلم اقلیتیں موجود تھیں جو بہت اہمیت کی حامل تھیں جن میں سکھ ہندو، عیسائی وغیرہ شامل تھے یہ اقلیتیں برصغیر میں بسنے والی مختلف قومیں تھیں جو مذہبی، لسانی علاقائی اعتبار سے اپنا الگ تشخص برقرار رکھنا چاہتی تھیں لیکن "قیام پاکستان کے بعد اقلیتیں اکثریت میں اور اکثریتی آبادی اقلیت میں تبدیل ہوگئی مثال کے طور پر ہندو ہندوستان میں اکثریتی آبادی کے طور پر جانے جاتے تھے لیکن تقسیم کے بعد بنگال اور پنجاب میں اقلیتی آبادی کے طور پر سامنے آئے اسطرح مسلمان جو پاکستان کی اکثریت آبادی تھی ہندوستان میں انہیں ایک اقلیت کا درجہ ملا۔"[1]

قیام پاکستان کے وقت یرغمالی کے نظریے[2] کو بہت زیادہ سراہا گیا اس نظریے کے مطابق انڈیا میں موجود مسلم اقلیت کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لئے پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کے ساتھ منصفانہ سلوک کیا گیا تھا جس کا تقاضا یہ تھا کہ جو پاکستانی مسلمان دوسرے خطوں میں موجود ہے ان کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کیا جائے۔

Venkat Dhulipala[3] اس نظریے کے متعلق اپنی کتاب میں لکھتے ہیں

> "Within the subcontinent, ML propaganda claimed that besides liberating the'majority provinces' Muslims it would also guarantee protection for Muslims who would be left behind in Hindu India. In this regard, it repeatedly stressed the hostage population theory that held that 'hostage' Hindu and Sikh minorities inside Pakistan would guarantee Hindu India's good behaviour towards its own Muslim minority."[4]

---

۱ پاکستان اور اقلیتیں، احمد سلیم، ص۳۹۔

۲ **یرغمالی کا نظریہ:** ۱۔ایسا نظام جس میں کسی حق یا چیز کی خاطر ضمانت کے طور پر کوئی چیز اپنے پاس رکھ لینا کہ اگر حق وصول نہ ہو تو اس محبوس چیز کے ذریعے وہ حق وصول کیا جا سکے۔ ۲۔ دو بادشاہوں میں صلح کے وقت فاتح بادشاہ مفتوح کے رشتہ دار اور اقارب کو بطور ضمانت اپنے پاس رکھ لیتا تاکہ پھر وہ فساد نہ کرے۔-https://www.almaany.com/ur/dict/ur- [accessed 12.12.2019]

3 **Venkat Dhulipala:** ایک تاریخ دان ہیں جو جدید جنوبی ایشیاء کی تاریخ، تقابلی و نوآبادیاتی اور عالمی تاریخ میں سروے کی تعلیم دیتے ہیں آپ نے مینیسوٹا یونیورسٹی سے ۲۰۰۸ء میں پی ایچ ڈی مکمل کی اور Creating a New Medina: State Power, Islam and the Quest for Pakistan in Late Colonial North India لکھی جو کہ کیمبرج یونیورسٹی سے ۲۰۱۵ء میں شائع ہوئی-https://uncw.edu/hst/facstaff/dhulipala.html. [accessed 12.12.2019]

4 Creating A New MEDINA, Venkat Dhulipala, Cambridge University Press, India,2015,P 41.

قیام پاکستان کے وقت قائد اعظم محمد علی جناح نے جب قوم کے سامنے دو قومی نظریہ پیش کیا۔ جس میں آپ نے لوگوں کو یہ بتایا کہ مسلمان اور ہندو دو الگ الگ قومیں ہیں جو مذہب ،زبان رسم و رواج ہر لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن اس کے باوجود بھی پاکستان جب بنا تو اس وقت آپ نے جوگندر ناتھ منڈل کو پاکستان کا عارضی صدر چنا۔ اور یہ منہ بولتا ثبوت دیا کہ ہندو اقلیت کو بھی زندگی کے ہر شعبہ زندگی میں وہ تمام حقوق حاصل ہیں جو ایک مسلم اکثریتی فرد کو حاصل ہیں ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

"پاکستان میں تمام اقلیتوں کو یکساں اور مساوی حقوق حاصل ہوں گے اور انکو جائز حد تک زیادہ سے زیادہ آزادی دی جائے گی۔ میں پاکستان کی اقلیتوں سے یہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے تعاون کے جذبے سے کام لیا، ماضی کو فراموش کیا باہمی تنازعات اور اختلافات اور تنازعات کو بھلایا تو آپ میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ کسی ذات، رنگ یا عقیدے سے متعلق ہو اسکا تعلق کسی فرقے سے ہی کیوں نہ ہو اول و آخر اس ریاست کا باشندہ ہو گا، آپ کے حقوق، مراعات اور ذمہ داریاں مشترک ہوں گی اور آپ ان سب میں برابر کے حصہ دار ہوں گے اور اگر آپ نے تعاون اور اشتراک کے جذبے سے کام لیا تو تھوڑے ہی عرصے میں اکثریت اور اقلیت ، صوبہ پرستی، فرقہ بندی اور دوسرے تعصبات کی زنجیریں ٹوٹ جائیں گی۔

انہوں نے اس موقع پر مزید کہا:

آپ آزاد ہیں، آپ آزاد ہیں کہ اپنے مندروں میں جائیں آپ آزاد ہیں کہ اپنی مسجدوں میں جائیں یا پاکستان کی حدود میں اپنی کسی بھی عبادت گاہ میں جائیں آپ کا تعلق کسی بھی عقیدے مذہب یا ذات سے ہو۔ اسکا مملکت کے مسائل سے کوئی تعلق نہیں ، میرا خیال ہے کہ ہمیں یہ بات بطور نصب العین اپنے سامنے رکھنی چاہیے اور آپ یہ مشاہدہ کریں گے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نہ ہندو، ہندو رہے گا نہ مسلمان، مسلمان۔ مذہبی مفہوم میں نہیں کیونکہ یہ ہر شخص کا ذاتی عقیدہ ہے۔۔۔۔۔"[1]

ہندو پاکستان کی تیسری بڑی اقلیت ہے جو پاکستان میں رہتے ہوئی مختلف شعبہ ہائے زندگی سے منسوب ہیں ۱۹۹۸ء کی مردم شماری کے تحت "پاکستان میں ہندو اقلیت کی کل تعداد ۲،۴۴۳،۶۱۴ ہے جن میں سے ہندو جاتی

---

۱ قائد اعظم: تقاریر و بیانات، ۱۹۴۶-۱۹۴۸ء، اقبال احمد صدیقی، بزم اقبال، ۱۹ مئی ۱۹۹۸ء، جلد چہارم، ص ۳۵۷۔

۲،۱۱۱،۱۷۱ اور شیڈول کاسٹ ۳۴۳،۳۳۲ سے تعلق رکھتے ہیں۔"[1] ۱۹۵۶ء میں حکومتِ پاکستان کی جانب سے "۳۲ ذاتوں جن میں شیڈول کاسٹ اور دوسرے قبیلے شامل تھے کا اعلان کیا ان میں سے زیادہ تر ہندوؤں کے نچلے طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ جن میں سے کوہلی، بھیل، منگواڑ، باگری، جوگی اور اوڈ وغیرہ شامل تھے۔ پاکستان میں موجود زیادہ تر ہندو صوبہ سندھ میں موجود ہیں جن میں ذات پات کا نظام میں موجود ہے ان میں ہندو جاتی جن کا واسطہ اونچی ذات سے ہے وہ زیادہ تر شہروں میں رہتے ہیں اور شیڈول کاسٹ ہندو کراچی کے ضلع تھرپارکر، عمر کوٹ اور رحیم یار خان، بہاولپور اور جنوبی پنجاب کے علاقوں میں مقیم ہیں۔"[2]

چنانچہ اس درجہ بالا صورتِ حال سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستان میں ہندو مختلف شعبہ ہائے زندگی میں کارہائے نمایاں سرانجام دے رہے ہیں اور ان کے حقوق کا خیال نہ صرف موجود حالات میں کیا گیا بلکہ انکے حقوق کی پاسداری اس وقت بھی کی گئی جب پاکستان بنا اور اس بات کا اندازہ قائد اعظم محمد علی جناح کے فرمودات سے لگایا جا سکتا ہے۔

سیاسی سرگرمیاں:

تاحال پاکستان میں موجود ہندو نہ صرف سیاست سے منسلک سرگرمیاں سرانجام دے رہے ہیں بلکہ قیام پاکستان کے وقت بھی سیاست سے منسلک تھے آئینِ پاکستان میں بھی اقلیتوں کے حقوق کی پاسداری کی گئی اور ان کے لئے باقاعدہ سیاسی میدان میں نشستیں مخصوص کی گئیں۔ آئینِ پاکستان کے آرٹیکل ۵۱ کے تحت:

"National assembly-(1) there shall be [three hundred and thirty six] seats for members in the national Assembly, including seats reserved for women and non- Muslims.
(4) There shall be, in the National Assembly, ten seats reserved for non- Muslims."[3]

پاکستان قومی اسمبلی میں ۳۳۶ نشستیں مختص کی گئی جن میں خواتین اور غیر مسلموں کو بھی نشستیں حاصل ہیں آرٹیکل کے سیکشن ۳ کے تحت ۳۲۶ نشستیں تمام صوبوں کی دی گئیں۔ جن میں خواتین کی نشستیں بھی شامل ہیں جبکہ سیکشن ۴ کے تحت قومی اسمبلی میں ۱۰ نشستیں غیر مسلموں کے لئے مختص کی گئی۔

چنانچہ آئینِ پاکستان کے اس آرٹیکل کے تحت تمام غیر مسلم جو پاکستان کے شہری ہیں ان کو یہ حق دیا کہ وہ پاکستان میں رہتے ہوئے اپنی قابلیت کے مطابق مختلف شعبہ ہائے زندگی میں اپنی سرگرمیاں سرانجام دے سکتے ہیں چاہے اس کا تعلق مذہب سے ہو، معیشت سے ہو یا معاشرت سے۔ چنانچہ پاکستان میں رہتے ہوئے بہت سے ایسے نامور ہندو ہیں جو پاکستانی سیاست میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں ان میں سے:

1 Pakistan Census Report 1998, Govt. of Pakistan. http://www.pbs.gov.pk/content/population-census [accessed 21 03-03-2019].
2 Long behind scheduled caste: A study on the plight of scheduled caste hindu in Pakistan, Indian Institute of Dalit Studies,New Delhi,2008,P.9.
3 Constitution of Pakistan, Article no, 51.

جوگندر ناتھ منڈل (1904_1968) جو پاکستان کے بانیوں میں سے تھے اور ہندوؤں کے سب سے نچلے طبقے دلت (اچھوت) سے تعلق رکھتے تھے آپ اپنی محنت سے اس مقام پر پہنچے تھے کہ پاکستان کی آئین ساز اسمبلی کے پہلے عارضی صدر منتخب ہوئے۔[۱] اور پاکستانی سیاست میں نمایاں مقام حاصل کیا آپ نے پاکستان میں موجود ہند اقلیت کے حقوق اور انکی فلاح و بہبود کے لئے کام کیا۔

رانا بھگوان داس ۱۹۴۲-۲۰۱۵ سندھ کے ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے آپ پاکستان کے پہلے ہندو تھے جنہوں نے سینئر جج کی حیثیت سے نمایاں مقام حاصل کیا آپ نے قانون کی ڈگری حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اسلامیات میں ماسٹرز بھی کیا۔

راناچندر اسنگھ: (۱۹۳۱-۲۰۰۹) آپ پاکستانی سیاست دان اور سابق وفاقی وزیر رہے ہیں آپ کا تعلق پاکستان میں صوبہ سندھ کے علاقے عمر کوٹ سے تھا آپ سات مرتبہ ایم پی اے منتخب ہوئے ۱۹۹۰ء میں آپ نے پاکستان پیپل پارٹی چھوڑ کر اپنی الگ پارٹی تشکیل دی اور اسکا نام پاکستان ہندو پارٹی تھا۔

پاکستان میں جہاں ہندو مردوں کو سیاست میں نشستیں حاصل ہیں وہی پر ہندو خواتین کو بھی سیاست میں شمولیت کے پورے حقوق حاصل ہیں کہ وہ اپنی قابلیت کے مطابق سیاست میں کارہائے نمایاں سرانجام دے سکتی ہیں۔

کرشنا کوہلی: کرشنا کوہلی ۱۹۷۹ء کو سندھ کے علاقے نگر پارکر میں پیدا ہوئی ۲۰۱۸ء میں پاکستانی ایوان بالا سندھ پیپلز پارٹی کی منتخب رکن کی حیثیت سے شہرت حاصل کی کرشنا کوہلی پاکستان کی پہلی دلت ہندو خاتون اور اس عہدے پر فائز دوسری ہندو خاتون ہیں جنہوں نے حقوق نسواں اور رہن مزدوری[۲] کے خلاف مہم کا آغاز کیا۔[۳]

رتنا بھگوان داس چاولا: پاکستانی ایوان بالا سندھ پیپلز پارٹی کی منتخب رکن تھی آپ پاکستان کی پہلی ہندو خاتون تھیں جنہوں نے پاکستانی سیاست میں نمایاں مقام حاصل کیا آپ نے ہندو اقلیت کی خواتین اور حقوق نسواں کے لئے آواز اٹھائی آپ کا دورانیہ مارچ ۲۰۰۶ء سے ۲۰۱۲ء تک کا تھا۔[۴]

---

۱ نظریہ پاکستان اور اقلیتیں، سردار مسیح گل، تجلی میڈیا پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۹۳ء، ص ۲۳۴_۲۳۵۔

۲ **رہن مزدوری:** ایسی مزدوری جس میں کوئی شخص قرض ادا کرنے کے بدلے قرض خواہ کے لئے مزدوری کرتا ہے اسے بندھوا مزدوری بھی کہتے ہیں۔

3 In historic first ,a thar Hindu woman has been elected to the senate, Dawn news, www.dawn.com/news/1393129/in-historic-first-a-thari-hindu-woman-has-been-elected-to-the-senate. [accessed date 04-03- 2019].

4 Senate of Pakistan, http://www.senate.gov.pk/en/profile.php?uid=49 [accessed date 04-03-2019].

ریتا ایشور: "ریتا ایشور پاکستان کی ایک ہندو سیاست دان ہیں جو پاکستان کی قومی اسمبلی کی رکن ہیں جن کا تعلق پاکستان کی مسلم لیگ ف سے ہے۔"[1]

رادھا بھیل اور لیلن لوہار: دو ہندو خواتین جنھوں نے سندھ کے ضلع میرپور سے آزاد انتخابات میں حصہ لیا اور ۲۰۱۶ء میں رادھا بھیل کے ساتھ کچھ اراکین نے شمولیت اختیار کی اور مل کر ایک تحریک کا آغاز کیا جس کا نام سجاگ ہندو تحریک تھا جس کا مقصد ہندو طبقے کے پسماندہ حالات کو نمایاں کر کے مسائل کا حل تلاش کرنا ہے۔

۲۰۱۸ء کی الیکشن رپورٹ کے مطابق صوبہ سندھ میں ہندو اقلیت میں سے "کشن چند پروانی (سانگھڑ)، سنجے پروانی (میرپور خاص)، ڈاکٹر مہیش کمار ملانی (تھرپارکر)، رامیش کمار (ٹنڈو ٹیاری[۲])، کیسو مل کیل داس (جامشورو)، دیوان چند چاؤلہ (کراچی)، ہری رام کشوری (میرپور خاص)، لچھپت رائے (تھرپارکر)، گیان چند اسرانی (جامشورو) سے انتخابات میں حصہ لیا ان کے علاوہ ایشور لعل، کرشن لعل بھیل، چیتن مال اروان، حمیان داس، کھٹو مل جیون، سومن پاون بودانی، شام لال شرما، کھیل داس کوہستانی، سوبھو گیان چندانی، ارجن داس بگٹی، سبھاش دتہ جیسے ہندو اقلیتی افراد سیاست سے منسلک ہیں اور سیاسی سرگرمیاں سرانجام دے رہے ہیں۔"[۳]

پاکستان بننے سے لے کر اب تک اس امر کا اندازہ لگانا نہایت سہل ہے کہ ہندو کمیونٹی پاکستان میں رہتے ہوئے زندگی کے مختلف شعبوں کی طرح سیاست میں بھی نمایاں کردار ادا کر رہی ہے جوگندر ناتھ منڈل پاکستان کی آئین ساز اسمبلی کے پہلے عارضی صدر سے لے کر ۲۰۱۸ء میں منعقدہ الیکشن میں بھی ہندوؤں کو سیاسی سرگرمیوں میں نمایاں مقام حاصل رہا جو اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ قیامِ پاکستان کے وقت اور آئین پاکستان کے تحت ہندوؤں کو مکمل سیاسی آزادی حاصل ہے کہ اپنی قابلیت کے مطابق وہ پاکستانی سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لے سکتے ہیں۔

---

1 National assembly of Pakistan, personal profile,reeta ishwar. http://www.na.gov.pk/en/profile.php?uid=973 [accessed date 05-03-2019].

۲ **ٹنڈو ٹیاری:** پاکستان کے صوبہ سندھ کا ضلع جس کی حدود مشرق میں ضلع سانگھڑ اور ٹنڈوالہ یار مغرب میں دریائے سندھ، شمال میں نواب شاہ اور جنوب میں حیدرآباد تک ہے۔

3 Hindu politician in Pakistan in 2018 election in Sindh. https://www.business-standard.com/article/international/pakistan-election-muslim-majority-areas-elect-3-hindu-candidates-in-sindh-118073101491_1.html. [Accessed 11-10-2019].

ذرائع ابلاغ میں ہندو اقلیت کا کردار:

پاکستان میں ہندو اقلیت جہاں زندگی کے ہر شعبے میں اپنے کارہائے نمایاں انجام دے رہے ہیں وہی پر ابلاغِ عامہ میں بھی ہندو اقلیت اہم کردار ادا کر رہی ہے دانش کنیریا[1]، ناوین پروانی[2]، انیل دلپت[3] جیسے ہندو اقلیت کے افراد کھیل کے میدان میں کارہائے نمایاں سرانجام دے رہے ہیں ان افراد کے علاوہ دیپک پروانی، سنگیتا، جے سی آنند،، ستایش آنند،، دیبو بھٹاچاریہ اور دیگر افراد جو ذرائع ابلاغ اور فیشن انڈسٹری میں قابلِ تعریف کام کر رہے ہیں جہاں پاکستان میں رہتے ہوئے ہندو اقلیت کے افراد ذرائع ابلاغ میں اپنا کام سرانجام دے رہے ہیں وہی پر ریڈیو پاکستان لاہور سے ہندوؤں کے لئے پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔

تقریب	دورانیہ
دیوالی[4]	۱۰منٹ
جنم اشٹمی [5]	۲۰منٹ
دسہرہ[6]	۱۰منٹ

اس کے علاوہ ریڈیو پاکستان حیدر آباد سے ہندو اقلیت کے لئے درج ذیل پروگراموں کی نشر و اشاعت کی جاتی ہے۔

تقریب	دورانیہ
دسہرہ	۳۰منٹ

---

[1] **دانش کنیریا:** پورا نام دانش پربھاشنکر کنیریا ہے **دانش کنیریا** 16 دسمبر 1980 ء کو کراچی، سندھ، پاکستان میں پیدا ہونے والے کرکٹ کے کھیل کے سپن گیند باز ہیں۔

[2] **ناوین پروانی:** آپ ۲۳ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو پیدا ہوئے۔ دوہہ، قطر میں دسمبر ۲۰۰۶ میں منعقدہ ایشین گیمز میں پاکستان کی نمائندگی کی۔

[3] **انیل دلپت:** انیل دلپت سونوریا ۲۰ ستمبر ۱۹۶۳ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ آپ پاکستان کے لئے ٹیسٹ کرکٹ کھیلنے والے پہلے ہندو ہیں۔ کرکٹ سے ریٹائرمنٹ کے بعد اپنے اہل خانہ کے ساتھ کینیڈا چلے گئے۔

[4] **دیوالی:** عید چراغاں کے نام سے مشہور ہندو تہوار جو ہر سال موسم بہار کے موسم میں منایا جاتا ہے۔(ہندو تیوہاروں کی دلچسپ اصلیت، منشی رام پرشاد صاحب، دی فائن پریس ہیوٹ روڈ لکھنو، ۱۹۴۲ء، ص ۱۰۴۔)

[5] **جنم اشٹمی:** کرشن بھگوان کی پیدائش کی خوشی میں ہندوستان پاکستان، نیپال، فجی، گیان میں اس تہوار کو منایا جاتا ہے۔(ہندو تیوہاروں کی دلچسپ اصلیت، ص ۶۴۔)

[6] **دسہرہ:** اس کے لغوی معنی دس روز کے ہیں اور اس روز درگا اور رام جی کی فتح کا دن منایا جاتا ہے یہ ہندوؤں کا اہم تہوار ہے جو پاکستان، نیپال، بنگلہ دیش اور سری لنکا میں مختلف صورتوں میں منایا جاتا ہے۔(ہندو تیوہاروں کی دلچسپ اصلیت، ص ۸۶۔)

ہولی	۲۰منٹ
دیوالی	۳۰منٹ[1]

ہندومت کے ان تہواروں کا تفصیلی ذکر باب دوم پاکستان میں ہندواقلیت کے مذہبی حقوق کی فصل دوم میں کیاجائے گا۔

رسائل وجرائد:

پاکستان میں جہاں ہندواقلیت دیگر شعبوں سے منسلک ہے وہی پر خط وکتابت کے شعبہ سے بھے منسلک ہے چونکہ سندھ میں ہندواقلیت پاکستان کے باقی صوبوں سے زیادہ ہے اس لئے زیادہ تعداد میں جرائد وہاں سے شائع ہوتے ہیں ہندواقلیت کی جانب سے شائع ہونے والے رسائل وجرائد درج ذیل ہیں:

ا۔ سرسوتی(حیدر آباد)	۲۔سدھار پیرنکار(حیدر آباد)	۳۔ سرتاج(حیدر آباد)
۴۔ تندرستی(حیدر آباد)	۵۔پریم(حیدر آباد)	۶۔سندھ شبوک(حیدر آباد)
۷۔ آشا(کراچی)	۸۔ناول(حیدر آباد)	۹۔چہترکار(کراچی)
۱۰۔جاسوسی ناول(حیدر آباد)	۱۱۔ سنوسواں(جیکب آباد)[2]	

پاکستانی صحافت اور ہندواقلیت:

پاکستان کی ہندواقلیت نے پاکستانی صحافت میں اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوئی کسر نہ اٹھار کھی۔انیسویں صدی کے آواخر تک ہندوؤں نے پاکستانی صحافت میں انقلاب برپاکیااور اس کوترقی کی نئی راہوں پر گامزن کیاسیٹھ مل پرسرام کلراجانی نے ۱۹۱۶ء میں اپنے وقت کے انتہائی معروف اخبار "ہندواسی"کا اجرا کیا پرمانند میوا رام(جوت) سادھو ہیر انند رام (سندھ ٹائمز، سندھ سدھار) پی-کے۔شاہانی کے والد ڈیارام گڈومل (سندھ ٹائمز)، اس دور کے نامور مدیر اور صحافی تھے جبکہ ۲۰ویں صدی کے شروع میں تولارام مینگراج بالانی نے ہندوماتا اور اس کے اختتام پر صدائے سندھ نامی اخبار شائع کیا ویرومل بیگراج نے "دیش بھگت"کا اجراء کیا پھر انہوں نے "ہفت روز سندھی" جاری کیااسطرح گرڈنومل نے میرپور خاص گزٹ، مہاراج ھرومل پریم چند شرمانے "سنسار چکر"،لوک رام شرمانے "ہندو"،ہیرانند کرم چندنے کراچی سے "کرانتی"،اور عیدن مل مینگراج نے "غنچہ امید" جیسے رسائل وجرائد جاری کئے اور بیسیویں صدی کی تیسری، چوتھی اور پانچویں دہائی میں ٹھاکر داس آگانی نے سنسار سماچار، چندر بھاٹیانے ہفت روز "دیپک"، جیھنمل پرسرام نے "پرکاش" بولچندراجپال نے "سندھو"، آنلداس نے "آریہ ویر"، جیوت رام

---

۱ پاکستان میں اقلیتوں کی مذہبی آزادی ایک نظر میں، محمد اسلم ،اسلامی مشن، سنت نگر،لاہور،۱۹۹۵ء،ص۲۰۸۔

۲ پاکستان میں اقلیتوں کی مذہبی آزادی ایک نظر میں، محمد اسلم، ص۲۰۹۔

طونلداس ڈاموانی نے" ہند سماچار"، ہرداس پریم چند واسوانی نے "جنم بھومی"، سوبھراج ایس وادھوانی نے "مکھڑی"، ریجھومل آگنانی نے ہندوسنسار اور کمار سندھی نے "تعمیر" جیسے رسائل وجرائد جاری کئے۔[1]

اسلامی جمہوریہ پاکستان۔۔۔۔۔۔۔اور ہندو بطور اعلیٰ عہدے دار:

پاکستان ایک اسلامی ملک ہونے کے حوالے سے نہ صرف ہندو بلکہ دیگر اقلیتوں سے بھی رواداری کی مثالیں پیش کرتا ہے اس کے برعکس انڈیا جو کہ دنیا بھر میں سیکولر ہونے کا ڈھنڈوراپیٹتا رہتا ہے اس کا اقلیتوں کے ساتھ سلوک کسی سے چھپا ہوا نہیں ہے جبکہ مملکتِ پاکستان میں ہندوؤں کو صلاحیت کے بل بوتے پر ترقی کے میدان میں آگے بڑھنے میں کسی بھی دشواری کا سامنا نہیں ہے اور نہ صرف ہندو بلکہ دیگر غیر مسلموں کو بھی مخصوص کوٹے کے تحت ملازمت کے حصول اور ترقی کی راہ پر گامزن ہونے کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں۔" وفاقی حکومت کی ۲۲ وزارتوں اور ۳۷ نیم خود مختار اداروں میں گریڈ ۱۷ سے ۲۲ تک ۶۲۱ غیر مسلم اعلیٰ پر فائز ہیں جن میں سے ایک محتاط اندازے کے مطابق ہندو اقلیت ۱۲۶ افسر ایسے ہیں جن کو اعلیٰ گریڈ مل چکے ہیں۔"[2] عام طور پر ہندوؤں کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ انہیں پاکستان میں رہتے ہوئے صرف نچلے درجے کی نوکریاں میسر ہیں چنانچہ اس سے یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ ہندو پاکستان میں رہتے ہوئے ہندوؤں کو انکی تعلیم صلاحیت اور کارکردگی کی بنیاد پر اعلیٰ مراتب بھی حاصل ہیں کہ جن کے وہ خواہاں ہیں۔

مذہبی سرگرمیاں:

پاکستان میں موجود ہندوؤں کو جہاں دیگر سرگرمیوں میں شمولیت کی آزادی حاصل ہے تو وہی پر انہیں مذہبی سرگرمیاں بجالانے کی مکمل آزادی حاصل ہے کیونکہ پاکستان میں رہتے ہوئے انہیں ہر قسم کی آزادی حاصل ہے چاہے اس آزادی کا ناطہ مذہب سے ہو، معاشرت سے ہو یا معیشت سے ہندو اقلیت ہر شعبے میں اپنی قابلیت کے مطابق کام کر رہی ہے۔ پاکستان میں رہتے ہوئے ہندوؤں کو بھی مکمل آزادی ہے کہ وہ مذہب کے اعتبار سے اپنی زندگی گزار سکتے ہیں اور اپنے مذہبی تہواروں اور رسم ورواج کا اہتمام مکمل آزادی سے کر سکتے ہیں اسلئے پاکستان میں رہتے ہوئے ہندو اپنی مذہبی سرگرمیاں جوش و خروش سے بجالاتے ہیں انکو پاکستان میں رہتے ہوئے کسی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ چاہے انکے رسم ورواج کا تعلق انکی نجی زندگی کے معاملات یعنی شادی بیاہ کی تقریبات سے ہو یا

---

۱ پاکستان اور اقلیتیں، ص ۳۶۰۔

۲ رواداری اور پاکستان، محمد صدیق شاہ بخاری، علم وعرفان پبلشرز، اکتوبر ۲۰۰۰ء، ص ۳۱۱۔

مذہبی رسومات ہولی دیوالی سے ہو چنانچہ پاکستان میں رہتے ہوئے ہندو اپنی تمام مذہبی سرگرمیوں میں شریک ہوتے ہیں اور انکو مذہبی تعلیمات کے مطابق بجالاتے ہیں۔[1]

دفاعی سرگرمیاں:

پاکستانی ہندو اشوک کمار جس نے ۲۰۱۳ء میں وزیرستان میں پاکستان کا دفاع کرتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا اشوک کے اس کارنامے کی بدولت اسکو تمغہ شجاعت سے نوازا گیا اشوک کمار کو سب سے پہلے ہندو کا اعزاز دیا گیا۔ جس نے پاکستان آرمی میں شمولیت اختیار کی اور پاکستان کی خاطر اپنی جان قربان کی اس کے علاوہ لال چند جس کا تعلق سندھ کے ضلع بدین کے ایک گاؤں سے تھا جو کہ پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کے ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتا تھا ۲۰۰۹ء میں میٹرک کرنے کے بعد پاکستان آرمی میں شمولیت اختیار کی اور پاکستان کا دفاع کرتے ہوئے مئی ۲۰۱۷ء کو اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے پاکستان سے حب الوطنی کا منہ بولتا ثبوت پیش کیا لال چند کی اس بہادری کے نتیجے میں حکومت پاکستان کی طرف سے تمغہ بسالت[2] سے نوازا گیا۔ جب کہ اس سے پہلے پاکستان میں مو جود اقلیتی افراد پاکستانی دفاع میں شمولیت اختیار نہیں کر سکتے تھے لیکن ۲۰۰۲ء میں پرویز مشرف کے دور میں اقلیتوں کو یہ منظوری دی گئی کہ وہ اپنی قابلیت کے مطابق پاکستان کے دفاع میں اپنی کارکردگی ادا کر سکتے ہیں جس کی بدولت لال چند اور اشوک کمار جیسے ہندو اقلیتی افراد نے کارہائے نمایاں سرانجام دیا اور شہرت حاصل کی۔[3] چنانچہ یہ کہنا نامنا سب نہیں ہو گا کہ جب اسلام ہندوستان میں داخل ہوا تو محمد بن قاسم اور محمود غزنوی کے دور میں جس طرح ہندوؤں کو مراعات حاصل تھیں یا سلاطین دہلی اور مغلیہ دورِ حکومت میں جو ہندو فوجی عہد اداران دفاعی سرگرمیوں میں شریک تھے بالکل ویسے ہی آج بھی ہندو پاکستان میں رہتے ہوئے دفاعی سرگرمیاں سرانجام دے رہے ہیں گزشتہ چند برسوں سے چند شدت پسند عناصر کی وجہ سے ہندوؤں کی دفاعی سرگرمیوں کو مشکوک ٹھرانے کی کوشش کی جاتی رہی لیکن ۲۰۰۲ء میں پرویز مشرف نے باقاعدہ اقلیتوں کو پاکستانی دفاع میں شمولیت کی اجازت دی جس کی مناسبت سے ہندو پاکستانی دفاع کی خاطر کارہائے نمایاں سرانجام دے رہے ہیں۔

---

۱ **انٹرویو:** پنڈت جے رام مہاراج، ضمیمہ ص ۲۱۰۔

۲ **تمغہ بسالت:** پاکستانی مسلح افواج کا ایک فوجی اعزاز جو انہیں اپنی ذمہ داریوں کی انجام دہی میں عقیدت، ہمت اور شجاعت کی وجہ سے صدر پاکستان کی جانب سے غیر آپریشنل ایوارڈ دیا جاتا ہے۔- https://www.pakistanarmy.gov.pk/Honours-Awards.php . [Accessed 11-10-2019].

3 https://qz.com/india/435699/i-am-a-hindu-and-a-proud-pakistani/ [accessed 2-08-2019].

معاشی سرگرمیاں:

پاکستان میں رہتے ہوئے ہندوؤں کو وہی حقوق حاصل ہیں جو پاکستان میں رہتے ہوئے باقی شہریوں کو حاصل ہیں ہندو اقلیت پاکستان میں رہتے ہوئے اپنی تعلیم اور قابلیت کے مطابق ہر شعبہ سے منسلک ہے اور کارہائے نمایاں سر انجام دے رہے ہیں۔" تقریباپاکستان کی چالیس فیصد آبادی غربت کی لکیر سے نیچے کی زندگی بسر کرنے پر لاچار ہے اور شیڈول کاسٹ جن میں نہ صرف ہندو بلکہ مسلمان اور دیگر بھی شامل ہیں جو پاکستان میں رہتے ہوئے پست معیار تعلیم اور صحت کی بنیادی سہولیات نہ ہونے کے باعث نچلے درجے کے کام سر انجام دے رہے ہیں یعنی خاکروب ،اینٹوں کے کارخانے اور ان کی عورتیں گھروں اور کارخانوں میں کام کرتی ہیں اور ضروریات زندگی کو پورا کرتے ہیں۔"[1]ہندو اقلیت کے ان افراد کازیادہ تر تعلق صوبہ سندھ کے ضلع عمر کوٹ، تھرپارکر اور بہاول پور اور جنوبی پنجاب کے علاقے شامل ہیں ان علاقوں میں زیادہ تر افراد کا پیشہ زراعت ہے چنانچہ ہندو اقلیت بھی ان علاقوں میں زراعت کے پیشے سے منسلک ہو کر اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں جبکہ کراچی اور دیگر شہروں میں جہاں سہولیات کی فراوانی ہے وہاں ہندو کمیونٹی کو بھی سہولیات میسر ہیں جس کے باعث ان کا معیار زندگی بلند ہے شہروں میں موجود ہندو تعلیم کے زیور سے آراستہ ہیں اور انہیں بھی بنیادی طبی سہولیات حاصل ہیں جو ایک عام مسلم شہری کو حاصل ہیں ان سہولیات کے باعث وہ تمام شعبہ زندگی میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔ کراچی لاہور اور پاکستان کے بڑے شہروں میں ہندو ماہی گیری، زراعت، تجارت سے منسلک ہیں سیاست، تعلیم اور دیگر بڑے شعبوں میں بھی اقلیتوں کے لئے باقاعدہ نشستیں حاصل ہیں جن پر وہ روزگار کے مواقع حاصل کر رہے ہیں ان میں سے "رانا چندر اسنگھ جو کہ عمر کوٹ کے رہائشی تھے سابق وفاقی وزیر اور سیاست دان ہونے کے ساتھ ساتھ زراعت سے وابستہ تھے۔"[2] ان کے علاوہ اور بھی ہندو جاگیر دار جو عمر کوٹ اور دیگر سندھ کے علاقے میں مقیم ہیں اور زراعت کے پیشے سے وابستہ ہیں۔

معاشرتی سرگرمیاں:

پاکستان میں جہاں ہندو ہر شعبے سے وابستہ ہیں وہی پر ہندو اقلیت کے افراد اپنی حالت کو بہتر کرنے اور اپنے مسائل کے حل کے لئے باقاعدہ معاشرتی فلاح وبہبود کا کام کر رہے ہیں اور ہندو اقلیت کے مسائل کے حل کے لئے باقاعدہ تحریکوں اور علاقائی سطح پر انتظامی ادارے قائم کئے ہیں جن میں نہ صرف وہ خود کارہائے نمایاں سرانجام دے رہے ہیں بلکہ ان سے اپنی سوسائٹی کی فلاح وبہبود اور مسائل کا حل بھی تلاش کرتے ہیں ہندو اقلیت کی تنظیموں میں جس میں وہ اپنا کام سر انجام دے رہے ہیں ان میں پاکستان ہندو کونسل، ہندو پنچائیت کراچی، ہندو جمخانہ، ہندو سجاگ

---

1 UNHCR, Eligibility Guidelines for Assessing the International Protection Needs of Members Religious Minorities from Pakistan, 2017, P.49.
2 https://www.bbc.com/urdu/pakistan/2009/08/090802_rana_funeral [accessed 08-08-2019].

تحریک وغیرہ شامل ہے جس میں ہندو اقلیت کے افراد نہ صرف خود کے لئے فلاح و بہبود اور روزگار کے مواقع حاصل کر رہے ہیں بلکہ دوسرے ہندو جاتیوں کی فلاح و بہبود کا کام سرانجام دے رہے ہیں اس کے علاوہ پاکستان میں موجود ہندو طب کے شعبے سے منسلک ہیں اور پاکستان میں رہتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور اقلیتی فرد ہونے کے باوجود قابل ذکر خدمات کا مظاہرہ کر رہے ہیں تقسیم سے پہلے ہندو برادری نے طب کے شعبے میں اپنے فرائضِ منصبی ادا کئے اور پاکستان بننے کے بعد بھی انہوں نے پاکستان میں بہت سے ہسپتال اور ڈسپنسریاں اور علاج معالجے کے دیہی مراکز قائم کیے، لاہور میں گلاب دیوی اور سر گنگا رام ہسپتال جو آج بھی انسانیت کی خدمت کے لئے کوشاں ہیں کوٹلی میں ہندو اقلیت کا خیراتی ہسپتال موجود ہے جہاں پر نسل، مذہب، زبان اور رنگ کا فرق کئے بناء بلا امتیاز انسانیت کا علاج کیا جاتا ہے یہ ہسپتال بال رام کے نام سے مشہور ہے جو کہ ۱۹۶۹ء میں قائم ہوا تھا اس کے علاوہ سندھ میں آج بھی ہندو اقلیت سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر فری آئی کیمپ لگا کر مریضوں کا مفت معائنہ کر رہے ہیں اور ماضی کی اسی عظیم مثال کو برقرار رکھے ہوئے ہیں اس کے علاوہ متعدد ہندو ڈاکٹر مختلف ہسپتالوں میں کارہائے منصبی ادا کر رہے ہیں ان میں ایک ڈاکٹر کرشن لال بھی ہیں جو کراچی میں موجود التمش ہسپتال میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔[1] ڈاکٹر کرشن لال کے علاوہ ڈاکٹر راجیش کمار جو کہ کراچی کے دار الصحت ہسپتال میں ہیں ڈاکٹر جے پال چھابڑیا نامور ڈاکٹروں میں سے ہیں جو پاکستان میں رہتے بھرپور کام سرانجام دے رہے ہیں ۔

1 https://altamashhospital.com/dr-krishan-lal/ [accessed 8.5.2019].

فصل چہارم

پاکستان اور جنوبی ایشائی ممالک میں ہندو اقلیت کا تقابل

جنوبی ایشائی ممالک میں بنگلہ دیش ، بھوٹان ، بھارت، سری لنکا، نیپال ،مالدیپ اور پاکستان شامل ہے ان ممالک میں پاکستان کی طرح کئی اقلیتیں موجود ہیں ان ممالک کی اکثریت آبادی کا مذہب اسلام، ہندو مت اور بدھ مت ہے جس طرح پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کے حقوق کے لئے باقاعدہ قانون سازی کی گئی اس طرح ان ممالک میں موجود ہندو اقلیت کے لئے بھی کئی ایسے قانون بنائی گئی تا کہ ہندو اقلیت کو اکثریت کی طرح ان کے حقوق فراہم کئے جا سکیں۔

بنگلہ دیش:

بنگلہ دیش میں پاکستان کی طرح کئی اقلیتیں موجود ہیں جن میں ہندو، عیسائی، بدھ مت اور دیگر اقلیتیں شامل ہیں ہندو مت بنگلہ دیش میں دوسری بڑی اقلیت ہے بنگلہ دیش دنیا کے ممالک میں ہندو اقلیت کے لحاظ سے انڈیا اور نیپال کے بعد تیسرے نمبر پر ہے بنگلہ دیش میں ۲۰۱۱ء میں ہونے والی مردم شماری کے مطابق کل آبادی کا 8.5٪ حصہ ہندو اقلیت پر مشتمل تھا جبکہ ۲۰۰۱ء میں ۹ اعشاریہ ۳ فیصد، ۱۹۹۱ میں دس اعشاریہ پانچ فیصد، ۱۹۸۱ء میں بارہ اعشاریہ ایک فیصد 1 اور ۱۹۷۴ء میں ۱۳ اعشاریہ پانچ فیصد ہندو بنگلہ دیش میں موجود تھے۔[1] بنگلہ دیش میں موجود ہندو اقلیت کی آبادی کے تناسب کو دیکھا جائے تو ۱۹۷۴ء میں ہونے والی مردم شماری کی نسبت ۲۰۱۱ء میں ہندو اقلیت کی تعداد کم تھی اسکی دو وجوہات ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ ۱۹۷۱ء میں جب پاکستان دو حصوں مشرقی اور مغربی پاکستان میں تقسیم ہوا تو ہندو اقلیت کی بڑی تعداد ناسازگار حالات کے باعث انڈیا ہجرت کر گئی دوسری وجہ شرح پیدائش میں کمی جسکی وجہ سے وقت اور حالات کے ساتھ انکی تعداد کم ہو رہی ہے۔

بنگلہ دیشی ہندو زیادہ طرح اپنی روایات اور عقائد کے لحاظ سے انڈیا کے ہندو مت سے مماثلت رکھتے ہیں اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ۱۹۴۷ء میں انڈیا اور پاکستان کی جب تقسیم ہوئی اس سے پہلے ہندوستان کے تمام صوبے آپس میں متحد تھے اور رسم و رواج کے لحاظ سے ایک دوسرے سے ملتے جلتے تھے تاحال بنگلہ دیش میں ہندوؤں کی بڑی

1 Population Monograph of Bangladesh: population distribution and internal migration in Bangldesh, Bangladesh Bureau of Statistics, statistics information division ,November 2015,vol.6,P.100.

اکثریت بنگالی ہندو ہیں بنگلہ دیش میں ہندو اکثریتی علاقے کے لحاظ سے جائزہ لیا جائے تو سلہٹ[1]، دیناج پور[2]، گوپال گنج[3]، سونم گنج[4] ضلع مایمن سنگھ[5]، جسوری، باریسال[6]، کلنا[7]، ڈھاکہ میں زیادہ تعداد میں ہندو موجود ہیں۔

مذہبی حالات:

بنگلہ دیش میں دیوی کی پوجا وسیع پیمانے پر کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ شیو کو بھی شامل کیا جاتا ہے شیو کی پوجا زیادہ تر اعلیٰ ذاتوں میں کی جاتی ہے اور وشنو کی پوجا مرد اور عورت کے درمیان اتحاد اور ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے کی جاتی ہے بنگلہ دیشی ہندوؤں میں عموماً مقدس دریاؤں، پہاڑوں، مذہبی غسل، ہندو مقابر کی زیارت، اقرار کرنا جیسے رسم ورواج پائے جاتے ہیں جبکہ کچھ ہندو مسلمان پیروں کے مزارات پر جاتے ہیں اور ان سے عقیدت رکھتے ہیں بنگلہ دیشی ہندو گوشت تناول کرنے سے اجتناب کرتے ہیں اور سبزی یا پھل کا استعمال کرتے ہیں یہ لوگ بڑے گوشت کا استعمال نہ کرے اہنسا کے قانون پر عمل کرتے ہیں جبکہ برہمن اور دوسری اونچی ذاتوں کے لوگ مچھلی، مرغی، انڈے اور بکری کا گوشت کھاتے ہیں۔

مندر:

بنگلہ دیش کے تمام صوبوں میں قلیل وکثیر تعداد میں مندر موجود ہیں۔"کانتجی کا مندر اٹھارویں صدی کی ایک عظیم مثال ہے ۱۷۰۴ء میں مہاراجہ پران ناتھ نے اس مندر کی تعمیر کا کام شروع کرایا اور ۱۷۲۲ء میں پران ناتھ

---

[1] **سلہٹ:** شمال مشرقی بنگلہ دیش کا مرکزی شہر جو دریائے سورما کے کنارے واقع ہے جو صوفی مزارات کی وجہ سے خاص معرفت رکھتا ہے۔ اس کا رقبہ ۳،۴۵۲ء۰۷ مربع کلو میٹر ہے اور مجموعی آبادی ۱۳،۴۳۴،۱۸۸ افراد پر مشتمل ہے۔

[2] **دیناج پور:** شمالی بنگلہ دیش کے رنگ پور ڈویژن کے اضلاع میں سے سب سے بڑا ضلع ہے جس کا رقبہ 3,444.30 مربع کلو میٹر ہے اور اس کی مجموعی آبادی ۲،۹۹۰،۱۲۸ افراد پر مشتمل ہے۔

[3] **گوپال گنج:** بنگلہ دیش کے ڈھاکہ ڈویژن کا ضلع جس کی آبادی لگ بھگ ۱۱۷۲۴۱۵ کے قریب ہے۔ گوپال گنج ضلع کا رقبہ ۱،۴۶۸ء۷۴ مربع کلو میٹر ہے۔

[4] **سونم گنج:** شمال مشرقی بنگلہ دیش کے سلہٹ ڈویژن کا ایک ضلع ہے جس کا رقبہ ۵۶۰ء۷۶ مربع کلو میٹر ہے اور اس کی مجموعی آبادی ۱۲۷۹،۰۱۹ افراد پر مشتمل ہے۔

[5] **مایمن سنگھ:** بنگلہ دیش کے دارالحکومت ڈھاکہ سے ۱۲۰ کلو میٹر شمال میں دریائے برہماپترا پر واقع ہے۔

[6] **باریسال:** سرکاری نام باریشال، اہم شہر جو جنوب وسطی بنگلہ دیش میں کیرتھان کھولا دریا کے کنارے واقع ہے جو کہ میونسپلٹی برطانوی راج کے دوران سن ۱۸۷۶ میں قائم ہوا۔ اس شہر کا رقبہ ۵۸ مربع کلو میٹر ہے۔

[7] **کلنا:** ڈھاکہ اور چٹاگانگ کے بعد تیسرا بڑا شہر جو بنگلہ دیش کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ وسیع تر شماریات بشمول میٹروپولیٹن ایک اندازے کے مطابق اس کی آبادی ۱۴۳۵۴۲۲ ہے۔

کے بیٹے راجارام ناتھ کے دور میں تعمیر کا کام مکمل ہوا۔"[1] راکیشوری مندر جو ڈھاکہ میں موجود ہے در گاپوجا اور کرشنا کی وجہ سے بہت مشہور ہے اس کے علاوہ ڈھاکہ میں رام کرشنا مندر، جویاکالی، لکشمی نارائن مندر، سوامی بھاگ مندر، سادیشوری کالی مندر بہت مشہور ہیں ان کے علاوہ بنگلہ دیش میں اور بہت سے مندر موجود ہیں جہاں ہندو یاتری جاتے اور پوجا پاٹ کرتے ہیں۔

بنگلہ دیش میں ہندوؤں کے لئے آئین سازی:

بنگلہ دیش میں رہنے والے ہندوؤں کے لئے اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے بنگلہ دیش کے آئین میں الگ سے قانون سازی نہیں کی گئی بلکہ ہندو اقلیت کے لئے بھی وہی قانون تھے جو مشرقی اور مغربی پاکستان کی تقسیم سے پہلے قانون سازی کی گئی تھی لیکن بنگلہ دیش بطور الگ وطن سامنے آنے کے بعد ان قوانین میں کچھ ترامیم اور اضافہ کیا گیا اس قانون سازی کا مقصد یہ تھا کہ بنگلہ دیش کے ہندوؤں کو انصاف فراہم کرنا نیز ان کے حقوق و تحفظات کو یقینی بنانا تھا چنانچہ اس مقصد کے لئے جو قانون سازی کی گئی وہ درج ذیل ہے۔

The Hindu married women's Rights to separate Residence 1946 Act NO. XIX (1946)

بنگلہ دیش میں شادی شدہ ہندو عورتوں کے تحفظ کے لئے مشرقی اور مغربی پاکستان کی تقسیم سے پہلے یہ قانون بنایا گیا تھا جس میں بعد میں کچھ ترامیم کر کے اس کو صرف بنگلہ دیش کے لئے مخصوص کیا گیا اس ایکٹ کے آرٹیکل ۲ کی رُو سے:

۱. اگر مرد کسی بیماری میں مبتلا ہو۔
۲. خاوند عورت کو مارتا پیٹتا ہے یا اس کے ساتھ ظالمانہ رویہ اختیار کرتا ہے۔
۳. مرد عورت کو اسکی مرضی کے بغیر چھوڑ دیتا ہے یا دوبارہ شادی کرتا ہے۔
۴. اگر مرد مذہب تبدیل کرتا ہے۔
۵. مرد کے کسی دوسری عورت کے ساتھ ناجائز تعلقات ہوں۔
۶. کوئی بھی ایسی دوسری وجہ جس کو عورت دلیل سے ثابت کر سکے۔

تو ان وجوہات کی وجہ سے عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ علیحدگی اختیار کر سکتی ہے اور اس ایکٹ کے آرٹیکل ۳ میں یہ بات واضح کی گئی ہے عدالت شوہر کے مرتبے کو دیکھ کر فیصلہ کرے گی کہ خاوند نے بیوی کو کتنا نان و نفقہ ادا کرنا ہے۔[2]

---

1 Architecture: A History through the Ages. Cultural Survey of Bangladesh Series Husain, ABM (ed.). Asiatic Society of Bangladesh,2007 ,Vol. 2 P. 243.

2 https://www.lawyersnjurists.com/article/hindu-married-womens-right-to-separate-residence-and-maintenance-act-1946-act-no-xix-of-1946/ [accessed 08-08-2019].

بنگلہ دیش میں ہندوؤں کی دوسری شادی کے متعلق بھی قانون سازی کی گئی جس کو ۱۹۷۳ء میں ترامیم کے بعد پیش کیا گیا تھا لیکن یہ ایکٹ ۱۸۵۶ء کے ایکٹ کی ترمیمی شکل میں تھا جو کہ درج ذیل ہے۔

Hindu Widow's remarriage act 1856.

اس ایکٹ کے تحت ہندوؤں کے درمیان کوئی بھی شادی باطل نہیں ہو گی، نہ ہی اسے کوئی بچہ ناجائز قرار پائے گا۔ مزید اس ایکٹ میں یہ واضح کیا گیا کہ اگر ہندو شوہر وصیت کر کے مر جاتا ہے تو ہندو بیوہ کو اس وصیت کے مطابق حصہ ملے گا اس ایکٹ کے سیکشن ۳ کے تحت اگر عورت کی پہلی شادی میں سے جو بچے ہیں انکی ذمہ داری ماں کے پاس ہے جب عورت دوسری شادی کرتی ہے تو بچوں کی ذمہ داری دادا، دادی وغیرہ کو دے دی جائے گی یا عدالت کو یہ حق ہو گا کہ وہ اسکے سرپرست کی ذمہ داری کس کو سونپتے ہیں اس کے ساتھ بچے کی جائیداد کی ذمہ داری بھی اسکے سرپرست کو دے دی جائے گی اس ایکٹ کے آرٹیکل ۴ میں یہ واضح کیا گیا کہ ہندو بیوہ اور اسکے بچے بھی نہیں ہیں پھر بھی اسکو اسکے خاوند کی طرف سے پراپرٹی میں سے حصہ ملے گا مگر اس ایکٹ کے بننے سے پہلے ہندو عورتوں کو یہ حق حاصل نہیں تھا۔ کہ انہیں اپنے شوہر کے اثاثے میں سے کچھ حاصل ہو لیکن اس ایکٹ کے بعد ہندو عورتوں کو یہ حق حاصل ہوا اور کوئی بھی ایسی رسومات جو ہندوؤں کی شادی کے لئے مخصوص ہیں اور پہلی شادی کو جائز بنانے کے لئے کافی ہیں ان رسومات کی ادائیگی دوبارہ شادی کو باطل نہیں کر سکتی۔[1]

ہندو مت میں ذات پات کے نظام کو بہت سراہا جاتا ہے ہندوؤں کے یہاں یہ رواج ہے کہ شادی اپنی ذات میں کی جائے تو شادی قابلِ قبول ہے ورنہ دوسری ذات میں شادی کو تسلیم نہیں کیا جاتا چنانچہ اس مقصد کے لئے ۱۹۴۶ء میں ایکٹ بنایا گیا تھا لیکن مشرقی اور مغربی پاکستان کی تقسیم کے بعد اس ایکٹ میں ترامیم کر کے پورے بنگلہ دیش کے ہندوؤں کے لئے نافذ کیا گیا۔ اس ایکٹ کا نام

Hindu Marriage Disabilities Removal act, 1946.

یہ ایکٹ پورے بنگلہ دیش کی ہندو اقلیت کے لئے بنایا گیا جس کی روشنی میں کوئی بھی شادی جو ہندوؤں کے اصول و مبادی انکی مذہبی اقدار اور رسم و رواج کے مطابق ہوئی ہو جائز ہے اور گوترا یا پراوارہ اور ایک ذات نہ ہونے کی بناء پر کسی بھی ہندو شادی کو باطل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ چنانچہ بنگلہ دیش میں ہندوؤں کے حقوق کے تحفظ کے لئے انہیں ملک میں مکمل مذہبی آزادی دینے کے لئے قانون وضع کئے گئے ہیں۔

جہاں بنگلہ دیش میں ہندو اقلیت کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے قانون سازی کی گئی وہاں پر وراثتی حقوق کا بھی خیال رکھا گیا یہ ایکٹ ۱۹۲۹ کے ایکٹ کی ترمیمی شکل ہے جس کو بنگلہ دیش میں ۱۹۷۳ء میں پیش کیا گیا اس کا نام:

1 http://bdlaws.minlaw.gov.bd/act-9/section-1073.html [accessed 08-08-2019].

The Hindu Law of Inheritance (Amendment) Act No. II of 1929
ہے اس ایکٹ میں باقاعدہ ہندو خواتین کے لئے بھی قانون سازی کی گئی جس کے تحت انہیں بھی وراثت میں حصہ دیا جائے گا۔[1]

نیپال میں ہندو مذہب:

ہندو مذہب نیپال کا سب سے بڑا مذہب ہے۔"۵۴-۱۹۵۲ء میں ہونے والی مردم شماری کے مطابق نیپال میں ہندو مذہب کی تعداد 88.87٪ تھی ۱۹۶۱ء کی مردم شماری میں 87.69٪، ۱۹۷۱ کی مردم شماری میں 89.39٪،۱۹۸۱ء کی مردم شماری میں 89.50٪،۱۹۹۱ء کی مردم شماری میں 86.51٪،۲۰۰۱ء کی مردم شماری میں 80.62٪اور ۲۰۱۱ء کی مردم شماری میں 81.34 فیصد آبادی ہندو مذہب سے تعلق رکھتی ہے۔"[2] 2011ء میں ہونے والے اعداد و شمار کے مطابق نیپال کے پسماندہ علاقوں میں ہندوؤں کی تعداد 82.5 فیصد اور شہروں میں 17.5 فیصد ہندو آباد ہیں۔[3]

طرزِ زندگی:

نیپال میں ذات پات کا نظام موجود ہے ۲۰۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق چھتری ،ہل برہمن، تھرو، مگر، نیوار، کمی، یادو، دھولی، ٹھاکری، سرکی، تیلی یہ ۱۱ ذاتیں نیپال میں موجود ہیں[4] نیپال میں بھی کم ذات ہندوؤں سے ناروا سلوک کیا جاتا ہے جب کے نیپال کے آئین میں سب سے برابری کا سلوک کیا گیا، تعلیم و صحت جیسی بنیادی سہولیات سب کو فراہم کی گئی ہیں نیپال میں آئینی شقوں کے باوجود غیر قانونی طرز پر ایک اونچی ذات کی طرف سے نچلی ذات کے لوگوں سے امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ تعلیم اور صحت جیسی بنیادی سہولیات مفت مہیا ہونے کے باوجود ہندو دلیت یہ حقوق حاصل کرنے سے قاصر ہیں اور یہ ناروا سلوک سب سے زیادہ نیپال کے دیہی علاقوں میں کم ذات ہندوؤں سے کیا جاتا ہے۔[5] نیپال میں ہندو اور بدھ مت مذہب کے پیروکاروں کے لئے مخصوص عبادت گاہیں ہیں جہاں وہ عبادت کرتے اور دیگر مذہبی رسومات ادا کرتے ہیں نیپال میں کافی تعداد میں مندر موجود ہیں لیکن پشوپتی

---

1 Hindu Laws of Inheritance, http://bdlaws.minlaw.gov.bd/act-148.html [accessed 08-08-2019].
2 Population Monograph Of Nepal, Central Bureau of Statistics, government of Nepal,2014,vol.2 P.53.
3 Central Bureau of Statistics, government of Nepal, census 2011. https://unstats.un.org/unsd/demographic-social/census/documents/Nepal/Nepal-Census-2011-Vol1.pdf[accessed 08-08-2019].
4 CBS,2011 ,2011 census.
5 Caste Based Discrimination in Nepal, Krishna B. Bhattachan, Indian Institute of Dalit studies, new Delhi,2009,p 23.

ناتھ نیپال کے بکھرے ہوئے ہزاروں مندروں میں سے ہے جو شیوا کا بہت بڑا مندر ہے اور کھٹمنڈو میں موجود ہے جہا ں ہر سال نہ صرف نیپال بلکہ جنوبی ایشیائی ممالک سے ہندو جاتے ہیں اور پوجا پاٹ کرتے ہیں علاوہ ازیں کھٹمنڈو میں اور بھی چھوٹے مندر ہیں جو زیادہ تر دریا کے کنارے بنائے گئے ہیں اور خاص طور پر پیپل کے درخت کے نیچے تعمیر کئے گئے ہیں کیونکہ ہندو اس کو مقدس تصور کرتے ہیں اس کے علاوہ برہمن پنڈت کو ذمہ داری سونپی جاتی ہے کہ وہ مندروں کی دیکھ بھال کرے اور مذہب کے مطابق نظام کو قائم رکھے۔ شادی اور تدفین کی رسومات کی ادائیگی کے لئے بھی پنڈت کو بلایا جاتا ہے جو ان رسومات کی ادائیگی ہندو مذہب کے مطابق کرتا ہے۔

بھوٹان میں ہندو اقلیت:

بھوٹان میں تقریبا۲۳ فیصد آبادی ہندو مذہب سے تعلق رکھتی ہے[1] یہ باشندے زیادہ تر نیپالی نسل سے تعلق رکھتے ہیں وشنو، شیو، گنیتی، پرانک اور وید کو نمائندگی حاصل ہے جنوبی بھوٹان میں انکے مندر موجود ہیں جس میں ہندو درمیانے اور چھوٹے گروہوں کی صورت میں مذہبی رسومات کی ادائیگی کرتے ہیں۔

طرزِ زندگی:

بھوٹان میں مختلف زبانوں اور مختلف نسلوں کے باشندے جن میں بدھ مت اور نیپالی ہندو شامل ہیں ان بدھ مت باشندوں میں درکپا، گروگ، تمنگ اور کراتی وغیرہ شامل ہیں درکپا بدھ مت کو مذہبی اور سیاسی طور پر فوقیت حاصل ہے۔

بھوٹان میں ہندوؤں کی حالات زندگی کو دیکھا جائے تو بھوٹان کی حکومت نے انسانی حقوق کی اصطلاحات میں ابھی تک بہت کم ترقی کی ہے پناہ گزینوں کا مسئلہ عرصہ دراز سے غیر حل شدہ ہے جس پر بھوٹان کی حکومت کی طرف سے کوئی پیش رفت عملی اقدام نہیں کئے گئے اور اونیپالی ہندو پناہ گزینوں کو حکومت کی جانب سے مسلسل انکار سننا پڑ رہا ہے۔

بھوٹانی باشندوں کی مذہبی آزادی کی بات کی جائے تو انکے آئین میں آرٹیکل ۷(۴) کے تحت:

> "A Bhutanese citizen shall have the right to freedom of thought, conscience and religion. No person shall be compelled to belong to another faith by means of coercion or inducement."[2]

> **ترجمہ:** بھوٹانی باشندوں کو سوچ کی آزادی، ضمیر اور مذہب کی آزادی حاصل ہے اور کسی بھی دوسرے عقیدے کا فرد جبر یا زبردستی نہیں کر سکتا۔

لیکن بھوٹان کے آئین میں جو مذہبی آزادی دی گئی وہ تمام بھوٹانی باشندوں کے لئے ہے اس کے باوجود بھی اقلیتوں کے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں کیونکہ آئین میں جتنی بھی آزادی دی گئی ہے اس کا تعلق و اختیار صرف بدھ

---

1 Pew Research Center, PEW Templeton Global Religious Features , Religious Affiliation, Bhutan. http://www.globalreligiousfutures.org/ [accessed 17-04-2019].

2 Constitution of Bhutan,Article 7(4).

مت کے پیرکاروں کے ساتھ ہے آئین میں اقلیتوں کو یہ حق حاصل ہونے کا باوجود بھی انہیں اس حق سے محروم رکھا جاتا ہے بھوٹان کے آئین آرٹیکل ۳(۱) میں باقاعدہ درج ہے کہ:

> "Buddhism is the spiritual heritage of Bhutan, which promotes the principles and values of peace, non-violence, compassion and tolerance.[1]"

ترجمہ: بدھ مت مذہب بھوٹان کا روحانی ورثہ ہے جو کہ امن کے اصول و اقدار، غیر تشدد، شفقت اور بردباری کو فروغ دیتا ہے۔

چنانچہ اقلیتوں کے ساتھ غیر مہذب سلوک کی ایک وجہ یہ کہ بھوٹانی دیگر مذاہب اور انکے عقائد کو چھوڑ کر صرف بدھ مت کو اپنا روحانی ورثہ مانتے ہیں ان کا یہ تسلیم کرنا کہ بدھ مت کے پیروکار ہی ملک میں امن اور بھائی چارہ قائم رکھے ہوئے ہیں اسی لئے ان کے ساتھ اچھا سلوک روا ہے اور آئین میں جتنی بھی آزادی دی گئی سب ان کو حا صل ہے جس کی بدولت دیگر اقلیتوں اور خاص طور پر نیپالی ہندوؤں کے حقوق پامال کئے جاتے ہیں۔ بھوٹان میں اقلیتوں کو شہریت جیسے بنیادی حقوق بھی حاصل نہیں ہیں آرٹیکل ۶(۱)(۲) میں بھوٹان کی شہریت کے بارے میں واضح کیا گیا کہ:

1. "A person, both of whose parents are citizens of Bhutan, shall be a natural born citizen of Bhutan.
2. A person, domiciled in Bhutan on or before the Thirty-First of December Nineteen Hundred and Fifty Eight and whose name is registered in the official record of the Government of Bhutan shall be a citizen of Bhutan by registration."[2]

ترجمہ: وہ شخص جس کے والدین بھوٹانی شہریت رکھتے ہوں گے اسکو بھوٹانی شہریت کا حق دیں گے اور ایسا فرد جس کی ملکیت بھوٹانی ہو یا ۳۱ دسمبر ۱۹۵۸ء سے پہلے جس کا نام بھوٹان کے حکومتی ریکارڈ میں شامل ہو تو ایسے شخص کو بھوٹانی شہریت حاصل ہو گی۔

اس آئین کے تحت اقلیتی آبادی اور ان کے بچے جو "۱۹۵۸ء کے بعد بھوٹان میں آباد ہوئے ان کو شہریت کا حق نہیں دیا گیا ان اقلیتوں میں سب سے زیادہ پسماندگی کا شکار بھوٹان کے جنوب میں موجود نیپالی پناہ گزین ہندو باشندے ہیں جن کو شہریت کا حق نہ ملنے کی وجہ سے تعلیم، صحت اور دیگر بنیادی سہولیات سے محروم رکھا جاتا ہے"۔[3]

---

1 Constitution of Bhutan,Article 3(1).

2 Constitution of Bhutan,Article 6(1) (2).

3 Hindu in south asia & Diaspora, A survey of Human Rights 2014-2015,Hindu American Foundation HAF,P. 84.
https://www.hafsite.org/media/pr/hindus-south-asia-diaspora-survey-human-rights-2014-2015 [accessed 17-04-2019].

آر ٹیکل ۷(۴) کے تحت جب تمام بھوٹانی باشندوں کو مذہبی آزادی دی جاتی ہے اس کے باوجود ہندو اقلیت کی عبادت گاہوں کی تعمیر کی آزادی نہیں دی گئی جبکہ بھوٹانی حکومت بدھ مت کو انکی عبادت گاہوں کی آزادی دیتی ہے اور ان عبادت گاہوں کی تعمیر اور سہولیات کے لئے باقاعدہ فنڈ بھی مہیا کئے جاتے ہیں ایک رپورٹ کے مطابق "جب ہندو اقلیت نے بھوٹانی حکومت سے مندر کی تعمیر کی اجازت طلب کی تو حکومتی نمائندے مسلسل انکار کرتے رہے حال ہی میں بھوٹانی حکومت نے ہندوؤں کو تھمبو[1] میں مندر کی تعمیر کی اجازت دی لیکن اس میں مذہبی رسومات ادا نہیں کی جاتی یہ مندر زیر تعمیر ہے بھوٹان میں جہاں بدھ مذہب کے تہواروں کے لئے باقاعدہ سرکاری چھٹیوں کا اعلان کیا جاتا ہے وہی پر پورے سال میں ہندوؤں کو صرف ایک مذہبی سرکاری چھٹی دی جاتی ہے سکولوں میں مذہبی تعلیم میں صرف بدھ مت کی تعلیمات کو شامل کیا گیا ہے باقی مذاہب کے بچے انہی تعلیمات سے اپنی صبح کا آغاز کرتے ہیں اس کے علاوہ وہاں کے ہندوؤں کے ساتھ روزگار کے حصول میں بھی برابری کا سلوک نہیں کیا جاتا بھوٹانی ہندو اقلیت کو پولیس، آرمی اور دیگر دفاعی اداروں میں کام کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی بھوٹان میں ہندوؤں کے لئے صرف ایک باقاعدہ تنظیم بنائی گئی جس میں ہندو اقلیت کی فلاح و بہبود کا کام کیا جاتا ہے۔"[2] چنانچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ بھوٹان کا روحانی ورثہ بدھ مت ہے اور زیادہ حقوق و مراعات اسی مذہب کے پیروکاروں کو حاصل ہیں جبکہ حقیقتِ نظر ہندو اور دیگر اقلیتوں کے حقوق اور آزادی کو پامال کیا جاتا ہے

سری لنکا میں ہندو اقلیت:

سری لنکا میں اکثریتی آبادی بدھ مذہب سے تعلق رکھتی ہے ۲۰۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق "70.2٪ بدھ مت سری لنکا میں موجود ہیں ہندو 12.6٪، مسلمان 9.7٪ عیسائی 1.3٪ ہیں۔"[3] ہندو زیادہ تر سری لنکا کے شمال مشرقی علاقوں میں آباد ہیں یہ ہندو بھارت سے یہاں آباد ہوئے جو سب تامل ہیں سری لنکا کی اکثریتی آبادی بدھ مت سے تعلق رکھتی ہے جب کہ اس کی اقلیتی آبادی میں ہندو، مسلمان، عیسائی شامل ہیں سری لنکا میں زیادہ باشندے بدھ مت کے پیروکا ہیں اس لئے ۱۹۷۲ء کے بعد بدھ مت کو سرکاری مذہب کا دوجہ دے دیا گیا۔[4]

سری لنکا میں تامل ہندوؤں نے ۱۹۸۵ء میں حکومت کے خلاف بغاوت کی۔ جس کی اصل وجہ سری لنکن ہندوؤں کے ساتھ وہ نسلی تضاد تھا جس کی وجہ سے یہ ہندو شمال مشرقی حصہ میں اپنی الگ ریاست کا قائم کرنا چاہتے تھے یہ جنگ ۲۶ سال جاری رہی آخر کار ۲۰۰۹ء میں سری لنکا کی افواج نے تامل کو شکست دی اور جنگ ختم ہوئی۔

---

1 تھمبو: بھوٹان کا دارالحکومت اور بدھ مت کے مقامات کی وجہ سے مشہور ہے۔

2 United States Department of State, *2011 Report on International Religious Freedom – Bhutan*,30July2012, https://www.refworld.org/docid/502105d8c.html [accessed17-04-2019].

3 Sri Lanka census of population and statistics, 2011.

4 https://www.cfr.org/backgrounder/sri-lankan-conflict [accessed 24-4-2019].

سری لنکا کے آئین کے آرٹیکل ۳(۱۲)(۱) کے مطابق:

12. (1) All persons are equal before the law and are entitled to the equal protection of the law.[1]

ترجمہ: ہر شخص قانون کی نظر میں برابر ہے اور اسے قانون کی طرف سے مساوی تحفظ حاصل ہے۔

سری لنکا کے آئین میں یہ واضح حروف میں درج ہے کہ قانون کی سامنے سب برابر ہیں اور انہیں مساوی حقوق بھی حاصل ہیں لیکن اگر سری لنکا میں ہندو اقلیت کی حالات زندگی کو دیکھیں تو انہیں حکومت کی طرف سے تحفظ فراہم نہیں کیا جاتا، ۲۰۱۴ء میں حکومت کی جانب سے سری لنکن شمال و مشرقی علاقے کے شہریوں کے حقوق کی باقاعدہ خلاف ورزی کی گئی فریڈم ہاؤس رپورٹ کے مطابق "سکیورٹی فورسسز کی طرف سے تامل ہندوؤں کو جنسی زیادتی، اغواء اور تشدد کا نشانہ بنایا گیا انہیں غیر قانونی طور پر گرفتار کیا گیا، ۲۰۱۴ء میں تامل مرد اور عورتوں کو شک کی بنیاد پر اغواء کیا گیا کہ ان کا ایل ٹی ٹی ای (LTTE)[۲] تنظیم سے رابطہ ہے اس بنیاد پر تامل ہندوؤں کو اغوء کرکے ان کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا۔"[۳]

سری لنکا کے آئین کے ۲(۹) کے مطابق بدھ مت کو سری لنکا میں نمائندگی حاصل ہے اور مکمل آزادی حاصل ہونے کی وجہ سے انہیں سری لنکا میں موجود تمام مذاہب پر برتری حاصل ہے۔ جب کہ آئین کے سیکشن ۳(۱۰) کے مطابق ہر شخص کو سوچ، مذہب کی آزادی حاصل ہے اور یہ بھی کہ کوئی شخص اپنی مرضی سے مذہب یا عقیدہ اختیار کر سکتا ہے۔

آئین کی طرف سے یہ تمام حقوق سری لنکا کے ہر فرد کو حاصل ہیں لیکن اس کا عملی نفاذ صرف بدھ مت کے پیروکاروں کے لئے ہے ایک رپورٹ کے مطابق سری لنکا میں موجود "۵ بڑے مندر جن میں سے ۳ بدھ مت کے قبضے میں ہے اس کے علاوہ ۲۰۱۴ء میں تامل اور دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کو نشانہ بنایا گیا اور اس کے علاوہ حکومت ہندوؤں پر مندر کی تعمیر پر پابندی بھی عائد کرتی ہے ۱۹۶۹ء میں جب ہندو تامل کے سربراہ نے حکومت سے مندر کی تعمیر اجازت طلب کی تو حکومت نے مندر کی تعمیر کی اجازت نہ دی جب کہ اس وقت حکومت کی جانب سے بدھ مت کے پیروکاروں کے لئے عبادت گاہیں بنائی جارہی تھیں۔"[۴] گویا بھوٹانی ہندوؤں کی طرح سری لنکن ہندو

---

1 Constitution of sri Lanka, article no.3(12)(1).

۲ **ایل ٹی ٹی ای:** Liberation Tigers of Tamil Eelam(LTTE) یہ تنظیم ۱۹۷۶ء میں سری لنکا میں تامل ہندوؤں کے لئے الگ ریاست کے حصول کے لئے بنائی گئی تھی اور ۲۰۰۹ء میں سری لنکن فوج نے اس تنظیم کو شکست دے کر اس کا خاتمہ کیا۔ (When Counterinsurgency Wins: Sri Lanka's Defeat of the Tamil Tigers, *Ahmed S. Hashim, Pennsylvania Press, 2013, p. 83.)*

3 https://freedomhouse.org/report/freedom-world/2015/sri-lanka [accessed 24-4-2019].

4 Destruction of Hindu temple in Sri Lanka, Hindu human rights, http://www.hinduhumanrights.info/destruction-of-hindu-temples-in-sri-lanka/.

ؤں کے حقوق کا خیال نہیں رکھا جاتا اور انہیں بھی سری لنکا میں وہی مسائل درپیش ہیں جن مسائل کا سامنا بھوٹانی ہندو کر رہے ہیں۔

مالدیپ میں ہندو اقلیت:

مالدیپ ایک اسلامی ملک ہے جس میں نہ صرف مسلمان بلکہ دوسری اقلیتیں بھی موجود ہیں ایک محتاط اندازے کے مطابق "۲۰۱۰ء میں 98.4 فیصد مسلمان مالدیپ میں موجود تھے عیسائی ا فیصد سے کم، ہندو اقلیت کی تعداد 0.11 فیصد ہے اور بہت تھوڑی تعداد میں دیگر اقلیتیں موجود ہیں۔"[1]

مالدیپ ایک مسلم اکثریت والا ملک ہے جس میں مسلمانوں کو تمام تر حقوق حاصل ہیں مگر ساتھ ہی اقلیتوں کو بھی حقوق حاصل ہیں کہ وہ اپنے مذہبی تعلیمات کے مطابق زندگی گزار سکتے ہیں۔ مالدیپ میں ہندوؤں کے لئے الگ سے قانون سازی نہیں کی گئی بلکہ تمام اقلیتوں کو انکی مذہبی تعلیمات کے تحت زندگی گزارنے کی اجازت ہے مالدیپ میں ہندو مختلف شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ ہیں اور ان کو مالدیپ میں رہتے ہوئے باقاعدہ روزگار کے مواقع حاصل ہیں ڈاکٹر، انجینئر، اساتذہ، اکاؤنٹنٹ، وغیرہ کے عہدوں پر فائز ہیں اور اس کے علاوہ ماہر اور غیر ماہر تکنیکی کاموں میں بھی ہندوؤں کی ایک بڑی تعداد کام سرانجام دے رہی ہے۔

مالدیپ میں جہاں اقلیتوں کو آزادی حاصل ہے وہی پر ان اقلیتوں کے ساتھ ناروا سلوک بھی کیا گیا ایک رپورٹ کے مطابق "۲۰۱۲ء میں ۳۵ ہندوؤں اور بدھ مت کی مورتیوں کو نقصان پہنچایا گیا جو کہ مالدیپ کے نیشنل میوزیم میں رکھی گئی تھیں اور اسکی وجہ یہ بتائی گئی کہ مالدیپ کی حکومت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ مالدیپ میں بت رکھے جائیں۔"[2]

مالدیپ اور پاکستان ایک مسلم آبادی والے ملک ہونے کے ناطے جہاں تمام معاملات اسلامی نقطہ نظر سے حل کئے جاتے ہیں تو گویا ان ممالک میں بھی اقلیتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جاتا ہے لیکن چند شدت پسند عناصر کی وجہ سے اقلیتوں کو مسائل درپیش ہیں لیکن انکے حل کے لئے بھی ممکنہ کوششیں کی جاتی ہیں۔

پاکستان میں ہندو اقلیت:

پاکستان میں بھی بنگلہ دیش بھوٹان مالدیپ، سری لنکا کی طرح کئی اقلیتیں موجود ہیں ان اقلیتوں میں عیسائی، ہندو، پارسی اور دیگر اقلیتیں موجود ہیں ۱۹۹۸ء کے اعداد و شمار کے مطابق " پاکستان کے شہروں میں ہندو اقلیت کی

---

1 ReligiousDemography:Affiliation،maldives2010.http://www.globalreligiousfutures.org [accessed 25-4-2019].

2 35 Invaluable Hindu and Buddhist Statues Destroyed in Maldives by Extremist Islamic Group, the Chakra February 23, 2012http://www.chakranews.com [accessed 25-4-2019].

تعداد 1.16 فیصد ہندو اور دیہی علاقوں میں 1.80 تھی۔"[1] پاکستان میں ہندو اقلیت کی سب سے زیادہ تعداد سندھ میں موجود ہے پاکستان میں ان اقلیتوں کے ساتھ اکثریتی مسلمان طبقے کی طرح مساوی سلوک کیا جاتا ہے انہیں بھی پاکستان میں رہتے ہوئے وہی عمومی حقوق دیئے گئے ہیں جو مسلمانوں کو حاصل ہیں اگرچہ پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہے اور پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا۔ لیکن تعلیماتِ اسلام کے پیشِ نظر دین اسلام نے اپنے پیرکاروں کو ہمیشہ مساوات کی تلقین کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ﴾[٢]

"ترجمہ: دین (اسلام) میں زبردستی نہیں ہے ہدایت (صاف طور پر ظاہر اور) گمراہی سے الگ ہو چکی ہے۔"

اس طرح متعدد احادیث مبارکہ میں بھی اقلیتوں کے واجبات کی بجا آوری اور انکے حقوق کی خلاف ورزی پر سخت وعید سنائی گئی ہے۔

((ألاَ مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أو انْتَقَصَهُ أوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أوْ أخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ فَأنَا حَجِيْجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [٣]

ترجمہ: جس نے کسی معاہد (اقلیتی فرد) پر ظلم کیا یا اس کا حق غضب کیا یا اس کی استطاعت سے زیادہ اس کو تکلیف دی یا اس کی مرضی کے بغیر اس سے کوئی شے لی تو قیامت کے دن اس کی طرف سے میں (مسلمانوں کے خلاف) جھگڑوں گا۔

آئین پاکستان میں بھی انکے حقوق کے متعلق باقاعدہ نظر ثانی کی گئی قیام پاکستان کے وقت قائد اعظم محمد علی جناح نے نہ صرف مسلمانوں بلکہ اقلیتوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

> "You are free; you are free to go to your temples. You are free to go to your mosques or to any other places of worship in this State of Pakistan. You may belong to any religion, caste or creed—that has nothing to do with the business of the state."[4]

---

1 Population by religion, 1998 census, Pakistan Bureau of Statistics Government of Pakistan , http://www.pbs.gov.pk/content/population-religion [accessed 26-04-2019].

٢ البقرۃ:٢/٢٥٦۔

٣ ابوداؤد، السنن، کتاب الخراج، باب فی تعشیر، مکتبہ العلمیہ، بیروت، لبنان ١٩٩٢، ٣:١٧٠۔

4 Mr. Jinnah's presidential address to the Constituent Assembly of Pakistan , August 11, 1947 http://www.pakistani.org/pakistan/legislation/constituent_address_11aug1947.html [accessed 26-04-2019].

چنانچہ اقلیتوں کو مکمل آزادی ہے کہ وہ پاکستان میں رہتے ہوئے مکمل آزادی کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی مذہبی رسومات ادا کرسکتے ہیں اور ساتھ ہی اپنی مذہبی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرسکتے ہیں پاکستان کے آئین کے آرٹیکل ۲۵(۱) کے مطابق:

"All citizens are equal before law and are entitled to equal protection of law.[1]"

پاکستان کے آئین کے مطابق تمام شہری قانون کی نظر میں برابر ہیں اور مساوی تحفظ کے حقدار ہیں اب ان شہریوں سے مراد صرف مسلمان نہیں بلکہ ان سے مراد وہ تمام اقلیتیں بھی ہیں جو پاکستان میں موجود ہیں۔ حال ہی میں پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے ان کے لئے باقاعدہ قانون سازی کی گئی اور ہندو میرج ایکٹ بنایا گیا اس ایکٹ کے مطابق ہندو اقلیت کی خواتین کو خاص طور پر مد نظر رکھا گیا۔ جسکا فائدہ یہ ہوا کہ ہندو اقلیت میں ان کے رسم و رواج کے مطابق پہلے شادی رجسٹرڈ کروانے کا رواج نہیں تھا لیکن اس ایکٹ کے بعد ہندو شادی کو باقاعدہ رجسٹرد کرواتے ہیں اور اس ایکٹ کی بدولت کم عمری کی شادی، جبری یا لڑکی کی بغیر اجازت کی شادی، وراثت میں سے حصہ نہ دینا جیسے حقوق جو ہندو عورتوں کو حاصل نہ تھے اس ایکٹ کی بدولت پاکستان میں مسلمان عورتوں کی طرح انہیں بھی یہ حقوق دیئے گئے ہیں۔

اس کے علاوہ پاکستان میں موجود اقلیتوں کو دیگر بنیادی سہولیات بھی حاصل ہیں ان سہولیات میں تعلیم ، صحت اور روزگار کے مواقع حاصل کرنے جیسی بنیادی سہولیات موجود ہیں پاکستان میں رہتے ہوئے ان اقلیتوں کو حق رائے دہی حاصل ہے کہ اقلیتیں اپنے ووٹ کا آزادانہ استعمال کرسکتے ہیں قومی اسمبلی میں ان کے لئے الگ سے نشستیں ہیں ان کے علاوہ کھیل، تعلیم، اور روزگار حاصل کرنے کے لئے باقاعدہ نشستیں مختص کی گئی ہیں جن پر ہندو اور دیگر اقلیتیں اپنی صلاحتیوں کے مطابق روزگار کے مواقع حاصل کرسکتے ہیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں رہتے ہوئے تعلیمی نظام بھی اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے کہ اسلامیات اور اسلام کی تعلیم تعلیمی نظام کا لازمی عنصر ہے چونکہ پاکستان میں اقلیتیں بھی موجو ہیں اس لئے حال ہی میں حکومت پاکستان کی طرف سے ایک مثبت قدم اٹھایا گیا کہ جس میں پاکستان میں موجود اقلیتی بچے اسلامیات کی بجائے سوکس، اخلاقیات اور دیگر اختیاری مضامین پڑھیں گے جو ان کے لئے لازمی قرار دیئے گئے ہیں۔[۲]

1 Constitution Pakistan, article 25(1).

2 Constitution of Pakistan and Minorities , Professor Anjum JamesPaul، Monday,August31,2009،P.31http://www.itacec.org/document/nep09/minorities.pdf [accessed 06-05-2019].

تقابل:

ہندو مذہب دنیا کا تیسرا بڑا مذہب ہے جس کے پیروکار پوری دنیا میں موجود ہیں جبکہ جنوبی ایشائی ممالک میں پہلا ملک بھارت دوسرا نیپال اور تیسرا بنگلہ دیش ہے جہاں پر ہندو اقلیت کی تعداد زیادہ ہے بنگلہ دیش میں جہاں پر ہندو اقلیت کے لئے الگ سے قانون سازی کی گئی شادی، طلاق اور حق وراثت کے لئے جہاں باقاعدہ قانون بنائے گئے جہاں کثیر تعداد میں مندر موجود ہیں اور ہندو اقلیت کے افراد وہاں پر اپنی مذہبی رسومات ادا کرتے ہیں وہی پر انہیں تشدد کا نشانہ بنایا جارہا ہے خاص طور پر ہندو خواتین پر ظلم کی انتہا کی جاتی ہے اور ان کے ساتھ ناروا سلوک رکھا جاتا ہے اس کے برعکس پاکستان میں مسلمان خواتین کے حقوق کی پاسداری کی جاتی ہے ان کے لئے باقاعدہ حقوق نسواں بل بنایا گیا تو وہی پر ہندو اقلیت کے حقوق کا بھی باقاعدہ خیال رکھا گیا ان کے حقوق کو مدنظر رکھتے ہوئے ہندو میرج بل ۲۰۱۷ء بنایا گیا جس کے یہ ثمرات مرتب ہوئے کہ جو حقوق پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کی خواتین کو حاصل نہیں تھے اس کی بدولت وہ حقوق ہندو کو خواتین کو حاصل ہیں اس کے علاوہ بنگلہ دیش میں جہاں مذہبی، سیاسی اور دیگر اداروں کے حقوق ان سے تلف کئے جاتے ہیں وہی پر پاکستان میں نہ صرف ہندو اقلیت بلکہ دیگر اقلیتوں کے لئے بھی ہر شعبے میں مخصوص نشستیں ہیں جن کی بدولت وہ اپنا کام سرانجام دے سکتے ہیں۔

نیپال جنوبی ایشائی ممالک میں دوسرے نمبر پر ہے جہاں پر ہندو اقلیت کی تعداد زیادہ ہے نیپالی ہندوؤں کو نیپال میں رہتے ہوئے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے بنیادی ضروریات کی سہولیات جن میں تعلیم، صحت اور روزگار کے مواقع کا نہ ہونا وغیرہ شامل ہے وہی پر پاکستان میں ہندو اقلیت کو وہ حقوق دیئے گئے۔ جو ایک مسلم شہری کو پاکستان میں رہتے ہوئے حاصل ہیں۔ بھوٹان میں ہندو اقلیت کو بھی بہت کم وسائل حاصل ہے ہندو پناہ گزینوں کا مسئلہ ابھی تک بھوٹانی حکومت کے لئے زیر غور ہے بھوٹانی آئین کے مطابق بھوٹان میں تمام شہریوں کر مکمل مذہبی آزادی تو حاصل ہے لیکن بھوٹانی حکومت بدھ مت کو روحانی ورثہ قرار دیتی ہے جو حقوق و مراعات بدھ مت کے پیرکاروں کو حاصل ہیں وہ بھوٹان میں موجود باقی کسی اقلیت کو حاصل نہیں ہیں جس سے نہ صرف ہندو اقلیت جبکہ دیگر اقلیتوں کے حقوق کو بھی پامال کیا جارہا ہے اس برعکس قیام پاکستان کے وقت قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی تقریر میں نہ صرف ہندوؤں بلکہ دیگر اقلیتوں کو بھی مکمل آزادی دی کہ تم لوگ آزاد ہو اپنے مندروں مسجدوں اور عبادت گاہوں میں جانے کے لئے، اس کے علاوہ وہ تمام حقوق دیئے جو ایک مسلم اکثریت کو پاکستان میں رہتے ہوئے حاصل ہیں۔

سری لنکا میں ہندو اقلیت کو بہت ناروا سلوک کا سامنا کرنا پڑرہا ہے اس کی مثال جب ہندو اقلیت نے ۱۹۸۵ء میں سری لنکا کے شمال مشرقی حصہ میں اپنا الگ تشخص قائم کرنے کی کوشش کی تو بدھ مت اور ہندو اقلیت کے

پیروکاروں میں حکومتی سطح پر تنازعات شروع ہو گئے جو جنگ کی صورت اختیار کر گئے جس کی بدولت ہندو اقلیت کو شدید مشکات کا سامنا کرنا پڑتا ہندوؤں کو اغواء، تشدد، جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا اگر سری لنکا اور بھوٹان میں ہندوؤں کے مشترکہ مسائل پر نظر دوڑائی جائے تو تقریباً سری لنکن ہندوؤں کو بھی وہی مسائل در پیش ہیں جو بھوٹانی ہندوؤں کو در پیش ہیں جبکہ پاکستان میں نہ صرف ہندوؤں بلکہ تمام اقلیتوں کی صورت حال اس سے مختلف ہے۔ پاکستان میں ہندو اقلیت کو مکمل تحفظ حاصل ہے حکومت پاکستان کی جانب سے نہ صرف ہندو اقلیت بلکہ پاکستان میں موجود دیگر اقلیتوں کے تحفظ کو بھی یقینی بنایا گیا ہے، مالدیپ میں ہندو بہت کم تعداد میں موجود ہیں اور اکثریت آبادی مذہب اسلام کی پیروکار ہے جس طرح پاکستان میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اقلیتوں کے ساتھ منصفانہ سلوک کیا جاتا ہے بلکل اسی طرح اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا کرتے ہوئے مالدیپ میں ہندوؤں کے حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے کہ انہیں بھی مالدیپ میں رہتے ہوئے اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزارنے کی مکمل آزادی حاصل ہے لیکن کچھ عرصے میں تعصب پسندی کے باعث مالدیپ میں ہندوؤں کی مورتیوں کو نقصان پہنچایا گیا۔

جنوبی ایشائی ممالک میں ہندو اقلیت کی حالاتِ زندگی سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جس طرح پاکستان میں ہندو اقلیت کے لئے الگ قانون سازی کی گئی ہے ان کے لئے با قاعدہ آواز بلند کی جارہی ہے عورتوں کو تحفظ فراہم کرنے، جبری مذہب تبدیلی، جبری شادی کو روکنے کے لئے با قاعدہ قانون سازی کی گئی ہے اور ان کے لئے ہندو میرج ایکٹ بنایا گیا، بالکل اسی طرح بنگلہ دیش میں ہندوؤں کے حقوق کے لئے قانون سازی کی گئی تاکہ ان کو وہی حقوق فراہم کئے جائیں جو باقی اکثریت عوام کو حاصل ہیں۔ اس کے برعکس نیپال میں ابھی تک ہندو اقلیت کو بنیادی وسائل دستیاب نہیں ہیں جن کو بروئے کار لاتے ہوئے وہ بہتر زندگی بسر کر سکیں اور بھوٹان میں بدھ مت کو سربراہی حاصل ہے اس لئے ہندوؤں اور دیگر اقلیتوں کو وہ مراعات حاصل نہیں جو بدھ مت کو دیئے گئے ہیں سری لنکا میں ہندوؤں کو پچھلی کئی دہائیوں سے تشدد کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ عصمت دری کے واقعات، لوٹ مار، تشدد، ہراساں کرنا جیسے مسائل در پیش ہیں جنوبی ایشائی ممالک میں ہندوؤں کے حالات زندگی کا جائزہ لینے کے بعد یہ کہنا مناسب ہے کہ پاکستان میں ہندوؤں کو مذہبی، معاشی، معاشرتی، سیاسی ہر طرح سے مکمل آزادی حاصل ہے جو جنوبی ایشائی خطے کے کسی بھی ملک میں ان کو حاصل نہیں ہے۔

خلاصہ باب:

حاصل کلام یہ ہے کہ پاکستان میں ہندو نہ صرف قیام پاکستان کے بعد بلکہ جغرافیائی لحاظ سے قیام پاکستان سے پہلے بھی موجود تھے کہ جن کی پاکستان میں آبادی کے آثار اس بات کا ثبوت ہیں۔ لیکن اگر تاریخی اصطلاح میں پاکستان میں ہندو اقلیت کی تاریخ و آبادکاری کو دیکھا جائے تو اس کا کوئی مثبت اور ٹھوس ثبوت نہیں ملتا کہ یہ قوم ہندوستان میں کب آئی اور آبادکاری قائم کی۔ لیکن ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں جو حکایات وواقعات موجود ہیں ان کے مطابق کوئی بھی واقعہ صحت کے ساتھ ثابت کرنا انتہائی مشکل ہے۔ لیکن پاکستان بننے کے بعد اس خطے میں ہندو بطور اقلیت سامنے آئے اور ان کے لئے اقلیت کا لفظ استعمال کیا جانے لگا اس وقت پاکستان میں ہندو تمام شہروں میں مقیم ہے لیکن ان کی سب سے زیادہ آبادی سندھ میں ہے اور انہیں بھی ہر طرح کی مذہبی، معاشی، معاشرتی، سیاسی آزادی حاصل ہے چنانچہ کہا جاسکتا ہے کہ پاکستان میں رہتے ہوئے ان کا اسی طرح خیال رکھا گیا جیسے مسلم شہریوں کے حقوق کی پاسداری کی گئی ہے اور یہ عیاں ہے کہ اگر موجودہ ہندو اقلیت کے حقوق کا پاکستان میں خیال نہ رکھا جاتا تو اتنی بڑی اقلت پاکستان میں موجود نہ ہوتی۔

اگر اموی عباسی، سلاطین دہلی اور مغلیہ عہد میں مسلم ہندو تعلقات پر نظر دوڑائی جائے تو مسلمانوں اور ہندوؤں کے تعلقات ہر دور میں اچھے رہے ہیں عرب باشندے جب ہندوستان میں آئے تو ان کا مقصد تجارت تھا محمد بن قاسم جب سندھ آیا اور فتح سندھ کے بعد ہندوؤں سے بہت اچھا سلوک کیا۔ محمود غزنوی جو کہ بت شکن کے لقب سے مشہور ہیں لیکن ان کے دور میں بھی ہندوؤں سے اچھے تعلقات کو سراہا گیا۔ شیر شاہ سوری کے دور حکومت میں تو پیدل چلنے والے سپاہیوں کی پوری فوج ہندو اقلیت سے تعلق رکھتی تھی سلاطین دہلی کے عہد حکومت میں مسلم ہندو تعلقات اس حد تک تھے کہ مسلمان اور ہندو ایک دوسرے کے مذہبی تقریبات میں جاتے اور سلاطین دہلی نہ صرف تقریبات میں جاتے بلکہ ان کا باقاعدہ انعقاد بھی کرواتے جبکہ عصر حاضر میں بھی مسلمانوں اور ہندوؤں کے اچھے تعلقات قائم ہیں لاہور کراچی اور دیگر بڑے شہروں میں ہندو تاجر انڈیا سے مصنوعات منگواتے اور انکی خرید و فراخت کا کام سرانجام دیتے ہیں ہندو اولیاء کرام سے دلی عقیدت رکھتے ہیں اور انکے مزارات پر جاتے اور سالانہ عرس میں شمولیت اختیار کرتے ہیں اسکے ساتھ ساتھ مسلمان بھی ہندوؤں کے مذہبی تہواروں مثلاً ہولی دیوالی میں جاتے ہیں اسکے ساتھ ساتھ ہندوؤں کے ساتھ اس حد تک سیاسی تعلقات موجود رہے ہیں کہ جوگندر ناتھ کو پاکستان کی پہلی اسمبلی کا عارضی صدر منتخب کیا گیا لہذا تاریخی واقعات بھی یہ ضمانت دیتے ہیں کہ ہر دود میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے بہت اچھے تعلقات قائم رہے ہیں۔

پاکستان میں ہندو اپنی قابلیت اور معیارِ تعلیم کے مطابق مختلف شعبہ ہائے زندگی میں کام سر انجام دے رہی ہے۔ چاہے یہ سرگرمیاں مذہب سے وابستہ ہوں، سیاست سے ہوں یا معاشرت سے، سب میں انہیں نمایاں مقام حاصل ہے۔ قیام پاکستان کے وقت جوگندر ناتھ منڈل جن کا تعلق ہندو مت سے تھا پاکستان کے بانیوں میں سے ایک تھے جنہیں پاکستان کی آئین ساز اسمبلی کے پہلا عارضی صدر منتخب کیا گیا اور ساتھ ہی ہندو اقلیت کے افراد معاشرتی سرگرمیوں میں بھی حصہ لے رہے ہیں اپنی اور معاشرے کی بہبود کے لئے مختلف غیر سرکاری ادارے جن میں پاکستان ہندو کونسل، ہندو سجاگ تحریک اور ہندو دلت تحریک وغیرہ شامل ہے میں کام کر رہے ہیں جس سے نہ صرف ہندوؤں بلکہ معاشرے کی تعمیر و ترقی میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اور ساتھ ہی ہندو کمیونٹی نے پاکستان میں رہتے ہوئے تعلیم کے شعبے میں اپنی خدمات انجام دینے کے ساتھ طب، صحافت، ذرائع ابلاغ، دفاع، زراعت اور متعدد شعبوں میں قابلِ ذکر خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ چنانچہ پاکستان میں رہتے ہوئے ہندو اقلیت نہ صرف اپنے لئے بلکہ ملک و قوم کی خوشحالی کے لئے بھی نمایاں کردار ادا کر رہی ہے۔

جنوبی ایشائی ممالک میں ہندو ایک بڑی تعداد موجود ہے ان ممالک میں پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش، نیپال، سری لنکا، مالدیپ اور بھوٹان شامل ہے ان ممالک میں کہیں ہندو بطور اقلیت تو کہیں بطور اکثریت مثال کے طور پر بھارت اور نیپال میں ہندو بطور اکثریت موجود ہیں جبکہ باقی جنوبی ایشائی ممالک میں بطور اقلیت۔ ان ممالک میں جہاں ہندوؤں کو حقوق حاصل ہیں اور ان کے لئے قانون سازی کی گئی تو وہی پر انکے کئی حقوق غصب کئے جاتے ہیں پاکستان جہاں ہندو بطور اقلیت کے موجود ہیں ان کو قیام پاکستان کے وقت تمام حقوق دیئے گئے اس کے باوجود پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کی عبادت گاہوں کو نقصان پہنچایا گیا ہندو تاجروں کا اغواء جیسے مسائل پیدا ہو رہے ہیں لیکن ان مسائل کے باوجود بھی پاکستان کی قومی اسمبلی میں ان کے حقوق کے لئے آواز بلند کی گئی اور ہندوؤں کے لئے باقاعدہ قانون سازی کی گئی جس کا مقصد پاکستان میں ہندو اقلیت کو حقوق فراہم کرنا اور انکے تحفظ کو یقینی بنانا ہے۔

باب دوئم

پاکستان میں ہندوؤں کے مذہبی حقوق

فصل اول: مذہبی آزادی

فصل دوئم: رسم ورواج اور تہواروں کا تحفظ

فصل سوئم: عبادت گاہوں کا تحفظ

فصل چہارم: ہندوؤں کو درپیش مذہبی مسائل اور ان کا حل

فصل اول

مذہبی آزادی

اسلامی جمہوریہ پاکستان جس کی بنیاد اسلام پر رکھی گئی جس میں قیام پاکستان سے لے کر اب تک اقلیتوں کے حقوق کا خیال رکھا گیا اور انکے حقوق کو واضح کیا گیا اگرچہ مملکت پاکستان میں رہتے ہوئے اقلیتوں کے لئے کوئی الگ سے قانون سازی نہیں کی گئی تھی لیکن قرآن وحدیث کو بنیاد بناء کر انکے حقوق کا خیال رکھا گیا ہے۔ پاکستانی معاشرے میں جس طرح ایک مسلمان کو مذہبی آزادی ہے، اسی طرح پاکستان میں موجود تمام اقلیتوں کو عقیدے کی آزادی ہے کہ وہ اپنی دینی تعلیمات اور مذہبی شعائر کے مطابق گزر بسر کر سکتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہندوؤں کے مذہبی حقوق:

قرآن وحدیث میں کسی ایک غیر مسلم قوم کو نہیں بلکہ وہ تمام غیر مسلم جو مسلم اکثریتی آبادی میں رہتے ہیں جنہیں اقلیت کا درجہ حاصل ہے انکے حقوق وواجبات کا خیال رکھا گیا ہے اسی قانون کے تحت پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کے حقوق کا بھی خیال رکھا گیا ہے خاص طور پر انکے بنیادی حقوق کا خیال رکھا گیا ہے جن میں مذہبی حقوق بھی شامل ہیں جب پاکستان میں رہتے ہوئے ہندوؤں کے اتنے واجبات کا خیال رکھا گیا ہے تو ساتھ ہندو اقلیت پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہے کہ وہ ملک پاکستان میں رہتے ہوئے اپنے فرائض کو صحیح طور پر انجام لائیں تاکہ ملک میں امن و بھائی چارے کی فضاء قائم ہو۔ چنانچہ پاکستان میں رہتے ہوئے ہندو اقلیت کو درج ذیل مذہبی حقوق حاصل ہیں۔

اپنے مذہب پر قائم رہنے کا حق:

پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کو جو حقوق حاصل ہیں ان میں عقیدے اور مذہبی آزادی سر فہرست ہے پاکستان میں رہتے ہوئے ہندو بے خوف وخطر اپنی مذہبی تعلیمات ورسومات کو بجالا سکتے ہیں ان پر کسی بھی طرح کی کوئی پابندی نہیں لگائی جاسکتی وہ آزادانہ طور پر اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزار سکتے ہیں اور یہ حق نہ صرف ہندوؤں بلکہ دیگر اقلیتوں کو بھی حاصل ہے، ذمیوں کی مذہبی آزادی کے بارے میں قران پاک میں ارشاد ہے۔

﴿لا إِكراهَ فِي الدّينِ قَد تَبَيَّنَ الرُّشدُ مِنَ الغَيِّ﴾[1]

ترجمہ: دین کے معاملے میں زبردستی نہیں، ہدایت گمراہی کے معاملے میں بالکل واضح ہو چکی ہے۔

محمد طاہر القادری "دہشت گردی اور فتنہ خوارج" میں رقمطراز ہیں کہ

---

۱ سورۃ البقرہ: ۲/ ۲۵۶۔

"اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو زبردستی دائرہ اسلام میں داخل کرنے کے لئے اجازت نہیں دیتا چنانچہ غیر مسلم شہریوں کو دین اسلام میں داخل ہونے پر کسی زبردستی کا مظاہرہ نہیں کیا جائے گا کیونکہ مسلمانوں کے ہاں ایمان محض ایک کلمہ نہیں ہے جو زبان سے ادا کیا جاتا ہے یا محض ایسے افعال کا نام نہیں جو بدن سے ادا ہوتے ہیں بلکہ اسکی بنیاد دل کی تصدیق پر ہے، اس لئے دین کے معاملے میں زور زبردستی کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔"[1]

حافظ ابن کثیر اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"تم کسی کو دینِ اسلام میں داخل ہونے پر مجبور نہ کرو کیونکہ یہ دین واضح اور نمایاں براہین والا ہے اور یہ اس چیز کا محتاج نہیں کہ کسی کو جبراً اس میں داخل کیا جائے۔"[2]

اس آیت مبارکہ میں صریح الفاظ میں حکم ہے کہ خداوند تعالیٰ غیر مسلموں کے ساتھ زبردستی کا حکم نہیں دیتا بلکہ انہیں اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزارنے کی اجازت دی گئی۔ چنانچہ پاکستان میں رہتے ہوئے ہندو اقلیت کو بھی حق دیا گیا ہے کہ وہ اپنی زندگی اپنی مذہبی رسومات کے مطابق بسر کر سکتے ہیں ان پر کسی صورت میں بھی زبردستی اور رکاوٹیں عائد نہیں کی جائے گی۔

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ [3]

ترجمہ: (اے مسلمانو) یہ اللہ کے علاوہ جنہیں پکارتے ہیں اُنہیں گالی نہ دو، ورنہ یہ لوگ جہالت کی وجہ سے چڑ کر اللہ کو گالی دیں گے۔

﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ [4]

ترجمہ: "ایک دوسرے کو برے ناموں سے نہ پکارو۔"

اس آیت مبارکہ میں واضح ہے کہ مذہب اسلام نے ہمیشہ مسلمانوں کو حسن گوئی و حسن اخلاق کی ترغیب کی ہے اور یہ درس بھی دیتا ہے کہ دوسرے مذاہب کے معبودوں کو برا مت کہا جائے چنانچہ پاکستان میں رہتے ہوئے بطور مسلم اکثریتی آبادی اور دیگر اقلیتوں کو یہ حق میسر نہیں کہ وہ ہندوؤں کے معبودوں یا ان کے خلاف نازیبا الفاظ کا استعمال کریں۔

---

۱ دہشت گردی اور فتنہ خوارج، محمد طاہر القادری، منہاج القرآن پبلیکشنز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۲۲۸۔

۲ تفسیر ابن کثیر، جلد اول، ص ۴۲۴۔

۳ سورۃ الانعام: ۶/ ۱۰۸۔

۴ سورۃ الحجرات: ۴۹/ ۱۱۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

﴿لکم دِيْنُكُمْ وَلِیَ دِيْنِ﴾ [1]

ترجمہ: تمہارے لئے تمہارادین میرے لئے میرا دین۔

جبری مذہب تبدیلی کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴾ [2]

ترجمہ: پھر کیا آپ لوگوں کو مجبور کریں گے حتٰی کہ وہ ایمان لے آئیں۔

اسلامی نقطہ نظر سے اس سے بڑی مذہبی آزادی اور مذہبی حق کیا ہو سکتا ہے کہ کتابِ روشن میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں تو دوسری جگہ فرمایا کہ تمہارے لئے تمہارا دین میرے لئے میرا دین یعنی بغیر کسی جبر واکراہ کے اپنے الگ دین پر قائم رہ سکتے ہیں چنانچہ نہ صرف ہندوؤں بلکہ تمام غیر مسلم کو یہ حق دیا کہ وہ اپنے دین کے مطابق بغیر کسی زبردستی کے زندگی گزار سکتے ہیں۔

شبیہہ کی آزادی:

ملک پاکستان جو کہ دین اسلام کے سنہری اصولوں پر بنایا گیا جس میں شہریوں کو ہر طرح کی آزادی عطا کی گئی ۔چاہے اس آزادی کا تعلق انکے رہن سہن سے ہو یا مذہب سے اور وہ تمام بنیادی حقوق دیئے گئے جو ایک عام شہری کا حق ہے پاکستان میں اقلیتوں کو دیکھا جائے تو پاکستان ایک پھولوں کے گلدستے کی مانند معلوم ہوتا ہے ایسا گلدستہ جس میں ہر رنگ کے پھول موجود ہو گویا پاکستان میں بھی ہر رنگ اور مذہب کے افراد موجود ہیں جو اپنا الگ تشخص برقرار رکھے ہوئے ہیں اسطرح ہندو مذہب کو بھی مکمل آزادی حاصل ہے کہ وہ جس طرح چاہیں اپنے مذہب کی پیروی کر سکتے ہیں انہیں بھی ملک پاکستان میں رہتے ہوئے شبیہات اور شعائر کی پوری آزادی حاصل ہے شبیہہ کسی بھی مذہب کی علامت کو کہا جاتا ہے چنانچہ ہندو مذہب کی شبیہات بعض اوقات انکی مورتیاں ہیں جبکہ شعائر میں عبادات، مذہبی رسومات ہولی، دیوالی، سواستک، زرد رنگ کے کپڑے پہننا، وشنو کے ہاں ماتھے پر سفیدی لگانا وغیرہ شامل ہیں غرضیکہ ہندوؤں کو پاکستان میں اپنے شعائر اور شبہیات کی مکمل آزادی حاصل ہے جبکہ اسلام میں مذہبی علامات کے لئے شبیہہ کی بجائے شعار کا لفظ استعمال ہوا ہے ارشاد باری ہے

---

١ سورۃ الکافرون:١٠٩/٦۔

٢ سورۃ یونس:١٠/٩٩۔

﴿ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴾[1]

ترجمہ: بے شک (کوہ) صفا اور مروہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں۔ تو جو شخص خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ دونوں کا طواف کرے۔ (بلکہ طواف ایک قسم کا نیک کام ہے) اور جو کوئی نیک کام کرے تو خدا قدر شناس اور دانا ہے۔

جس طرح صفاء و مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں جن پر مسلمان سختی سے کار پابند ہیں اسطرح پاکستان میں ہندو اقلیت کے رسم و رواج اور مذہبی رسومات جو انکی شبہیات میں سے ہیں جن پر وہ پاکستان میں رہتے ہوئے عمل کرتے ہیں چنانچہ ہندو ہر سال ہولی، دیوالی اور روزمرہ زندگی متعلقہ اپنی عبادات اور رسم و رواج کا پورے ذوق و شوق سے اہتمام کرتے ہیں اور ان کے مذہبی حقوق و مراعات اس امر کو واضح کرتے ہیں کہ انہیں پاکستان میں شبیہات کی پوری اجازت ہے اس سلسلے میں رئیس احمد جعفری اسلامی جمہوریت میں درج کرتے ہیں کہ۔

"جتنے عہدے نامے (معاہدے) غیر مسلموں سے کئے گئے۔ اُن میں جہاں انکی آزادی و تحفظ مال کو قبول کیا گیا ہے وہاں انکے عقائد اور شعائر کی آزادی بھی مانی گئی ہے۔"[2]

عدل و انصاف کا حق:

جہاں تک ہندوؤں کے ساتھ انصاف کا تقاضا ہے تو جس طرح مسلمان آپس میں عدل و انصاف کرتے ہیں اور مسلمانوں پر یہ ذمہ داری عائد ہے کہ وہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ بھی عدل و انصاف کریں۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَن تَعْدِلُوا ۚ وَإِن تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴾[3]

ترجمہ: اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور خدا کے لئے سچی گواہی دو خواہ (اس میں) تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی ہو۔ اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو خدا ان کا خیر خواہ ہے۔ تو تم خواہش نفس کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا۔ اگر تم پیچیدہ شہادت دو گے یا (شہادت سے) بچنا چاہو گے تو (جان رکھو) خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔

---

۱ سورۃ البقرہ:۲/۱۵۸۔

۲ اسلامی جمہوریت، رئیس احمد جعفری، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، جلد اول، ص ۱۷۱۔

۳ سورۃ النساء:۴/۱۳۵۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴾[1]

ترجمہ: اے ایمان والو! خدا کے لیے انصاف کی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جایا کرو۔ اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیز گاری کی بات ہے اور خدا سے ڈرتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔

چنانچہ ان آیات میں اہل ایمان کو تلقین کی گئی کہ وہ لوگوں کے درمیان انصاف قائم کریں اور ان کے انصاف کا واسطہ صرف مسلمانوں سے نہیں بلکہ تمام انسانیت کے ساتھ ہونا چاہئے جن میں امیر غریب مسلم غیر مسلم، ذمی سب شامل ہیں گویا اسی اصول کے مدِ نظر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں رہتے ہوئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ہندو اقلیت کے ساتھ عدل و انصاف کی فضاء قائم کریں اور ان کے ساتھ عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے گردونواح میں امن و امان قائم کریں۔

مذہبی رواداری:

اور جہاں تک ہندوؤں کے ساتھ مذہبی رواداری کی نسبت ہے تو میثاقِ مدینہ غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کے لئے بنیادی اساس کی حیثیت کے حامل ہے جس میں غیر مذہب افراد کے ساتھ مذہبی رواداری اور آزادی کے اصول مرتب ہوئے جس کی وجہ سے قبائلی تعصب کا خاتمہ ہوا اور عالمگیر بھائی چارے کا تصور قائم ہوا ہے۔

نامور سیرت نگار محمد حسین ہیکل اس معاہدے کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہ وہ تحریری عہد ہے جس کی وجہ سے محسن انسانیت حضرت محمدؐ نے آج سے چودہ سو سال پہلے ایسا منضبط انسانی معاشرے کو استوار کیا جس میں فریقین کو اس معاہدہ کے مطابق ہر فرد اور ہر گروہ کو اپنے مذہب اور عقائد کی آزادی کا حق حاصل ہوا اور جس سے انسانی حیات کی حرمت قائم ہوئی۔"[2]

چنانچہ پاکستان میں رہتے غیر مسلم افراد کو بھی مکمل مذہبی آزادی ہے یعنی اقلیتوں کو مکمل مذہبی آزادی دی گئی کہ وہ اپنے عقیدے اور مذہب کے اعتبار سے زندگی بسر کرسکتے ہیں اس لئے ہندوؤں کو بھی پاکستان میں رہتے ہوئے مذہبی

---

۱ سورۃ المائدہ:۵/۸۔

۲ حیات محمدؐ، محمد حسین ہیکل، مطبعۃ النھضتہ العصریہ، قاہرہ، ۱۹۴۷ء، ص ۲۲۷۔

رواداری حاصل ہے اور قوانین پاکستان اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ہندوؤں کے لئے مذہبی رواداری، آزادی و انصاف، امن و سلامتی کا ہر جوہر اس میں نمایاں ہے۔

آئین پاکستان کی روشنی میں ہندو اقلیت کے مذہبی حقوق:

وطنِ عزیز میں اقلیتوں کو ہر دور میں مذہبی آزادی حاصل ہوئی ہے اور ہندو اقلیت کے مذہبی حالت نہ پہلے خراب تھی نہ اب موجودہ دور میں، قیام پاکستان کے وقت قائد اعظم محمد علی جناح نے قوم سے خطاب کیا اس قوم میں صرف مسلمان ہی شامل نہیں تھے بلکہ تمام اقلیتیں شامل تھیں جن میں ہندو، سکھ اور دیگر شامل تھے ان سے خطاب کرتے وقت اس بات کو یقینی بنایا کہ آپ سب پاکستان میں رہتے ہوئے آزاد ہیں، آپ آزاد ہیں اپنے مندروں میں جانے کے لئے، آپ آزاد ہیں اپنی مسجدوں میں جانے کے لئے چنانچہ آپ نے اپنے بیان میں باقاعدہ ہندوؤں کو انکی مذہبی آزادی کا یقین دلایا اس کا مقصد یہ تھا کہ اس وقت دو قومی نظریے کے مخالفین اور بیرونی سازشیں ہندو اقلیت میں یہ انتشار پھیلانے کی کوشش کر رہے تھے کہ انہیں پاکستان میں رہتے ہوئے مکمل مذہبی اور باقی آزادی حاصل نہیں ہو گی لیکن قائد اعظم محمد علی جناح نے قوم سے خطاب کرتے ہوئے اس بات کا یقین دلایا کہ انہیں پاکستان میں رہتے ہوئے مکمل مذہبی آزادی حاصل ہو گی۔

آئین پاکستان کے تحت پاکستان میں موجود ہر شہری کو مذہبی آزادی کہ وہ اپنی دینی تعلیمات کی بدولت اپنے عبادت خانوں میں جاسکتے ہیں اور اپنے رسم و رواج کے مطابق زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ یہاں ہر شہری سے مراد صرف مسلمان نہیں بلکہ تمام اقلیتیں جن میں ہندو ایک بڑی اقلیت کے طور پر موجود ہے انہیں بھی آئین پاکستان کی رو سے تمام پاکستانی شہریوں کی طرح مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے کہ وہ پاکستان میں رہتے ہوئے مذہبی تعلیمات کو بجالا سکتے ہیں آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲۰ کے تحت کوئی بھی شخص کسی دوسرے کے مذہبی آزادی کو نہیں چھین سکتا۔

"Freedom to profess religion and to manage religious institutions. Subject to law, public order and morality:

(a) Every citizen shall have the right to profess, practice and propagate his religion, and

(b) Every religious denomination and every sect there of shall have the right to establish, maintain and manage its religious institutions."[1]

ترجمہ: (مذہب کو فروغ دینے اور مذہبی اداروں کو منظم کرنے کی آزادی، قانون، عوامی حکم اور اخلاقیات کے مطابق:

۱. ہر شہری کو اسکے مذہب کا اقرار، عمل، اور تبلیغ کرنے کا حق حاصل ہو گا، اور

۲. ہر مذہبی فرقے کو اجازت ہو گی کہ وہ اپنے مذہبی ادارے قائم کرے اور انہیں منظم اور برقرار رکھنے کا انتظام کرے۔)

---

1 Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973, Sh Shaukat Mahmood Advocate, Legal Research Center, Lahore, Pakistan,1992, 2nd edition, P.133.

ابو الاعلیٰ مودودی اپنی کتاب اسلامی ریاست میں ذمی کے مذہبی حقوق پر لکھتے ہیں:

"قومی شعائر اور مذہبی مراسم کو ملک میں اعلان و اظہار کے ساتھ ادا کرنے کے متعلق اسلامی قانون یہ ہے کہ اہل الذمہ خود اپنی بستیوں میں مکمل آزادی کے ساتھ ادا کر سکیں گے البتہ خالص اسلامی آبادی میں اسلامی حکومت کو یہ اختیار ہو گا کہ انہیں اس کی آزادی دے یا کسی قسم کی پابندی عائد کرے۔"[1]

جبری تبدیلیِ مذہب سے متعلق پاکستانی قانون اور اسکا پسِ منظر:

گذشتہ چند سالوں سے ہندو اقلیت خاص طور پر پاکستان میں موجود ہندو اور عیسائی اقلیت کے جبری مذہب تبدیلی کے واقعات کی رپورٹس سامنے آ رہی ہیں کہ "پاکستان میں اقلیتوں سے جبری مذہب تبدیل کروایا جاتا ہے اور ان کے لئے جبری مذہب تبدیلی کی روک تھام کے لئے کسی قسم کے کوئی حکومتی اقدامات نہیں کئے گئے۔"[2] تاہم حال ہی میں نومبر ۲۰۱۶ میں سندھ اسمبلی نے جبری مذہب تبدیلی کے خلاف اتفاقِ رائے سے بل منظور کیا جو کہ اس سے پہلے ۲۰۱۵ء میں سندھ اسمبلی میں پیش کیا گیا تھا یہ پاکستان میں اقلیتی تحفظ اور انسانی حقوق کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا تھا تاہم اس بل کی شدید مخالفت کی گئی ۲۲ مارچ ۲۰۱۹ گھوٹکی میں دو نابالغ ہندو لڑکیوں کو مبینہ طور پر اغوا کر کے زبردستی اسلام قبول کرنے کے بعد، ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان (ایچ آر سی پی) نے سندھ اسمبلی سے مطالبہ کیا کہ وہ جبری تبدیلیِ مذہب کی روک تھام کے لئے سنجیدہ اقدامات اٹھائے اور اس بل کو منظور کرے چنانچہ پاکستان میں جبری مذہب تبدیلی کے واقعات کی روک تھام کے لئے پاکستان سندھ اسمبلی میں ۲۰۱۹ء میں جبری مذہب تبدیلی ترمیمی بل پیش کیا گیا جو کہ مسلم لیگ کے اقلیتی رکن نند کمار گوکلانی کی طرف سے پیش کئے جانے والے بل کو ڈاکٹر کھٹومل جیون نے سندھ اسمبلی میں متعارف کروایا جو کہ اتفاق رائے سے منظور کر لیا گیا، اس بل کے تحت جبری مذہب تبدیلی اور زبردستی شادی کروانے والے کو ۲۰ سال قید کی سزا سنائی جائے گی نیز بل میں یہ بیان کیا گیا کہ مذہب تبدیلی کے لئے عمر کی حد متعین کی گئی جو کہ کم از کم ۱۸ سال ہے یعنی مذہب تبدیل کرنے کے لئے ۱۸ سال عمر کا ہونا ضروری ہے اس سے کم عمر افراد کو جبری اسلام قبول نہیں کرایا جا سکتا۔

Protection of Persons against forced Religious Conversion Bill, 2019.
"5. Definition of Forced Conversion.
Forced Conversion means forcing a person to adopt another religion under duress, force coercion or threat.[3]"

---

۱ اسلامی ریاست، ابو الاعلیٰ مودودی، مکتبہ اسلامی پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۹۸ء، جلد دوم، ص ۶۱۰۔

2 Minority Rights Group International, World Directory of Minorities and Indigenous PeoplesPakistan:Hindus,June2018, https://www.refworld.org/docid/49749cd23c.html [accessed 11-06-2019].

3 Protection of Persons against forced Religious Conversion Bill, 2019, section.5.

ترجمہ: جبری مذہب تبدیلی کا مطلب ہے کہ کسی شخص کو ناجائز تشدد، دباؤ اور دھمکی کے تحت کسی دوسرے مذہب کے اپنانے کے لئے مجبور کرنا۔

حکومت کا کردار:

اس بل کے تحت حکومت پاکستان جبری مذہب تبدیلی کی روک تھام کے لئے درج ذیل ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

3. "Role of Government.

Government shall ensure that.

a) A notification is issued to all law enforcement agencies relevant bodies institutions, committees and commiessions to ensure the enforcement of this act.

b) This act and contents therefore receive wide publicity through electronic and print media in english and urdu.

c) Effective protocols are formulated by the concerned Ministries and Departments which may include those relating to minorities. health. education. women, social welfare and labour , to address the issue of forced conversion and that the same are periodically revised;

(e) Support services which shall include but not be limited to shelter, legal aid, medical aid etc. are made available for the support of victim;

(f)Shelters specifically for victims of forced conversions are available;

(g) Specific courts are notified to hear cases of forced conversion and until such notifications are issued. courts of competent jurisdiction shall hear all cases falling under this Act."[1]

(الف) اس قانون کے نفاذ کو یقینی بنانے کے لئے قانون نافذ کرنے والے تمام متعلقہ اداروں، کمیٹیوں کو ایک نوٹیفکیشن جاری کیا جائے گا۔

(ب) اس فعل اور مندرجات کو الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ انگریزی اور اردو زبان میں وسیع پیمانے پر تشہیر حاصل ہو گی۔

(ج) متعلقہ وزارتوں اور محکموں کے طرف سے مؤثر پروٹوکول تشکیل دیا جائے گا جن میں اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کی صحت، تعلیم، عورتوں کی سماجی فلاح، مزدوری و جبری تبدیلی کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے اور اس میں معیاری طور پر ترمیم کی جائے گی۔

(د) معاون خدمات جن میں پناہ، قانونی امداد، طبی امداد وغیرہ شامل ہیں صرف متاثرہ شخص تک محدود نہیں بلکہ متاثرہ شخص کی مدد کرنے والے کو بھی دستیاب ہوں گی۔

(ح) زبردستی مذہب تبدیل کرنے والے متاثرین کے لئے پناہ گاہیں دستیاب ہیں۔

1 Protection of Persons against forced Religious Conversion Bill, 2019,section 3.

(خ) جبری طور پر تبادلوں کے معاملات سننے کے لئے مخصوص عدالتوں کو مطلع کیا جاتا ہے اور جب تک نوٹیفیکیشن جاری نہیں کیے جاتے ہیں۔ مجاز دائرہ اختیار کی عدالتیں اس ایکٹ کے تحت آنے والے تمام مقدمات کی سماعت کریں گی۔

(3) "The government shall provide additional budget, infrastructure, resources and staff for the commission, committee or institution notified under sub section 2."[1]

(۳) حکومت ذیلی دفعہ ۲ کے تحت مہیا کردہ کمیشن، کمیٹی یا ادارے کے لئے اضافی بجٹ، انفراسٹرکچر، وسائل اور عملہ مہیا کرے گی۔

مذہب تبدیلی کی عمر:

اس بل میں اقلیتوں کو جبری مذہب تبدیلی کا تحفظ دینے کے ساتھ مذہب تبدیلی کے لئے عمر کی حد بھی مختص کی گئی ہے جس کے تحت:

1." Age of Conversion.-

(I) No person shall be deemed to have changed their religion until they attain the age of majority.

(2) Any minor who claims to have changed their religion before attaining majority shall not be deemed to have changed their religion and no action shall be taken against him or her for any such claim or action made by the minor.

(3) Nothing in sub-sections (l) and (2) shall extend to circumstances where the parents for guardians of the minor decide to change the religion of the family."[2]

(1) کوئی بھی شخص اپنا مذہب تبدیل نہیں کرے گا جب تک کہ وہ بلوغت کی عمر حاصل نہ کرلیں۔

(2) کوئی بھی نابالغ جو بلوغت سے قبل اپنے مذہب میں تبدیلی کا دعویٰ کرتا ہے اس کا مذہب تبدیل نہ کیا جائے اور نابالغ کے دعوے یا عمل کے سبب اس کے خلاف کوئی چارہ جوئی نہیں کی جائے گی۔

(3) ذیلی سیکشن (ا) اور (۲) میں کسی بھی طرح کے حالات میں توسیع نہیں کی جاسکتی ہے یہاں تک کہ نابالغ بچوں کے سرپرست مذہب کو تبدیل کرنے کا فیصلہ کرسکتے ہیں۔

اس کے ساتھ اس ایکٹ کے تحت اگر کوئی شخص کسی اقلیتی فرد کو زبردستی مذہب تبدیل کرواتا ہے تو اس کے خلاف کاروئی کی جائے گی اس ایکٹ کی رو سے:

جبری مذہب تبدیل کروانے کے لئے سزا:

6. Punishment for Forced Conversion.

(1)" Any person who forcefully converts another person in a manner defined in Section 5 of this Act shall be liable to imprisonment of either description for a term which shall no1 be less than five years and shall also be liable to fine.

---

1 Protection of Persons against forced Religious Conversion Bill, 2019,section 3(3).

2 Protection of Persons against forced Religious Conversion Bill, 2019, Section 1.

Provided that money charged as a fine shall be paid to the victim."[1]

(۱) کوئی شخص جو اس ایکٹ کے سیکشن ۵ میں بیان کردہ انداز میں کسی دوسرے شخص کو زبردستی مذہب تبدیل کرواتا ہے، وہ اس مدت کے لئے قید کا پابند ہو گا جو پہلی صورت میں پانچ سال سے کم ہو اور اسے جرمانہ بھی ادا کرنا ہو گا۔

بشرطیکہ وہ رقم جو جرمانے کے طور پر وصول کی جاتی ہے متاثرہ شخص کو ادا کر دی جائے گی۔

تبدیلیِ مذہب کے لئے عمر کی حد: ایک جائزہ

اس ایکٹ کے تحت ہندو اقلیت کو یہ حق دیا گیا کہ کوئی بھی شخص ہندو کمیونٹی کو زبردستی مذہب تبدیل کرانے پر **مجبور نہیں** کر سکتا اور نہ ان کے ساتھ کسی ظالمانہ سلوک کا مظاہرہ کر سکتا ہے عام طور پر پاکستان میں آئے دن ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں کہ جس میں ہندو لڑکیوں کو اغواء کر کے جبری تبدیلِ مذہب کے بعد ان سے نکاح کیا گیا ہے اور اس کے برعکس ہندو لڑکیوں نے خود بھی اپنی مرضی سے مذہب تبدیل کر کے شادی کی ہے چنانچہ ان واقعات کی روک تھام کے لئے یہ ایکٹ منظور ہوا۔ اس ایکٹ کا اسلامی تعلیمات کی دائرے میں بغور مطالعہ کیا جائے تو اسلام بھی غیر مسلموں کو حق دیتا ہے کہ دین کے معاملے میں ان سے زبردستی نہ کی جائے ۔ جہاں اس ایکٹ سے سب کا اتفاق ہے کہ یہ ایکٹ ہندو اقلیت کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے بنایا گیا تو وہی پر اس سے اختلاف بھی ہے کہ جس میں یہ کہا گیا کہ کوئی بھی ہندو چاہے وہ مرد ہو یا عورت، اس عرصے تک مذہب تبدیل نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ بلوغت کی عمر کو نہیں پہنچتا۔ اس ایکٹ کی رو سے دو نقاط سامنے آتے ہیں پہلا شادی کے لئے بلوغت کی حد اور دوسرا مذہب تبدیل کرنے کے لئے عمر کی حد۔ جہاں تک شادی کے لئے بلوغت کی حد کا تعلق ہے تو اس کیلئے بلوغت کا ہونا ضروری ہے جس پر سب کا اتفاق ہے اور جہاں تک مذہب تبدیل کرنے کے لئے بلوغت کی حد رکھی گئی ہے تو اس سے اختلاف کیا جا سکتا ہے کہ کوئی بھی شخص چاہے وہ مرد ہو، یا عورت اور عمر کے کسی بھی حصے میں ہو، ذی شعور ہو، اچھائی اور برائی میں فرق کر سکتا ہو اور اپنی زندگی سے متعلقہ باقی فیصلے خود کر سکتا ہو مثلاً تعلیم، روزگار، شادی وغیرہ تو اس کے لئے مذہب تبدیل کرنے کے لئے عمر کی حد کا ہونا ضروری نہیں۔ چنانچہ یہ قانون اسلامی تعلیمات کے موافق نہیں ہے۔ (child marriage restraint act 1929) جس میں شادی کی کم از کم عمر ۱۶ سال تھی لیکن معاشرے میں بڑھتی ہوئی طلاق کی شرح اور خانگی مسائل کی روک تھام کے لئے حال ہی میں اس ایکٹ میں ترمیم کی گئی اور شادی کی کم سے کم عمر کو ۱۶ سے بڑھا کر ۱۸ سال کر دیا گیا۔[2] چنانچہ اسی ایکٹ کی وجہ سے جب ہندوؤں کے لئے قانون سازی کی گئی تو اسی کی مناسبت سے ۱۸ سال عمر کی حد مختص کی گئی کیونکہ جبری تبدیلی مذہب اور جبری شادی کے واقعات

---

1 Protection of Persons against forced Religious Conversion Bill, 2019, Section 6.

2 http://www.senate.gov.pk /documents/1545206929_909. [accessed 22-02-2021].

ساتھ ساتھ رونماہوتے ہیں اس لئے ان واقعات کی روک تھام کے لئے عمر کی حد مختص کی گئی۔اس ایکٹ کے بننے سے پہلے مسلم اکثریتی عوام پر یہ الزام تراشی کی جاتی ہے کہ ان کی جانب سے ہندو اقلیتی عوام کو جبر اتبدیلی مذہب پر اکسایا جاتاہے لیکن اس ایکٹ کے بننے کے بعد نہ صرف ہندو بلکہ مسلمانوں پر بھی صادر الزامات کا ازالہ ہوا ہے

آئینِ پاکستان اور ہندو میرج ایکٹ کا مجموعی طور پر مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آئینِ پاکستان میں کمیونٹی کے تحفظات کے لئے قانون بنائے گئے۔ لیکن حالات کے پیشِ نظر اور ہندوؤں کے درپیش مسائل کے حل کے لئے باقاعدہ میرج ایکٹ بنایا گیا جس کا مقصد پاکستانی معاشرے میں ہندو عورت کو وہی مقام و مرتبہ دینا ہے جو پاکستان میں رہتے ہوئے ایک مسلم عورت کو حاصل ہے ۔ اگر صحیح معنوں میں ہندو میرج ایکٹ کی پیروی کی جائے تو پاکستانی معاشرے میں بڑی حد تک ہندوؤں کے درپیش مسائل مثلاً جبری تبدیلیِ مذہب، جبری شادی اور اغواء جیسے مسائل پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

فصل دوئم

رسم ورواج اور تہواروں کا تحفظ

پاکستان میں ہندو اقلیت کی جانب سے منعقدہ تہوار اور رسم ورواج پر انہیں مسلمانوں کی جانب سے تحفظ دینے کا رواج کئی دہائیوں سے چلا آرہا ہے اورنگ زیب عالم گیر کے زمانے میں ایک یورپی سیاح پچیس برس ہندوستان میں مقیم رہا، وہ اپنے سفر نامے میں لکھتا ہے کہ "ریاست کا مذہب اسلام ہے لیکن تعداد میں اگر دس ہندو ہیں تو ایک مسلمان ہے ہندوؤں کے ساتھ پوری رواداری کا سلوک کیا جاتا ہے وہ اپنے برت رکھتے ہیں اور تہواروں کو اسی طرح مناتے ہیں جس طرح اگلے زمانے میں منایا کرتے تھے۔"[۱]

پاکستان میں ہندو اقلیت کی جانب سے چھوٹے اور وسیع پیمانے پر مذہبی تہوار کا انعقاد کرتے ہیں ان میں بچوں سے لے کر بوڑھوں تک مرد وزن شرکت کرتے ہیں ان تہواروں میں نہ صرف ہندو برادری بلکہ دیگر مذاہب کے افراد بھی بڑی تعداد میں شرکت کرتے ہیں اور ہندوؤں کے ساتھ یکجہتی اور اظہار ہمدردی کا عملی نمونہ پیش کرتے ہیں ۔اگرچہ موجودہ ہندو دھرم دیکھا جائے تو یہ کسی خاص عقیدے یا مذہب کا نام نہیں ہے بلکہ تیوہاروں اور رسم ورواج کے مجموعے کا نام ہے اس نسبت سے ہندوؤں کے یہاں کافی تعداد میں تہوار منائے جاتے ہیں ویسے تو پاکستان میں موجود ہندو چھوٹے اور بڑے پیمانے پر بہت زیادہ تہوار مناتے ہیں لیکن پاکستان میں ہندو اقلیت کی جانب سے چند مشہور منعقدہ تہوار درج ذیل ہیں۔

ہولی تہوار و تعارف:

ہولی ہندو مذہب کے پیروکاروں کا ایک قدیم اور مشہور تہوار ہے جس کا آغاز برصغیر پاک وہند سے ہوا، لیکن یہ تہوار سب سے زیادہ بھارت اور نیپال میں منایا جاتا ہے، اس کے علاوہ جنوبی ایشائی اور مغربی ممالک جہاں ہندو بطور اقلیت کے موجود ہیں اس تہوار کا انعقاد کرتے ہیں ہولی محبت، رنگوں اور بہار کا تہوار کے ناموں سے بھی جانا جاتا ہے کیونکہ جب ہولی کا تہوار آتا ہے تو اس وقت سردی کا موسم ختم ہو رہا ہوتا ہے اور ہر طرف رنگ برنگے پھول کھلے ہوتے ہیں۔

پاکستان میں ہولی کا انعقاد:

ہندوؤں کے لئے ہولی تہوار کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ جو نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا میں جہاں ہندو مذہب سے تعلق رکھنے والے افراد موجود ہیں اس تہوار کا انعقاد بہت جوش وخروش سے کرتے ہیں پاکستان کے مختلف شہروں

---

۱ اسلام کا نظام امن، محمد ظفیر الدین ندوی، ص ۱۷۷۔

کراچی، ہزارہ، پشاور، راولپنڈی، حیدرآباد، سندھ کے متعدد مقامات جہاں ہندو اقلیت کے افراد چھوٹے اور بڑے پیمانے پر ہولی کے تہوار کو بہت خوشی سے مناتے ہیں جس میں ایک دوسرے کو رنگ لگانا، گھروں میں مختلف اقسام کے کھانوں کا اہتمام کرنا نیز ہولی سے متعلقہ تقریبات کا انعقاد کرنا وغیرہ شامل ہیں پاکستان میں کئی برسوں سے رہائش پذیر ہندو اقلیت کی وجہ سے اس تہوار میں نہ صرف ہندو بلکہ مسلمان اور دیگر اقلیتوں کے افراد نہ صرف شریک ہوتے ہیں بلکہ جوش وولولے کا پرچار کرتے بھی دیکھائی دیتے ہیں اس سال ہولی تہوار جو کہ ۲۰ مارچ کو منعقد کیا گیا اس کو پاکستان کے قومی دن کے ساتھ منسوب کیا گیا اور ہندو اقلیت کی جانب سے پرچم کشائی بھی کی گئی جو کہ ہندو اقلیت کی جانب سے اظہار یکجہتی اور ہم آہنگی کا منہ بولتا ثبوت ہے[1] چنانچہ ہندو اقلیت کا یہ رد عمل اس بات کو واضح کرتا ہے کہ وہ پاکستان میں انتہائی خوش وخرم زندگی بسر کرتے ہیں اور انہیں پاکستان میں رہتے ہوئے اسی طرح آزاد ہیں جس طرح پاکستان کی اکثریت عوام۔ ۱۹۴۷ سے لے کر ۲۰۱۶ء تک یعنی قیام پاکستان کے معرض وجود سے لے کر اب تک پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کے اس بڑے تہوار کے موقع پر سرکاری تعطیل کا اعلان نہیں کیا گیا تھا لیکن ۲۰۱۶ء میں پاکستان کی پارلیمنٹ میں ایک قرارداد پیش کی گئی جس کا ہدف یہ تھا کہ "ہولی کے موقع پر ہندوؤں کے لئے عام تعطیل کا اعلان کیا جائے کیونکہ یہ تہوار بھی ہندو اقلیت کے لئے اسی طرح اہمیت کا حامل ہے جیسا کہ مسلمانوں کے لئے عیدین، عید میلادالنبیؐ، عیسائیوں کے لئے کرسمس وغیرہ چنانچہ پاکستانی عوام نے اس فیصلے کو کھلے دل سے منظور کیا۔"[2]

ہولی کے تہوار کے موقع پر سندھی عوام کا یہ ماننا ہے کہ یہ تہوار صرف ہندوؤں کے لئے نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کے لئے بھی اسی طرح اہمیت کے حامل ہے کیونکہ اس کا مقصد آپس میں محبت اور ہم آہنگی کے رنگ بکھیرنا ہے اور اقلیتوں اور اکثریت عوام کا آپس میں ایک دوسرے کو امن اور اخوت کا پیغام دینا ہے۔ حال ہی میں "پاکستان میں منائی جانے والی ہولی جس کا انعقاد آغا سراج درانی کی قیادت میں پاکستان کی سندھ اسمبلی میں بھی کیا گیا جس میں سندھ اسمبلی کے تمام شرکاء نے شرکت کی اور اس موقع پر خوشی کا اظہار کیا اس کے ساتھ ساتھ تعلیمی اداروں میں بھی ہولی کے تہوار کے موقع پر ہندو طلباء اور طالبات کے ساتھ اظہار یکجہتی کا اظہار کیا گیا کہ سندھ یونیورسٹی جامشورو میں باقاعدہ ہفتے کے دن باقاعدہ ہولی کے تہوار کا اعلان کیا گیا اور سوموار کو ہولی کا تہوار منایا گیا۔"[3]

---

1 Pakistan Hindu Council dedicates upcoming Holi to Pakistan Day,The news, 14 july 2019. https://www.thenews.com.pk/latest/442258-pakistan-hindu-council-dedicates-upcoming-holi-to-pakistan-day [accessed 24-10-2019].

2 How the public Holiday on Holi Underscores bigotry in Pakistan, sadia Khatri,updated 24 march 2016, dawn news. https://www.dawn.com/news/1247663[accessed 24-10-2019].

3 Samaa news, March 16, 2019.

ہندو اقلیت سے تعلق رکھنے والی کرشمہ جو کہ NUST یونیورسٹی اسلام آباد میں میس کمیونیکیشن کی طالبعلم ہے اس کا کہنا ہے کہ اس نے ہولی کا تہوار اپنی مسلمان دوستوں کے ساتھ منایا اور ایک دوسرے کو اسی طرح رنگ لگائے جیسا کہ وہ اپنی کمیونٹی مناتے ہیں اور اسکا مزید کہنا تھا کہ

"My Muslim friends and hostel-mates did not let me feel that I am far away from my family on this eventful day," she exclaimed, adding that "this is what Pakistanis truly are, united, full of life, love and oblivious to any sort of differences."[1]

دیوالی:

دیپاولی لفظ سنسکرت زبان کے دو الفاظ کا مجموعہ ہے دیپ جس کے معنی چراغ یا روشنی کے ہیں اور ولی کے معنی قطار کے ہیں اس طرح دیپاولی کا مطلب دیپوں کی قطار یا "چراغوں کی قطار" کے ہیں۔[2] جبکہ دیوالی گجراتی، مراٹھی اور پنجابی زبان کا لفظ ہے۔

"ہندو عام طور پر دیوالی کو آٹھ حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

۱. **کرواچوتھ:** اس روز ہندو صفائی قلب یعنی دل سے کدورت نفرت، بغض اور دیگر رزائل کو دل سے نکال کر امن و آشا کا پیغام عام کرتے ہیں اور ساتھ تصویر کشی اور نئے برتنوں کا استعمال کیا جاتا ہے اس دن ہندو عورتیں اپنے خاوندوں کے لئے بھوجن اور دعا کرتی ہیں اس دن کرشن کی یاد میں "گووردھن پوجا" کی جاتی ہے۔ شادی شدہ لوگوں کے لیے یہ دن شُبھ مانا جاتا ہے۔

۲. **اہوئی اشٹمی:** اس روز ہندو عورتیں اپنے بیٹوں کی خیریت اور زندگی کے لئے دُعا اور بھوجن کرتی ہیں اور ان دونوں روز برت رکھتی ہیں۔

۳. **چھاردوادستی:** یہ دن گائے کی خیریت اور زندگی کا تہوار منایا جاتا ہے کیونکہ ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے کہ اسکی زندگی اور تندرستی پر ہی انسان کی زندگی کا انحصار ہے۔

۴. **دھن تیرس:** اس دن اناج کی حفاظت کا کام ایک تہوار یا رسم کی شکل میں کیا جاتا ہے اس دن لوگ اناج کی حفاظت کے لئے نئے برتنوں کی خریداری اور پھر اُن کا استعمال کرتے ہیں۔

۵. **نرک چودس یا روپ چودس۔** گھروں کی صفائی کا پہلا دن۔

---

1 Spotlight: Hindu community in Pakistan celebrates festival of colours with Zeal, Fervor, source Xinhua\ Imran Ali by Raheela Nazir,2-03-2018 http://www.xinhuanet.com/english/2018-03/02/c_137009290.htm [accessed 23-10-2019].

2 The Illustrated Encyclopedia of Hinduism, James G. Lochtefeld, Ph.D, The Rosen Publishing Group, Inc, New York, 2002,Volume 1, P.200-201.

۶. **دیوالی:** یہ ایک خاص دن ہے جس پر لوگ نئے کپڑے پہنتے ہیں شام کو دیے جلاتے ہیں پوجا کی تیاری، اور رات میں لکشمی پوجا کا اہتمام کرتے ہیں۔ دوست احباب کو مدعو کرنا تحفے تحائف پیش کرنا، تہوار کی نیک تمنائیں پیش کرنا اس دن کی خاصیت ہے۔

۷. **گوبردھن: ہندو** نئے اناج کے بعد مویشیوں کے نئے گوبر اور دودھ کا استعمال کرتے ہیں۔ اور اسے حفاظت کا دن منایا جاتا ہے۔

۸. **جم دوج:** یہ تمام انتظامات کی کامیابی کا آخری دن تصور کرتے ہیں۔ اس دن رشتہ داروں اور عزیزو اقارب کی خیر وعافیت کے لئے خصوصی دعائیں کی جاتی ہیں اس دن بہنیں اپنے بھائیوں کی پیشانی پر قشقہ کھینچتی ہیں اور دعائیں کرتی ہیں اس کو "بھائی دوج" کہا جاتا ہے۔ یہ دن بھائی بہنوں کے لیے مخصوص ہے۔ یہ تہوار رکشا بندھن کی طرح ہی ہوتا ہے۔"[۱]

پاکستان میں دیوالی کے تہوار کا انعقاد:

دیوالی ہندوؤں کے لئے ان کے مذہبی تہواروں میں سے ایک بڑا روشنیوں کا تہوار ہے جسے وہ لوگ بہت جوش وخروش سے مناتے ہیں۔ "پاکستان میں بسنے والے ہندو اپنے گھروں کو پھولوں، رنگولیوں، لائٹس اور دیا سے سجا کر دیوالی مناتے ہیں اور انکے لئے دیوالی کے دن پر عام تعطیل کی بجائے اختیاری چھٹی دی جاتی ہے تاہم، زیادہ تر دفاتر اور کاروبار کھلے ہوتے ہیں۔ پاکستان میں بسنے والی دیگر اقلیتوں اور مسلمانوں کی جانب سے دیوالی کے موقع پر نیک خواہشات کا اظہار کیا جاتا ہے گذشتہ برس بھی وزیر اعظم پاکستان، وزیر اعلیٰ سندھ اور دیگر سیاسی جماعتوں کی جانب سے ہندو اقلیت کو دیوالی کی مبارکباد دی گئی اور انکے ساتھ نیک خواہشات کا اظہار بھی کیا گیا اور پاکستانی ہندوؤں کی جانب سے امن کا پیغام دیا گیا کہ وہ بھی اکثریت عوام کی طرح ایک اچھے محب وطن پاکستانی ہیں۔"[۲]

اس سال پاکستان میں دیوالی کا تہوار ۲۷ اکتوبر ۲۰۱۹ء کو بہت زور شور سے منایا گیا۔ کراچی، لاہور اور دیگر بڑے شہروں کے علاوہ ٹنڈو الہ یار، ٹنڈو محمد خان، جامشورو، بدین، سانگھڑ، ہالا[۳]، ٹنڈو آدم، اور شکارپور میں بھی

---

۱ ہندو تیوہاروں کی دلچسپ اصلیت، منشی پرشاد صاحب، دی فائن پریس ہیوٹ روڈ لکھنو، ۱۹۴۲ء ص ۹۲۔

2 "Happy Diwali: Pakistan's Hindu community celebrates the festival of lights ", smaa news,November 7, 2018, https://www.samaa.tv/culture/2018/11/happy-diwali-pakistans-hindu-community-celebrates-the-festival-of-lights/[accessed 24-10-2019].

۳ **ہالا:** ہالا سندھ کے ضلع ٹیاری کا ایک شہر ہے جسے ۲۰۰۵ء میں ضلع ٹیاری میں شامل کیا گیا یہ شہر حیدر آباد سے ۶۲ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

تقریبات کا انعقاد کیا گیا۔ وزیر اعظم پاکستان اور انسانی حقوق کی منسٹر ڈاکٹر شیریں مزاری نے بھی ہندو برادری کو دیوالی کی مبارکباد دی۔[۱]

درج بالا سطور واضح کرتی ہیں کہ پاکستانی ہندو اقلیت کی جانب سے ہر سال دیوالی اور دیگر تہواروں کا انعقاد بہت خوشی سے کیا جاتا ہے جس میں پاکستانی عوام کی جانب سے بھائی چارے اور امن و سلامتی کا پیغام دیا جاتا ہے اس موقع پر پاکستانی حکومت کی جانب سے ہندوؤں کے تحفظ کے لئے سکیورٹی کے مکمل انتظامات کئے جاتے ہیں تاکہ پاکستانی ہندوؤں کو انکے مذہبی تہواروں پر کسی بھی قسم بدامنی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

کرشنا جنم اشٹمی تہوار:

جنم اشٹمی تہوار کی حقیقت:

کرشنا جنم اشٹمی ہندوؤں کا ایک مذہبی تہوار ہے جو کہ "بھادوں[۲] کی آٹھویں تاریخ کو شری کرشن مہاراج کی پیدائش کی خوشی میں منایا جاتا ہے ۔ ہندوؤں میں دو تہوار بڑے اہم سمجھے جاتے ہیں ایک سری کرشن مہاراج اور دوسرا رام چندر مہاراج کا تہوار۔ اس تہوار کے بارے میں ہندو مت میں مشہور ہے کہ سری کرشن جی کی پیدائش پر فرشتے انکو دیکھنے کے لئے بمان یعنی جہاز پر سوار ہر کر آئے تھے ہندو جنم اشٹمی کا تہوار نو دن تک مناتے رہتے ہیں۔"[۳]

---

1 Happy Diwali 2019,smaa Digital, 27 October 2019, https://www.samaa.tv/culture/2019/10/"happy-diwali-2019-pakistani-hindus-celebrate-the-festival-of-lights/" [accessed 28-10-2019].

۲ **بھادوں:** بکرمی کیلنڈر جسے دیسی سال کا کیلنڈر یا جنتری بھی کہتے ہیں جو پاکستان اور ہندوستان میں صدیوں سے رائج ہے جس میں سال کے بارہ مہینوں کے نام چیتر، وساکھ، جیٹھ، ہاڑ، ساون، بھادوں، اسوں، کتیں، مگھر، پوہ، مانگھ، بھاگن ہے بھادوں ایک مہینے کا نام ہے جو کہ بکرمی تقویم کے مطابق اگست کے وسط سے شروع ہو کر ستمبر کے وسط تک اختتام پزیر ہوتا ہے۔ [Gurbani And Nanakshahi Calendar Nanakshahi Sangrand Dates in Gregorian Calendar - Forever from 14 March 2003 CE, P.5.]

۳ ہندو تیوہاروں کی دلچسپ اصلیت، منشی پرشاد صاحب، دی فائن پریس ہیوٹ روڈ لکھنو، ۱۹۴۲ء ص ۶۴۔

پاکستان میں جنم اشٹمی تہوار کا انعقاد:

کرشن بھگوان کی پیدائش کے موقع پر جنم اشٹمی کا تہوار نہ صرف ہندوستان بلکہ نیپال، بنگلہ دیش، گیانا[1]، سرینام[2]، فجی[3] اور پاکستان میں بھی بہت جوش و خروش سے منایا جاتا ہے اور اس تہوار پر پاکستان میں بسنے والے ہندو مختلف ضیافتوں کا انعقاد کرتے ہیں اور دہی ہانڈی، پتنگ بازی، آتش بازی اور روایتی کھانوں کا اہتمام کرتے ہیں اس کے ساتھ کرشن بھگوان کو خوش کرنے کے لئے پوجا اور برت رکھتے ہیں۔

گذشتہ سال پاکستان میں ہندو برادری کی جانب سے جنم اشٹمی کے تہوار کا انعقاد کیا گیا لیکن اس موقع پر ایک افسوس ناک واقع پیش آیا کہ "بدین کے علاقے ٹنڈو غلام علی میں ہندو تہوار جنم اشٹمی کی ریلی میں ٹریکٹر ٹرالی میں جنریٹر پھٹنے سے ۲۱ افراد جھلس گئے۔ جنریٹر پھٹنے کا واقعہ اس وقت پیش آیا جب لوگ جنریٹر میں پیٹرول بھر رہے تھے اور ہندو برادری کی ریلی قریبی نالے پر اپنے مذہبی رسومات کے تحت نہانے کے لیے جا رہے تھے۔"[4]

رواں سال ۲۰۱۹ء میں ہندو برادری کی جانب سے اس مذہبی تہوار "کرشنا جنم اشٹمی" کو یکجہتی کشمیر سے منسوب کر کے ایک محب وطن پاکستانی ہونے کا منہ بولتا ثبوت پیش کیا گیا۔"[5]

درگا پوجا:

پاکستانی ہندو کمیونٹی ہر سال درگا پوجا کا تہوار بھی بڑی عقیدت سے مناتی ہے سندھ میں چونکہ ہندو اقلیت کی تعداد زیادہ ہے اس لئے ہر سال کراچی کے سب سے پرانے مندر سوامی نارائن مندر میں درگا پوجا کا تہوار منایا جاتا ہے ایک محتاط اندازے کے مطابق اس مندر کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ "یہ مندر ۱۵۰ سال پرانا ہے چنانچہ ہر سال ہندو سوامی نارائن کے مندر میں درگا پوجا کا اہتمام بہت جوش و خروش سے کرتے ہیں۔"[6]

---

[1] **گیانا:** جنوبی امریکہ کے شمالی بحراوقیانوس کے ساحل پر واقع ایک ریاست جس کی سرحدیں وینزویلا، سرینام اور برازیل سے ملتی ہیں۔

[2] **سرینام:** جنوبی امریکہ کے شمال مشرقی ساحل پر واقع ایک چھوٹا ملک جس کا دار الحکومت پاراماریبو ہے۔

[3] **فجی:** جنوبی بحر الکاہل کا ایک ملک جو ۳۰۰ سے زائد جزیروں کا جزیرہ نما ملک۔ فجی نیوزی لینڈ کے شمالی جزیرہ سے ۲۰۰۰ کلو میٹر کی دوری پر شمال مشرق میں واقع ہے۔

[4] اُردو پوائنٹ، ۰۳ ستمبر ۲۰۱۸ء۔

[5] کرشنا جنم اشٹمی' کو یوم یکجہتی کشمیر سے منسوب کیا گیا، ڈان نیوز، ۲۳ اگست ۲۰۱۹ء۔ https://www.dawnnews.tv/news/1109356[accessed 29-05-2019].

[6] https://defence.pk/pdf/threads/hindus-in-pakistan-temple-celebrates-durga puja.283262/[accessed 29-05-2019].

رکشابندھن یا راکھی کا تہوار:

ہندو مذہب میں ہندو بہنیں بھائیوں کے پیار اور ان کے خوبصورت اٹوٹ رشتے کو منانے کے لئے ایک دن مقرر کرتی ہیں۔اس دن رکشابندھن کا تہوار جو دنیا بھر میں بہت جوش و خروش سے منایا جاتا ہے۔راکھی کا تہوار یا رکشابندھن ملنے ملانے اور گھر والوں کے ساتھ خوشیاں منانے کا موقع فراہم کرتا ہے۔"اس دن ہندو گھرانوں میں بہنیں دیا، چاول اور راکھیوں سے سجی پوجا کی تھالی تیار کرتی ہیں اور اپنے بھائیوں کی کلائی پر راکھی باندھ کر ان کی صحت مندی، عمر درازی اور کامیابی کے لیے دعا کرتی ہیں۔محبت کے اس اظہار کے جواب میں بھائی اپنی بہن سے دکھ سکھ میں ساتھ رہنے اور اس کی حفاظت کرنے کا وعدہ کرتا ہے اور اسے تحفہ دیتا ہے۔"[1]

پاکستان میں رہنے والے ہندو یاتری ہر سال راکھی تہوار کا انعقاد بہت جوش و خروش سے کرتے ہیں ہندو اقلیت کے افراد نہ صرف اپنے مذہب کے لوگوں کے ساتھ اس تقریب کا انعقاد کرتے ہیں بلکہ ہندو، مسلمان اور دیگر اقلیتوں کے افراد کو بھی راکھی باندھتے ہیں اور امن کا پیغام دیتے ہیں کہ مختلف مذاہب سے وابستہ ہونے کے باوجود وہ ایک دوسرے کے ساتھ انسانیت کا اٹوٹ رشتہ قائم رکھے ہوئے ہیں۔پاکستان کے تمام علاقوں بالخصوص سندھ جہاں ہندو اقلیت کی بڑی تعداد موجود ہے، اپنے مندروں اور گھروں میں اس تہوار کا اہتمام بڑے جوش و خروش سے کرتے ہیں" ۲۰۱۵ء میں پنجاب میں منعقد ہونے والے راکھی کے تہوار کے موقع پر حسن ابدال میں گوردوارہ پنجا صاحب میں تین روزہ رکشابندھن یا راکھی تہوار کی تقریبات منعقد کی گئیں تھیں تقریبات کا اہتمام ایوکیو ٹرسٹ بورڈ (ای ٹی بی) نے کیا تھا۔میلے میں ہندو اور سکھ برادری کے سیکڑوں افراد نے حصہ لیا۔ای ٹی بی چیئرپرسن صدیق الفاروق، خیبر پختونخوا اسمبلی کے ممبر سردار سورن سنگھ اور سینیٹر امرجیت ملہوترا اور دیگر افراد شامل تھے۔صدیق الفاروق نے اس تہوار کے موقع پر اعلان کیا کہ گوردوارہ پنجا صاحب کی تزئین و آرائش پر ۳۰ ملین روپے اخراجات پر لگائیں جائیں گے۔اس کے ساتھ تمام افراد کے تحفظ کے لئے پولیس اور ضلعی انتظامیہ نے گردوارہ میں حفاظتی انتظامات کیے گئے۔"[2]

"ایدھی فاؤنڈیشن میں موجود گیتا، جس کا تعلق ہندو مذہب سے ہے جو تیرہ برس پہلے نادانستہ طور پر پاک بھارت سرحد پار کر کے پاکستان آگئی تھی جو نہ تو بدقسمتی سے بول سکتی تھی نہ سن سکتی تھی پاکستانی فوج کے جوانوں نے اسے ایدھی ٹرسٹ لاہور کے حوالے کر دیا جس کو بعد میں کراچی کے خیراتی ادارے بلقیس ایدھی کی سرپرستی میں دے دیا گیا جہاں اس کا مکمل خیال رکھا گیا راکھی کے تہوار کے موقع پر گیتا نے فیصل ایدھی کو راکھی باندھی اور بہن

---

1 A field of one's own Gender and Rights in South Asia, Bina Agarwal, Cambridge UniversityPress,1994,P264,https://books.google.com.pk/books?id=Z3pdP30OnEUC&pg=PA264&redir_esc=y#v=onepage&q&f=false [accessed 23-10-2019].

2 Religious festival: Rakhi celebrations end at Panja Sahib،By Waqar Ali Azam, The Express news,August31,2015.https://tribune.com.pk/story/947887/religious-festival-rakhi-celebrations-end-at-panja-sahib/ [accessed 8-8-2019].

بھائی کا رشتہ قائم کیا اس موقع پر گیتا نے بتایا کہ فیصل اور انکی بیوی اسے سوامی نارائن مندر بھی لے کے گئے اور اب اسے واپس انڈیا بھیجنے اور اسکے خاندان کو ڈھونڈنے کی کوشش کر رہے ہیں اس تہوار کے موقع پر گیتا نے فیصل ایدھی کو راکھی باندھی اور بدلے میں فیصل ایدھی نے تحائف دیئے۔"[1]

ہندو مذہب کی جانب سے منعقدہ راکھی بندھن کا تہوا جسے بہن بھائی کے اٹوٹ رشتے سے منسوب کیا جاتا ہے جس کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ تہوار ہندو گھرانوں میں خوشیوں کا باعث ہے پاکستان میں ہندو اقلیت کی جانب سے ہر سال راکھی بندھن کے تہوار کا اہتمام کرتے ہیں وقت اور حالات کے ساتھ جیسے جیسے مسلم اور ہندو تہذیبوں میں ہم آہنگی بڑھتی جا رہی ہے تو اسی مناسبت سے پاکستان میں ہندو تہواروں میں مسلم اکثریتی عوام کا عمل دخل زیادہ نظر آتا ہے جیسا کہ ہندو مذہب سے تعلق رکھنے والی ایک لڑکی نے لاہور میں فیصل ایدھی کو راکھی باندھ کر اس سے بھائی بہن کا رشتہ قائم کیا وغیرہ شامل ہے۔ اس تہوار کے موقع پر حکومتی سطح پر پاکستانی ہندوؤں کے تحفظات کے اقدامات کئے جاتے ہیں۔

نوراتری:

ہر سال ہندو کلینڈر کے ساتویں مہینے اشون کا چاند نظر آتے ہی نوراتری کا تہوار شروع ہوتا ہے۔ دس دن پر محیط یہ تہوار درگاہ پوجا کے نام سے بھی مشہور ہے۔ نوراتری کا تہوار دنیا بھر میں موجود ہندو بہت جوش و خروش سے مناتے ہیں۔ "اس تہوار پر ہندو نو دن روزے رکھتے ہیں اور دُرگاہ ماتا پر پھل اور پھول چڑھاتے ہیں۔ اور برائی پر اچھائی کو جیت کے طور پر مناتے ہیں کیونکہ اُنکا عقیدہ ہے کہ اس دن رام نے راون کو شکست دی تھی۔ اس تہوار میں راون کے پتلے کو جلایا جاتا ہے۔ اور کم و بیش پورے ہندوستان اور جنوبی ایشائی ممالک میں مندروں کو قمقموں اور پھولوں سے زبردست طریقے سے سجایا جاتا ہے، پاکستان میں بھی اقلیت میں موجود ہندو برادری یہ تہوار روایتی جوش و خروش سے مناتی ہے۔ یہ تہوار عموماً ماہ ستمبر و اکتوبر میں آتا ہے۔"[2]

---

1 Raksha Bandhan : Stranded in a distant land, Geeta finds a 'brother'-By Rabia Ali‹Published:theExpressTribuneSindh,August29,2015.https://tribune.com.pk/story/947225/raksha-bandhan-geeta-found-brother-distant-land/ [accessed 15 -10-2019].

2. The camphor Flame: Popular in Hinduism And society in India, C.J Fuller, Princeton university press,2004, P. 108.

"پاکستان میں ہر سال کی طرح اس سال بھی ہندو برادری کی جانب سے نوراتری کا اہتمام بڑے زور و شور سے کیا گیا جس میں نہ صرف ہندو کمیونٹی بلکہ مسلمانوں نے بھی شرکت کی اور ڈانڈیا اور گربا میں حصہ لیا۔ جس کے نتیجے میں دونوں مذاہب کے افراد کے درمیان ہم آہنگی میں اضافہ ہوا۔"[1]

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کا تحفظ:

پاکستان میں رہتے ہوئے پاکستانی ہندوؤں کو یہ بھی آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق شادی بیاہ کے متعلق اپنے رسم و رواج کا اہتمام کر سکتے ہیں اور ان کو حکومت اور شہریوں کی طرف سے مکمل تحفظ حاصل ہے انہیں کسی بھی روک ٹوک کا سامنا نہیں کرنا پڑتا کیونکہ یہ ان کے بنیادی حقوق میں شامل ہے جس کا تحفظ نہ صرف آئین پاکستان کی معرفت انہیں حاصل ہے بلکہ اسلامی تعلیمات کی رُو سے بھی بطور مسلمان اُن بنیادی حقوق چھین کر ان احکامات کی روگردانی نہیں کر سکتا۔

مسلمانوں کا غیر مسلموں کے تہواروں میں شرکت اور مشابہت کا شرعی حکم:

پاکستان میں ہندو کمیونٹی کے علاوہ دیگر اقلیتیں موجود ہیں جو سالانہ اپنے تہواروں کا انعقاد کرتے ہیں آجکل کے جدت پسند دور میں مسلم اور غیر مسلم ایک دوسرے کی تقریبات میں شمولیت اختیار کرتے ہیں تو جہاں تک مسلمانوں کا غیر مسلموں کی تقریبات میں شمولیت اختیار کرنے کا شرعی حکم ہے تو ہولی، دیوالی ایک دوسرے کو رنگ لگانا ،مورتیوں کو چھونا ان کا تبرک کھانا وغیرہ جائز نہیں ہے ۔مولانا اشرف علی تھانوی رح فرماتے ہیں: "آج کل یہ بے ہودہ رسم نکلی ہے کہ مسلمان کفار کے تہواروں میں شریک ہوتے ہیں اور عید بقر عید کے موقع پر شریک کرتے ہیں.. یہ تو وہی قصہ ہو گیا ہے جیسا کہ مشرکوں نے آپ ﷺ سے کہا تھا کہ:"اے محمد! ہم اور آپ صلح کر لیں...ایک سال آپ ہمارے دین کو اختیار کرلیں اور دوسرے سال ہم آپ کے دین کو اختیار کرلیں گے" اسی وقت سورۃ "کافرون" نازل ہوئی یعنی نہ میں تمہارا دین اختیار کروں گا اور نہ تم میرا دین قبول کرو گے... تمہیں تمہارا دین مبارک مجھے میرا میرا دین...لہذا کافروں کے میلوں اور تہواروں سے تو بالکل علیحدہ رہنا چاہیے .ہندوستان میں چونکہ سبھی مذاہب والے ایک جگہ رہتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ آپس میں لڑیں نہیں باقی مسلمانوں کو ان کے میلوں ٹھیلوں اور تہواروں میں شرکت کرنے کو بالکل بند کر دینا چاہیے"۔[2]

---

۱ **نوراتری:** کراچی میں ہندوؤں کے ساتھ ڈانڈیا اور گربا میں مسلمان بھی شریک، کریم الاسلام، بی بی سی اردو نیوز، کراچی، ۱۴ اکتوبر ۲۰۱۹ء۔https://www.bbc.com/urdu/pakistan-50039118 [accessed 20-10 2019]

2 اشرف التفاسیر، محمد اشرف جیلانی، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، کراچی پاکستان، ۲۰۱۲ء جلد چہارم، ص ۳۵۱۔

جریر بن عبد اللہ کا کہنا ہے کہ میں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی تو انہوں نے فرمایا:

((أُبَايِعُكَ عَلَى أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتُنَاصِحَ الْمُسْلِمِينَ وَتُفَارِقَ الْمُشْرِكِينَ))[1]

ترجمہ: میں ان باتوں پر تمہاری بیعت لیتا ہوں کہ تُم اللہ کی عبادت کروگے اور نماز ادا کروگے اور مسلمانوں کو نصیحت کروگے اور مشرکوں سے الگ رہوگے۔

اس میں مشرکوں سے الگ رہنے کا مطلب معاشرتی علیحدگی نہیں کیونکہ ایسا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور مبارک میں مسلم معاشرے میں بھی نہ تھا، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مشرکوں کی عادات اور نقالی سے الگ رہو گے، اور اگر کوئی معاملہ اُن کے ہاں دینی نوعیت کا ہو تو پھر تو اس میں کسی بھی طور شمولیت بدرجہ اَولیٰ ممنوع ہے، یہ مفہوم ہمیں دیگر احادیث اور آثار میں ملتا ہے جس کی مثال کے طور پر آپ کو اُمت کے سب سے مقدس اور پاکیزہ طبقے کے عُلماء رضی اللہ عنہم اجمعین کے فتاویٰ میں سے کچھ پیش کرتا ہوں، عبد اللہ ابن عَمرو رضی اللہ عنھما کا کہنا ہے کہ

((مَنْ بَنَى بِبِلَادِ الأَعَاجِمِ وَصَنَعَ نَيْرُوزَهُمْ وَمِهْرَجَانَهُمْ وَتَشَبَّهَ بِهِمْ حَتَّى يَمُوتَ وَهُوَ كَذَلِكَ حُشِرَ مَعَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))[2]

ترجمہ: جو کوئی کافروں کے شہروں میں آباد ہوا اور ان کے تہوار منائے اور ان کی نقالی کی یہاں تک وہ اسی حالت میں مر گیا تو قیامت والے دن اس کا حشر انہی کافروں کے ساتھ ہوگا۔

اور

ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا۔

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ))[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ انہیں میں سے ہے۔

---

[1] سُنن نسائی، احمد بن شعیب النسائی، کتاب البیعۃ، باب ۱۷، حدیث 4194۔

[2] سنن الکبری البیہقی، ابی بکر احمد بن الحسین بن علی، کتاب الجزیہ، باب الکرہیہ الدخول علی اہل الذمہ فی کنائسھم، حدیث ۱۸۸۶۳۔

[3] سنن ابی داؤد، ابی داؤد، سلیمان بن الاشعث بن اسحاق، دار الکتاب العربی، بیروت، کتاب اللباس، باب فی لبس الشہرۃ، حدیث نمبر ۴۰۳۳، ۴/ ۷۸۔

چنانچہ احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ غیر مسلموں کے مذہبی تہواروں اور ان کی مشابہت اختیار کرنا قطعی طور پر جائز نہیں ہے اور جہاں تک مسلمانوں اور غیر مسلموں کے معاشرتی علیحدگی کا تعلق ہے تو اس سے منع نہیں کیا گیا۔

تہوار اور حفاظتی انتظامات:

ا۔ حکومت پاکستان کی طرف سے سکیورٹی کے مکمل انتظامات:

پاکستان میں موجود ہر شہری کو آئینِ پاکستان کے مطابق مکمل طور پر تحفظ فراہم کیا جاتا ہے ان تحفظات میں جان، مال، عزت و آبرو کا تحفظ شامل ہے گویا یہ کہا جا سکتا ہے کہ تحفظ کی مد میں پاکستان میں کسی سے فرد سے امتیازی رویہ اختیار نہیں کیا جاتا۔ چاہے اسکا تعلق پاکستان کی اکثریتی آبادی سے ہو یا اقلیتی فرد سے، جس طرح پاکستان کی اکثریتی مسلم آبادی اور ان میں موجود مختلف فرقوں مثلاً سنی، شیعہ وغیرہ کو انکے اجتماعات پر حکومت کی جانب سے مکمل سکیورٹی کے انتظامات کئے جاتے ہیں بلکل اسی طرح پاکستانی ہندوؤں اور دیگر اقلیتوں کو انکے مذہبی تہواروں پر مکمل سکیورٹی فراہم کی جاتی ہے کرشنا مندر (راولپنڈی) کے پنڈت جے رام مہاراج نے اس بات کو خوش دلی سے سراہا کہ "حکومت کی جانب سے ہندو کمیونٹی کو ان کے مذہبی تہواروں (اجتماع) پر مکمل سکیورٹی فراہم کی جاتی ہے اور ان کے تحفظ کے لئے باقاعدہ پولیس افسران کو تعینات کیا جاتا ہے اور عوام کی جانب سے بھی کسی بھی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ اور یہ بھی کہا کہ پرنٹ میڈیا کے اس دور میں انکے تہواروں کی باقاعدہ خبر سازی کی جاتی ہے اخبارات اور رسائل و جرائد میں پاکستان میں منعقدہ تہواروں کی باقاعدہ نشر و اشاعت کی جاتی ہے۔"[1]

> "Security was exceptionally tight around all Hindu temples across the country, and worshippers had to undergo a thorough search before they entered venues of the festival, according to local media reports."[2]

چنانچہ ان رپورٹس میں اس بات کو سراہا گیا کہ پاکستان میں ہر سال ہندو کمیونٹی کو ان کے مذہبی تہواروں پر مکمل سکیورٹی مہیا کی جاتی ہے جس کی معرفت وہ آزادانہ طور پر مندوروں میں جاکر اپنی مذہبی رسومات ادا کر سکتے ہیں۔

۲۔ اقلیتوں کے مذہبی تہواروں کے لئے باقاعدہ بجٹ کی منظوری:

پاکستان میں اقلیتوں کے مذہبی تہواروں کا خیال رکھتے ہوئے حکومتِ پاکستان کی جانب سے ہر سال باقاعدہ بجٹ کی منظوری دی جاتی ہے۔ "۲۰۱۳ء-۲۰۱۴ء اور ۲۰۱۵ء میں عیسائیوں کے لئے پنجاب میں ۳۰،۰۰۰ ملین روپے منظور کئے گئے اور جن سے ۶۰۰۰ ضرورت مند عیسائی خاندانوں کی مالی مدد کی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہندوؤں کے

---

۱ **انٹرویو:** جے رام مہاراج پنڈت، کرشنا مندر، صدر راولپنڈی، ۲۷ اکتوبر ۲۰۱۹ء، ضمیمہ ص ۲۱۰۔

2 Spotlight: Hindu community in Pakistan celebrates festival of colors with Zeal,Fervor,source Xinhua\ Imran Ali by Raheela Nazir, P. 30.

لئے ۲،۰۰۰ ملین روپے کی ہولی گرانٹ تقسیم کی گئی جس سے رحیم یار خان اور بہاولپور کے ۴۰۰ غریب ہندو خاندانوں کی مدد کی گئی۔"[1]

پاکستان میں رہائشی ہندو افراد کے لئے نہ صرف ملک میں تہوار کے انعقاد اور ان کو آزادی سے منانے کا تحفظ حاصل ہے بلکہ اقلیتوں کے لئے ہر سال انکے تہواروں کے انعقاد کے لئے باقاعدہ بجٹ بھی منظور کیا جاتا ہے جیسا کہ "خیبر پختونخوا میں ۲۰۱۸ اور ۲۰۱۹ء کے بجٹ کے مطابق اقلیتوں میں بین المذاہب ہم آہنگی اور مذہبی تہواروں کی تقریبات کے انعقاد پر ۳۰،۰۰۰ ملین روپے کی رقم خرچ کی گئی۔"[2]

حکومت پاکستان کی جانب سے مذہبی تہواروں کے لئے باقاعدہ بجٹ کی منظوری کے بعد نہ صرف ہندو اور دیگر اقلیتوں کو مالی معاونت حاصل ہوتی ہے بلکہ اس سے معاشرے میں ہم آہنگی اور تحفظ کی فضاء بھی پیدا ہوتی ہے۔

۳۔عام تعطیل کا اعلان:

پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کو انکے مذہبی تہواروں پر حکومت کی جانب سے عام اور اختیاری تعطیل کا حق حاصل ہے جیسا کہ مسلمانوں کو عیدین، عید الفطر اور عیسائیوں کو کرسمس تہوار پر حکومتی سطح پر عام تعطیل کا اعلان کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح سے ہندو اقلیت کو بھی انکے مذہبی تہواروں پر عام تعطیل کا اعلان کیا جاتا ہے۔"پاکستان میں ہندوؤں کو مہا شیوراتری کے تہوار، رکشابندھن، گنیش چترتھی اور نوراتری کے پہلے دن کے موقع پر ہندوؤں کے لئے عام چھٹی کا اعلان کیا جاتا ہے اسکے علاوہ ہولی، دھولنڈی، جنم اشٹمی، درگا پوجا، دوسہرا، گرو بالمیک سوامی جی کی پیدائش کا دن، دیوالی کے موقع پر ہندوؤں کو اختیاری تعطیل کا حق حاصل ہے۔"[3]

پاکستان بننے سے لے کر اب تک ہندو اقلیت کے لئے حکومت کی جانب سے ان کے تہواروں پر سرکاری تعطیل کا اعلان نہیں کیا گیا تھا "لیکن ۲۰۱۶ء میں حکومت کی طرف سے ہندوؤں کو ان کے مذہبی تہوار ہولی پر باقاعدہ چھٹی دینے کا اعلان کیا جو کہ ہندوؤں کے لئے پاکستانی حکومت اور عوام کی جانب سے ان کے اس مذہبی تہوار کے لئے ایک بڑا تحفہ ثابت ہوئی۔"[4] چنانچہ پاکستانی ہندو کمیونٹی کے لئے یہ ایک خوش آئین بات ہے کہ جس طرح پاکستان کی مسلم اکثریتی عوام کے مذہبی اور قومی تہواروں کی مناسبت سے ان کے لئے عام تعطیل کا اعلان کیا جاتا ہے

---

1 Religious Day Celebrations for Minorities,Human Rights and Minorities Affair Department, https://hrma.punjab.gov.pk/religious_day_celebrations_for_minorities [accessed 25-10-2019].

2 Medium Term Budget Estimates for Service Delivery 2019-22, Shakeel Qadir khan, Finance Department Government of Khyber Pakhtunkhwa. P.14.

3 https://www.timeanddate.com/holidays/pakistan/ [accessed 20-10-2019].

4 How the public Holiday on Holi Underscores bigotry in Pakistan, Sadia Khatri, updated 24 march 2016, dawn news. https://www.dawn.com/news/1247663[accessed 24 October 2019].

بالکل اسی طرح ہندوؤں کے مذہبی تہواروں کا خیال رکھتے ہوئے حکومت پاکستان کی جانب سے تعطیل کا اعلان کیا گیا ہے۔

۴۔پاکستان میں ہندو تہواروں کا معاشی پہلو:

میلے اور تہوار کسی بھی ملک کی معیشت کو زبردست فروغ دیتے ہیں۔ جب تہواروں اور منعقدہ میلوں کی بدولت خرید و فروخت میں اضافہ ہوتا ہے تو وہی پر مینوفیکچرنگ میں بھی اضافہ ہوتا ہے جس سے ملک کی صنعت کو مزید ترقی ملتی ہے۔ اور لوگوں کے روزگا میں اضافہ ہوتا ہے۔ایک رپورٹ کے مطابق "انڈیا میں ہندو تہواروں کی بدولت ہر سال معاش پر معیاری اور مثبت اثرات پڑتے ہیں۔ گنیش چتروتی کے تہوار پر ۱۰ دن میں مہاراشٹر[1] اور تلنگانہ[2] ریاستوں میں تقریبا ۲۰،۰۰۰ کروڑ روپے کا کاروبار کیا گیا اور حیدرآباد میں ۵ ہزار کروڑ روپے کا کاروبار کیا گیا اور ۲۰،۰۰۰ سے زائد خاندانوں کو کاروبار کے مواقع حاصل ہوئے۔ دیوالی کے موقع پر آٹو موبائل، الیکٹرانکس، اور ملبوسات اور کھانے کی مصنوعات کی فروخت پر تقریبا ۵۲ فیصد کا اضافہ ہوتا ہے۔"[3]

پاکستان میں تہوار معاشی طور پر بہت اہمیت رکھتے ہیں ۔اور یہ تہوار چاہے کسی فرقہ یا مذہب سے ہوں تہواروں کو خریداری کا ایک بڑا دن مانا جاتا ہے۔ خرید و فروخت کے معاملے میں پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کے افراد اور انکے تہوار بھی کچھ کم نہیں ہیں۔ روایتی طور پر ہندو اِن تہواروں کے موقع گھر اور کنبے کے لیے کپڑے خریدنا، گھر کی اہم چیزیں، تحفے تحائف، سونا چاندی بڑے پیمانے پر خریدتے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک اچھا شگن مانا جاتا ہے۔ کیونکہ ان کا ماننا ہے کہ یہ تہوار گھروں میں خوشیاں لاتے ہیں۔ ہندو دھرم کے ماننے والے جائداد خریدنا، پونجھی لگانا، مال و زر خریدنا اسی موقع پر کرنا باعثِ برکت سمجھتے ہیں۔ نہ صرف پاکستان بلکہ انڈیا اور پوری دنیا میں جہاں بھی ہندو بطور اقلیت اور اکثریت موجود ہیں ان تہواروں کے موقع پر انکی خرید و فروخت میں اضافہ ہو جاتا ہے لاہور، کراچی جیسے بڑے شہروں میں مٹھائیاں، پٹاخوں کی خرید و فروخت میں اضافہ ہو جاتا ہے ۔ ان تہواروں سے نہ صرف خرید و فروخت میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ لوگوں کو کاروبار کے مواقع بھی میسر آتے ہیں۔

---

[1] **مہاراشٹر:** مغربی وسطی ہندوستان میں پھیلی ایک ریاست ہے جو رقبے کے لحاظ سے بھارت کی تیسری اور آبادی کے لحاظ سے دوسری بڑی ریاست ہے اس کے مغربی ساحل پر بحیرہ عرب واقع ہے۔

[2] **تلنگانہ:** ۲ جون ۲۰۱۴ء کو بھارت کی ریاست اندھرا پردیش سے الگ کر کے تلنگانہ ریاست بنائی گئی تلنگانہ کا مطلب ہے تیلگو بولنے والوں کی زمین۔ اس کا دارالحکومت حیدرآباد، دکن ہے جو فی الحال اندھرا پردیش کا بھی دارالحکومت ہے۔

3 Big Indian Festivals and their effects in the Indian Economy, Siddharth Katragadda, https://economicsclubimi.wpcomstaging.com/2017/10/01/big-indian-festivals-and-their-effects-on-the-indian-economy/ [accessed 26-11-2019].

۵۔ معاشرتی پہلو:

ہندوؤں کے تہوار انکی مذہبی تقاریب ،رسم و رواج ، اور ان کی مذہبی روایات، روایتی کردار اور دیگر سرگرمیوں کا مجموعہ ہے ان سرگرمیوں کا اصل مقصد معاشرے سے بے چینی، انتشار، بدسکونی کا خاتمہ کرکے امن و امان کی فضاء قائم کرنا ہے اس لئے نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا میں جہاں کہیں بھی ہندو مذہب کے پیروکار موجود ہیں وہ ان تہواروں کا انعقاد بہت جوش و خروش سے کرتے ہیں اور یہ تہوار کئی دن تک جاری رہتے ہیں جن کا مقصد یہ کہ خاندان آپس میں انہی تہواروں کی بدولت مل جل کر رہیں اور آپس میں خوشیاں بانٹیں، معاشرتی لحاظ سے ان تہواروں کا یہ فائدہ ہوتا ہے۔ ان تہواروں میں شامل افراد کی طبیعت میں مثبت تبدیلی رونما ہوتی ہے اور آپس میں صلح صفائی اور ہم آہنگی کی فضاء پیدا ہوتی ہے اس لئے پاکستان میں بھی ہندو اپنی مذہبی تعلیمات کے مطابق تہورا روں مثلاً ہولی، دیوالی، جنم اشٹمی، درگا پوجا، رکشا بندھن وغیرہ کا انعقاد کرتے ہیں تفرقات و تنازعات کا خاتمہ کرتے ہیں۔[1]

تہوار اور رسم و رواج کسی بھی معاشرے میں معاشرتی اقدار کی عکاسی کا کام کرتے ہیں کیونکہ اِن کا انحصار معاشرتی ورثے پر ہوتا ہے جو روایات، رواج، عقائد و نظریات کا مرکب ہوتے ہیں اور جو ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتے ہیں پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کے مذہبی تہواروں کا انعقاد نہ صرف معاشی نقطہ نظر سے اہم ہے بلکہ معاشرتی لحاظ سے بھی بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہے۔ کیونکہ ان سے معاشرتی تناؤ کو کمی آتی ہے نیز یہ تہوار معاشرتی ہم آہنگی اور باہمی تعلقات کو بڑھانے میں خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ جس سے نہ صرف ہندو بلکہ مسلم اور دیگر کمیونٹی کے درمیان ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ اور معاشرتی برائیوں کا خاتمہ ہوتا ہے۔

پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کی جانب سے منعقدہ تہواروں سے نہ صرف لوگوں کے روزگار میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ یہ باہمی تعلقات میں بھی اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ اس سال ہندو اقلیت کی جانب سے منائی جانے والے ہولی اور دیوالی کے تہواروں کو یوم یکجہتی کشمیر اور یوم پاکستان کے ساتھ منسوب کیا گیا اور ان تہواروں میں ہندو اقلیت کی جانب سے یہ پیغام دیا گیا کہ ہم انکے ساتھ ہیں اس کے ساتھ ساتھ پاکستان میں موجود اکثریتی مسلم اور دیگر اقلیتوں کی جانب سے بھی ہندوؤں کو مثبت رویے کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور معاشرے میں امان کی فضاء پیدا ہوتی ہے۔

1 https://www.britannica.com/topic/Hinduism/Sacred-times-and-festivals [accessed 09-08-2019].

فصل سوئم

عبادت گاہوں کا تحفظ

پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے جس میں اکثریتی آبادی مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ اقلیتی برادری جن کا تعلق دوسرے مذاہب سے ہے بھی موجود ہیں جنہیں پاکستان میں رہتے ہوئے وہ تمام حقوق حاصل ہیں جو ایک مسلم فرد کو حاصل ہیں۔ اور مذہبی حقوق کے حوالے سے ان اقلیتوں کو پاکستان میں رہتے ہوئے اپنی عبادات، رسومات اور عبادت گاہوں میں جانے نیز انکی تعمیر وترقی کی مکمل آزادی حاصل ہے کیونکہ کتابِ رشد وہدایت میں ہے کہ:

﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا﴾[1]

ترجمہ: اور اگر اللہ انسانی طبقات میں سے بعض کو بعض کے ذریعے (قیامِ اَمن کی جدوجہد کی صورت میں) ہٹاتا نہ رہتا تو خانقاہیں اور گرجے اور کلیسے اور مسجدیں (یعنی تمام ادیان کے مذہبی مراکز اور عبادت گاہیں) مسمار اور ویران کر دی جاتیں جن میں کثرت سے اللہ کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے۔

امام ابو بکر الجصاص[2] اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ

((فِيْ لِأٰيَةِ دَلِيْل عَلَى انْ هَذَه المَوَاضع المَذْكُوْرَة وَ لَا يَجُوْز انْ تَهْدَم عَلَى كَانَ لَهُ ذِمَّه اوْ انْ عَهَدَ مِنَ الْكُفَار))[3]

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ[4] "احکام اہل الذمۃ" میں لکھتے ہیں:

---

[1] سورۃ الحج: ۲۲/ ۴۰۔

[2] **امام ابو بکر الجصاص:** آپ کا پورا نام ابو بک احمد بن علی الرازی، ولادت ۳۰۵ھ بغداد میں ہوئی آپ کا شمار حنفیہ کا اکابرین میں ہوتا ہے آپ کے شیوخ میں ابو الحسن کرخی، ابو سہل زجاض شامل ہیں آپکی تصنیفات میں احکام القرآن، الفصول فی الاصول شامل ہیں آپ کی وفات ۳۷۰ھ میں بغداد میں ہوئی۔ (تاریخ بغدادی، ابو بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ، جلد ۴، ص ۳۱۶۔

[3] احکام القرآن: 5\83۔

[4] **علامہ ابن قیم رحمہ اللہ:** آپ کا پورا نام حافظ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن حریز الزرعی الدمشقی تھا ۶۹۱ میں دمشق کے گاؤں زرع میں پیدا ہوئے، آپ ابن تیمیہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ آپ کی سب سے مشہور کتاب زاد المعاد تھی آپ کی وفات ۷۵۱ء کو دمشق میں ہوئی۔ (ذکر الٰہی، امام ابن قیم الجوزیہ، (مترجم: مختار احمد ندوی)، طارق اکیڈمی فیصل آباد، ۲۰۰۳ء، ص ۱۶۔)

((يَدْفَعُ عَنْ مَوَاضِعُ مُتعبَدٰاتهمْ بِالْمُسْلِمِيْنِ كَمَا يُجِبُ الدفع عَنْ اَرْبَابُهَا وَاِنْ كَانَ يَبْغَضُهُمْ وَ هَذَا الْقوْل هُوَ الرَاجِعُ،وَهُوَمَذْهَبُ اِبْنِ عَبَّاسْ))[1]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ذریعے انکی عبادت گاہوں کا دفاع فرماتا ہے۔ جیسا کہ وہ ان کے معبودوں کا دفاع کرتا ہے مخالف اور ناپسندیدہ عقیدہ ہونے کے باوجود۔ یہی قول راجح ہے اور یہی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی موقف ہے۔

پاکستان میں مذہبی حقوق کے حوالے سے ہندو اقلیت کے مندروں کو تعمیر وتحفظ کی مکمل آزادی حاصل ہے اور اس کے علاوہ مذہبی رسومات اور عبادات کی ادائیگی کی بھی مکمل اجازت ہے کہ ہندو اپنی مذہبی عبادات ورسومات کو اپنی مذہبی تعلیمات کے مطابق بخوبی بجالاسکتے ہیں آئین پاکستان کی رو سے نہ صرف ہندو اقلیت بلکہ پاکستان میں موجود تمام اقلیتوں کی عبادت گاہوں کو تعمیر وتحفظ کے لحاظ سے آزادی حاصل ہے چنانچہ اہل ذمہ کو اجازت دی گئی ہے۔ کہ وہ جو چاہیے مذہب اختیار کریں۔ انہیں کسی قسم کے مصائب کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ انکی عبادت گاہوں کو گرایا نہیں جائے گا اور بوقت ضرورت نئے عبادت خانوں کی تعمیر کی اجازت دی جائے۔ مسلمانوں کے عہد حکومت پر یہ الزام تراشی کی جاتی ہے کہ انہوں نے اَپنے دور حکومت میں مندروں اور گرجوں کو گرایا اور اپنے عہد میں غیر مسلموں کو اجازت نہ دی کہ وہ مندر اور گرجاگھر تعمیر کرسکیں۔ لیکن اصل حقیقت کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے نہ صرف ہندووں کی پرانی عبادت گاہوں کو برقرار رکھا اور انکی حفاظت کی بلکہ نئی عبادت گاہیں بھی تعمیر کرائیں۔[2] تاریخ گواہ ہے کہ صحابہ کرام نے اپنے دور میں جتنی جنگیں لڑیں ان میں اس بات کو ملحوظ خاطر رکھا گیا کہ غیر مسلموں کے عبادت خانوں کو نقصان نہ پہنچے اور مذہبی آزادی کے متعلق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو مدِ نظر رکھا جو انہوں نے نجران کے عیسائیوں کے متعلق کہا تھا کہ:

((عَلٰی أَلَا تُهدَمُ لَهُمْ بِيْعَةٌ، وَلَايُخَرَجُ لَهُمْ قِسٌّ وَلَايُفْتِنُوْ عَنْ دِيْنِهِمْ))[3]

ترجمہ: ان کے گرجوں کو نہیں ڈھایا جائے گا اور ان کے کسی پادری کو نکالا نہیں جائے گا اور انہیں ان کے دین سے ہٹانے کی کوشش نہیں کی جائے گی۔

چنانچہ رسول ؐ نے اپنی زندگی میں متعدد معاہدات کئے جن میں یہ بات مشترک تھی کہ غیر مسلموں کو ان کے مذہب کے متعلق کسی بھی قسم کا تعرض نہیں کیا جائے گا۔ خلفاء راشدین نے بھی پنے عہد میں اسی روش کو

---

۱ احکام اہل الذمۃ، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ، 3\1169۔

۲ ہندوستان پر اسلامی حکومت، شوکت علی فہمی، ص٦۔

۳ فتوح البلدان، احمد بن یحییٰ بن جابر، البلازری، قاہرہ، مصر، ۱۳۹ھ، ص ٦٤۔

اپنایا۔ ایک بار ایک مصری مسیحی خاتون نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ حضرت عمر بن العاص جو اس وقت مصر کے گورنر تھے انہوں نے اسکا گھر بخلاف مرضی مسجد میں شامل کر دیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جواب طلبی کے لئے گورنر کو طلب کیا تو گورنر نے بتایا کہ "مسلمانوں کی تعداد زیادہ تھی اور جگہ ناکافی تھی۔ اس عورت کا گھر مسجد سے ملحق تھا، اس عورت کو اس مکان کی قیمت پیش کی گئی جو اسکی مالیت سے زیادہ تھی لیکن اس عورت نے لینے سے انکار کر دی، تو مجبوراً ہمیں اس عورت کا مکان گرا کر مسجد میں شامل کرنا پڑا اور مکان کی قیمت بیت المال میں جمع کروادی ہے وہ جب چاہے رقم لے سکتی ہے حضرت عمر نے گورنر کا عذر سننے کے بعد حکم دیا کہ مسجد کی جدید توسیع جو اس عورت کے مکان پر کی گئی ہے اس کو ڈھا دیا جائے اور اس عورت کو اسی طرح مکان تعمیر کر کے دیا جائے جس طرح وہ پہلے تھا۔"[۱] چنانچہ آپ کے اس عمل سے جہاں کہیں بھی مسلم ریاستوں میں غیر مسلم آباد ہیں انکے ساتھ مذہبی رواداری اور انسان دوستی کی پالیسی کو قائم کیا۔

اور جب اہل عرب ہندوستان میں داخل ہوئے تو انہوں نے بھی ہندوؤں کی عبادت گاہوں کو مسمار نہ کیا بلکہ انہیں آزادی دی کہ وہ اپنی عبادت گاہوں میں جاسکتے ہیں اپنی مذہبی رسومات ادا کر سکتے ہیں۔ "محمد بن قاسم نے جب سندھ فتح کیا تو اس وقت مندروں کو مسمار نہ کیا بلکہ ہندوؤں کو مذہبی آزادی حاصل تھی اسی طرح عہد سلاطین کو دور میں بھی ہندوؤں کو پوری مذہبی آزادی حاصل رہی انکے لئے باقاعدہ مندر تعمیر کرائے گئے اسکی مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ جہانگیر نے اپنے عہد حکومت میں اپنے ہی محل میں مندر تعمیر کروایا اور ہنومان جی کی مورتی نصب کروائی جس کے آثار آج بھی آگرہ کے جہانگیری محل میں دیکھے جاسکتے ہیں۔"[۲]

> "۱۵۲۶ء سے ۱۸۵۷ء تک مغلوں نے ہندوستان پر حکومت کی، عام طور پر مغل بادشاہوں پر یہ الزام تراشی کی جاتی ہے کہ انہوں نے اپنے عہدِ حکومت میں غیر مسلم طاقتوں کو کچل ڈالا ان کی خود مختار حکومتیں ختم کر ڈالیں انکے مندروں کو مسمار کر دیا سب سے زیادہ اور بے بنیاد الزمات اورنگزیب پر لگائے جاتے ہیں کہ وہ کٹر مسلمان اور بت شکن تھے انکی اس مندر دشمنی کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اورنگزیب عالمگیر نے دکن میں ۲۶ برس حکومت کی اور ایلورا کے تاریخی مندروں کو ہاتھ نہ لگایا اور انہی مندروں کا شمار آج بھی نوادارات میں ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان میں اور بھی بہت سے تاریخی مندر موجود ہیں جو اپنی منظر کشی کرتے خود نظر آتے ہیں

---

۱ رواداری اور پاکستان، محمد صدیق شاہ بخاری، علم و عرفان پبلشرز، اکتوبر ۲۰۰۰ء، ص ۸۲۔

۲ مسلمانوں کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری، ج دوم، ص ۱۲۴۔

لیکن اورنگزیب سے راجپوتی راجاؤں نے بغاوت اختیار کی توانہوں نے سب سے پہلے جی بھر کر مسلمانوں کی مسجدوں کو شہید کیا اور ان پر بری طرح سے ہاتھ صاف کیا۔"[۱]

پاکستان میں ہندو مندر: تعارف و تحفظ

پاکستان کثیر الآبادی والا ایک اسلامی ملک ہے جس میں اکثریت آبادی مسلمانوں کی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ کئی اقلیتیں بھی موجود ہیں ان اقلیتوں کو اپنی عبادت گاہوں میں جانے کی مکمل آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنی عبادت گاہوں میں جاسکتے ہیں اور عبادات کو اپنی مذہبی تعلیمات کے تحت بجالاسکتے ہیں اس لئے پاکستان میں کثیر تعداد میں گرجاگھر اور مندر موجود ہیں چونکہ پاکستان میں دیگر اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے ہندو اقلیت کی بڑی تعداد سندھ میں موجود ہے اس لئے سندھ میں بہت زیادہ مندر موجود ہیں یہ مندر نہ صرف شہری آبادی مثلا کراچی بلکہ سندھ کے دیہی علاقوں میں بھی موجود ہیں سندھ کے علاوہ پاکستان کے دیگر صوبوں میں بھی مندر موجود ہیں جو تاریخی لحاظ سے بہت اہمیت کے حامل ہیں کہ انہیں قومی ورثے میں شامل کیا جاتا ہے پاکستان کے تمام صوبوں میں موجود اہم مندر درج ذیل ہیں۔

صوبہ سندھ:

رتنیشور مہادیو مندر: یہ مندر کراچی کلفٹن کے ساحل پر واقع ہے۔اس کی تعمیر تقریبا ۳۰۰ سے زیادہ سال پہلے ایک پہاڑی کے غار میں کی گئی تھی۔اس دن مہاشیورتری کے دن بھگوان شیو (شنکر) کا عظیم الشان میلہ ۳ دن تک لگایا جاتا ہے جہاں ہر سال اس موقع پر ۲۵،۰۰۰ سے زیادہ لوگ جشن اور رسومات کے لئے اکھٹے ہوتے ہیں۔ ہر پیر کے روز، "پرساد" (مقدس کھانا) تقسیم کیا جاتا ہے لیکن اب ہفتے کے ۷ دن پرساد پیش کیا جاتا ہے۔

لکشمی نارائن ٹیمپل: یہ مندر آبائی جیٹی پل کے نیچے سمندر کی سمت زمین پر تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کی تعمیر تقریبا ۲۰۰ سال پہلے کی گئی تھی۔اس مندر میں رکشہ بندھن، شری گنیش دیو کا جنم دن کرنا (۱۱ویں دن کی رسومات) کی موت کی رسومات ادا کرنے اور پطرس کا شیر دھا پیش کرنے اور نو-راتری اور گنیش چتورتی کے دن سمندری پانی میں آخری گربا مورتیاں ڈالنے کے لئے ایک مقدس مقام ہے۔

سوامی نارائن ٹیمپل کے سامنے کے ایم سی ایم اے جناح روڈ کراچی: یہ ایک بہت بڑا قدیم مندر ہے جس کی عمارت ۱۵۰ سال سے زیادہ پرانی ہے جس کے چاروں طرف رہائشی مکانات ہیں اس مندر میں، سوامی نارائن جینتی، سری رام نومی، جنم اشٹمی، دوسہرا، دیوالی اور تمام مذہبی تہوار منائے جاتے ہیں، اس مندر کے احاطے میں گرونانک کا ایک

---

۱ ہندوستان پر مغلیہ حکومت، شوکت علی فہمی، سٹی بک پوائنٹ کراچی، ۲۰۰۷ء۔

مندر ہے جہاں چاند رات کے ساتھ ساتھ گرو نانک کی سالگرہ اور بیساکھی کا تہوار بھی جوش و خروش سے منایا جاتا ہے۔

پنچ مکھی ہنومان مندر: یہ ایک پرانا مندر ہے جو ۱۹۲۷ میں سولجر بازار کراچی میں تعمیر کیا گیا تھا اور مہانت بیلدیو داس گدی نشین کی نگرانی میں تھا۔ سری رام نومی، ہنومان جنتی، جنم اشٹمی اور دوسہرا کے سالانہ تہواروں کا انعقاد کیا جاتا ہے اور ہر ہفتہ اور منگل کو شنی دیو کے برے اثرات کے بچاؤ کے لئے پنکھ مکھی ہنومن کے مجسمے پر سندور اور تیل پیش کیا جاتا ہے۔

منوڑا کینٹ مندر: ورن خدا (رادھا کرشنا-سیتارام) مندر منوڑا کینٹ کے ساحل پر واقع مندر تقریباً ۱۶۰ سال مندر ہے یہ مندر ہندو فن تعمیر کے عین مطابق ڈیزائن کیا گیا ہے۔ یہ ہیکل کالے ماربل سے بنا ہوا ہے۔ ورن دیوتا مندر کے علاوہ شیو شنکر کا ایک چھوٹا سا مندر ہے اور ہنومان اور سری گنیش مہاراج کے مجسمے اب بھی بہتر حالت میں موجود ہیں سندھی ہندو تاجروں نے وقتاً فوقتاً اس مندر کی تعمیر اور تزئین و آرائش کی، حال ہی میں پاکستان ہندو کونسل کراچی نے اس کی تزئین و آرائش کے لئے ایک جرات مندانہ اقدام اٹھایا اور مندر کی حرمت کا خیال رکھا، مندر میں موجود نجاست اور گندگی کے ڈھیر کو صاف کرنے کی مہم کا آغاز کیا اسٹیشن کمانڈر پی این ایس ہمالیہ منورہ کینٹ نے جون ۲۰۰۷ء سے اس ہیکل کا کنٹرول پاکستان ہندو کونسل کراچی کے حوالے کیا کونسل کا ارادہ ہے کہ اس قدیم مندر کو اپنی اصل حالت میں لانے کے لئے تقریباً دس ملین روپے کی تعمیر و ترقی کے لئے خرچ کیا جائے اور ہر ہفتے پرساد کا انتظام کیا جائے، اس مندر کو تفریحی مقام کی حیثیت دی جائے یہاں عقیدت مند نہ صرف مذہبی رسومات کی ادائیگی بلکہ براہ راست سمندر کی لہروں سے لطف اٹھا سکیں چنانچہ حکومت پاکستان کی جانب سے اسے تحفظ فراہم کیا گیا۔ ان کے علاوہ کراچی میں موجود ہندو مندر جن کے نام درج ذیل ہیں :

"شری سوامی نارائن مندر، شری ورون دیو مندر، رام چندر مندر، رامسوامی مندر، منہار مندر کٹھواری مندر، رانچو لائن ماتا مندر، ڈولی کھٹا، ملیر مندر، شاہ فیصل کالونی۔ نرسنگھ مہادیو مندر، پنچ مکھی ہنومان مندر، پاموال داس شیو مندر، ماری ماتا مندر شری لکشمی نارائن مندر، بھگناری شیو مندر، دریالال سنت موچن مندر (جسے جھولے لال مندر بھی کہا جاتا ہے)، دیوی مندر، ہنومان مندر، ہنگلاج ماتا مندر (جسے جگناتھ اکھرا مندر بھی کہا جاتا ہے)، بھیم پورہ۔ شیٹالا ماتا مندر، شیو مندر، اسلامیہ کالج کراچی۔ شیوہار کرائے کراچی۔ شری ورون دیو مندر منورہ کراچی۔ شری ماری عمان (ماتا) مندر جے پی ایم سی ایف / ٹی کراچی۔ شری ماری ماتا مندر کورنگی کراچی۔ بی جی ڈی ہال سوامی نارائن مندر کراچی (باباغریب داس)۔ شری ہنومان مندر کینٹ کراچی۔ شری شیان ڈیم مندر کراچی۔"[1]

---

[1] Evacuee trust property board, Government of Pakistan, shrines branch. https://www.etpb.gov.pk/shrines-branch/ [accessed 27-08-2019].

سکھر: سدھو بیلا مندر، سمبھا آشرم شکارپور، شنکر ندبھارتی شکارپور، سکھر۔ کھٹ واری دربار شکارپور، سکھر۔ جھولے لال مندر باگرجی سکھر۔[1]

جیکب آباد: سوامی کرشن گر دربار (کندن گر مری)، باباکلیان داس مندر، سچ کھنڈ دھم، بھگوان شیو مندر، پٹی بازار، ،لال سائیں مندر، ناندروماتاوارو مندر (چنچری گھٹی) جیکب آباد۔

شاہد کوٹ۔ گرونانک داس مندر، باباکھٹ والا شاہیب مندر، شیو مندر، باباہیر ارام مندر۔

روڑھی: وسان شاہ دربار روڑھی۔

مٹھی: شری مرلیدھر مندر، تھرپارکر، شری کرشنا مندری، تھرپارکر، شری ہنومان مندر، تھرپارکر، شری پیر پٹھورو مندر، **تھرپارکر:** شری رامپیر مندر، سنتوشی ما مندر، شیو پاروتی مندر، لوکیش مندر، گوری مندر، گوری مٹھی۔

اسلام کوٹ: سنت نینورام آشرم، شری راچند مندر، شری پربھرم مندر، شری دیوی مندر، بھگت راجی مندر، شری ہنومان مندر، رامپیر مندر، کرشن مندر، اکھی گورسدھی اسلام کوٹ۔

نگرپارکر: راماپیر مندر۔ سدھ بیلو جزیرہ مندر۔ چوریو جبل درگھا مندر۔ چیلھار۔ شری دیوی ماتا مندر۔ شری مرلی مندر۔ شری رامپیر مندر۔ شیو مندر۔ کھتواری ہریجن منہار مندر۔

عمرکوٹ: شیو مندر، کالی ماتا مندر، کرشنا مندر عمرکوٹ۔

بلوچستان:

ہنگلاج ماتا غار مندر ہنگلاج: ہنگلاج ماتا مندر کا شمار بلوچستان کے مشہور مندروں میں ہوتا ہے یہ "دیوی ستی کا ایک مشہور مندر ہے جو کہ بلوچستان کے ضلع لسبیلہ میں دریائے ہنگول کے کنارے قصبہ ہنگلاج میں واقع ہے اور یہ ہنگولا دیوی، ہنگلاج دیوی، نانی اور بی بی مندر کے نام سے مشہور ہے۔ اس مندر کو نہ صرف ہندو مذہب میں بلکہ مسلمانوں میں بھی کافی شہرت حاصل ہے مسلمان اسے نانی اور بی بی کا مندر کہتے ہیں ہر سال ہندو اپریل کے مہینے میں چار گھنٹے کی مسافت کے بعد ہنگلاج مندر آتے ہیں اور اس مندر سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔"[2] کے علاوہ بلوچستان میں قلات کالی مندر موجود ہے جو کہ بلوچستان کے قدیم مندروں میں سے ہے۔

خیبر پختونخواہ: پنج تیرت مندر پشاور: یہ مندر ہشت نگری پشاور میں واقع ہے اس مندر کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ "یہ مندر ہزار سال پرانا ہے، یہ مندر پنج تیرت کے نام سے اس وجہ سے مشہور ہے کہ یہاں سے پانچ کنویں تھے جن سے ہندو خاصی عقیدت رکھتے تھے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ان کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے تین منہدم ہو گئے لیکن

---

1 Evacuee trust property board, Government of Pakistan, shrines branch. https://www.etpb.gov.pk/shrines-branch/ [accessed 27-08-2019].

2 Hanglaj Mata Mandir in Balochistan, https://www.booksfact.com/religions/hinglaj-mata-mandir-balochistan-pakistan.html [accessed 27-08-2019].

حال ہی میں ۲۰۱۶ء میں خیبر پختونخوا کے نوادرات ایکٹ ۲۰۱۶ء کے تحت انہیں پاکستان کا قومی ورثہ قرار دیا۔ اور حکومت پاکستان کی جانب سے مندروں کو تحفظ فراہم کرتے ہوئے یہ قدم اٹھایا گیا کہ اس ایکٹ کے تحت جو بھی اس قومی ورثے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا اس کے لئے ۲۰ لاکھ جرمانہ اور پانچ سال قید کی سزا کا اعلان کیا گیا"۔[1]

کالیبری مندر ، پشاور۔ گورکھناتھ مندر ، گورکھتری پشاور۔ درگاہ پیر رتن ناتھ جی ہندو مندر ، پشاور۔ نندی مندر، پشاور۔ بالمیکی (والمیکی) مندر، پشاور۔ لکشمی نارائن مندر، مردان۔ شیو مندر، نوشہرہ۔[2]

پنجاب:

کٹاس راج مندر، چکوال: "پاکستان کے صوبہ پنجاب میں چکوال کے قریب کٹاس راج مندروں کو ہندو شاہیوں (بادشاہوں) کے ۶۱۵-۹۵۰ عیسوی کے زمانے سے منسوب کیا جاتا ہے جسے بھگوان شیو کے لئے وقف کیا گیا تھا۔ اس لئے یہ مندر پاکستان میں ہندو یاتریوں کے لئے سب سے اہم مقام کی حیثیت رکھتا ہے اسلئے ہر سال ہندو یاتری بیرون ملک سے سفر کر کے کٹاس راج آتے ہیں اور اس مندر سے عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔"[3] ہندوستان کے سابق نائب وزیر اعظم لال کرشن اڈوانی نے ۲۰۰۵ میں کٹاس مندر کا دورہ کیا۔"۲۰۰۶ میں پاکستانی حکومت نے مندروں میں بحالی کے کاموں کا آغاز کیا تھا، جبکہ ۲۰۱۷ میں مزید بہتری کا اعلان کیا گیا۔ ۲۰۱۸ء میں ہندو یاتریوں کے لئے ۱۳۹ ویزوں کا اعلان کیا گیا۔[4] جبکہ ۲۰۱۹ء میں پرتاب بجاج کی قیادت میں ۸۹ ہندوؤں کا جھتہ ہندوستان سے پاکستان امن کا پیغام لے کر کٹاس راج پہنچا اور حکومت پاکستان اور ضلعی انتظامیہ کی جانب سے ہندو یاتریوں کی سیکیورٹی کے مکمل انتظامات کئے گئے۔"[5]

> "کٹاس راج کے بارے میں چند خرافات پائی جاتی ہیں کہ اس مقام کا دورہ "مہابھارت" شہرت کے پانڈوا بھائیوں نے کیا تھا اور مندروں کا یہ احاطہ ان کے دورے کی یاد میں تعمیر کیا گیا تھا۔ دوسرا کہ یہ وہی خطہ ہے جہاں پنڈواس اپنی جلاوطنی کے دوران رہتے تھے اور سات مندروں کا وہی مقام ہے جہاں پانڈواس نے اپنے ۱۲ سال کی جلاوطنی کے دوران اپنا گھر بنایا تھا۔ تیسرا یہ کہ یہ

1 Pakistan declares Panj Tirath site as National Heritage. https://www.thehindubusinessline.com/news/world/ pakistan-declares-panj-tirath-hindu-religious-site-as-national-heritage /article25900398.ece [accessed 03-01-2019].

2 Evacuee trust property board, Government of Pakistan, shrines branch. https://www.etpb.gov.pk/shrines-branch/ [accessed 27-08-2019].

3 https://www.ancient.eu/Katas_Raj/ [accessed 16-07-2019].

4 "Pakistan Issues Visas to 139 Indian Pilgrims to Visit Katas Raj Dham", https://www.news18.com/news/india/pakistan-issues-visas-to-139-indian-pilgrims-to-visit-katas-raj-dham-1966473.html [accessed 16-07-2019].

۵ چکوال نامہ، ۱۵ دسمبر ۲۰۱۹ء۔

مندر شیو سے منسوب ہے کہ جس کی اہلیہ ستی کی وفات پر غم کے آلم میں شیو کے آنسوؤں کی بارش کی وجہ سے پانی کے دو تالاب بن گئے جو ایک اجمیر کے قریب پشکارا میں اور دوسرا کٹاس میں ہے۔"[1]

پاکستان میں انسانی حقوق کی سالانہ رپورٹ میں واضح کیا گیا کہ سپریم کورٹ نے ان اطلاعات کا سختی سے نوٹس لیا کہ کٹاس راج میں صفائی کے ناقص انتظام اور فیکٹریوں سے نکلنے والا گندا پانی جو نہ صرف فضائی آلودگی بلکہ کٹاس مندر کے تالاب کی آلودگی کا بھی باعث بن رہا ہے چیف جسٹس آف پاکستان نے نہ صرف فیکٹریوں کے مالکان کو یہ نوٹس جاری کیا کہ وہ پانی کے پمپ بند کریں بلکہ تالاب کو صاف کرنے اور قدرتی ذرائع سے بھرنے کا حکم بھی جاری کیا۔[۲]

اسکے علاوہ پنجاب میں موجود ہندو مندر، جن کے نام درج ذیل ہیں:

آدتیہ سن مندر - ملتان۔ جگناتھ ہیکل۔ سیالکوٹ۔ کرشنا مندر، راوی روڈ، لاہور۔ والمیکی مندیر، لاہور۔ لاوا مندر، قلعہ لاہور۔ تلا جوگن مندر۔ جگناتھ مندر، سیالکوٹ۔ سری نرسمہا مندر - ملتان۔ ملتان سورج مندر، سورج کنڈ، ملتان۔ پرہلادپوری ٹیمپل، ملتان۔ پرانا مندر۔ کگرالی، گجرات۔ مالوٹ مندر۔ امب شریف معبد۔ سید پور مندر، سید پور، اسلام آباد۔ کرشنا مندر، لاہور۔ کرشنا مندر راولپنڈی۔[۳]

آزاد کشمیر: شاردا پیٹھ مندر، وادی نیلم، آزاد کشمیر۔

چنانچہ پاکستان میں موجود مندروں کی ایک طویل فہرست کے بعد اس امر کا اندازہ لگانا نہایت ہی آسان ہے کہ پاکستان میں ہندوؤں کے لئے انکی عبادت گاہیں موجود ہیں اور انکے تحفظات کے لئے حکومتی سطح پر اقدامات بھی کئے جاتے ہیں تاکہ پاکستان میں موجود ہندوؤں کے اس قدیم ورثے کو محفوظ رکھا جا سکے۔

مندروں کی تعمیر و حفاظت:

اشاعت اسلام کے بعد جو ممالک مسلمانوں کے زیر اثر تھے ان میں مسلمانوں نے نہ صرف مسلمانوں نے قدیم معبد قائم رکھے بلکہ ان کے متعلقہ جتنے بھی امور تھے ان سب کو اسی طرح بر قرار رکھا اور ان کے انتظام و انصرام کو اسی طرح چلایا۔ اس نقطے پر المقریزی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

"مسلمانوں نے نہ صرف یہ کہ پرانے معبد قائم رکھے یا ذمیوں کو نئے معبدوں کی تعمیر کی اجازت دی بلکہ معبدوں سے متعلق تمام عہدے اور وہ تمام جائیدادیں بر قرار رہنے دیں جو ان معبدوں

---

1 https://www.ancient.eu/Katas_Raj/ [accessed 16-07-2019].

۲ پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتِ حال، ۲۰۱۸ء، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق، ص ۲۲۔

3 Evacuee trust property board, Government of Pakistan, shrines branch. https://www.etpb.gov.pk/shrines-branch/ [accessed 27-08-2019].

کے وقف تھیں اور پجاریوں اور مجاوروں کے جو روزینے مقرر تھے وہ بھی اپنے خزانے سے جاری رکھے چنانچہ حضرت عمر بن العاص نے حضرت عمر کے عہد میں جب مصر فتح کیا تو جتنی اراضی گرجاؤں کے لئے وقف تھی بحال رہنے دیں۔"[1]

پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کو نہ صرف مذہبی آزادی دی گئی کہ وہ آزادانہ طور پر اپنی مذہبی عبادات و رسم و رواج کو بجالا سکتے ہیں اور اپنے مندوروں میں جاسکتے ہیں بلکہ ان کی عبادت گاہوں کو مکمل تحفظ فراہم کیا گیا ہے قیام پاکستان سے جتنے بھی مندر موجود ہیں۔ ان سب کی تعمیر وترقی کا کام حکومت وقت کی ذمہ داری ہے اور حکومت پاکستان کی طرف سے مندروں کی تعمیر و ترقی کے کام کو بخوبی سر انجام دیا جارہا ہے موہنجوداڑو، ہڑپہ، کٹاس راج مندر جو ہندوؤں کے لئے بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہے جہاں ہر سال نہ صرف پاکستانی ہندو بلکہ انڈیا، نیپال اور دیگر مما لک سے آتے ہیں اور اپنی مذہبی عبادات بجالاتے ہیں۔

"سندھ کے وزیر اعلیٰ سید عبداللہ شاہ سے ہندو برادری سے تعلق رکھنے والے ایک وفد نے گھنشام داس کی قیادت میں ملاقات کی اور انھیں مسائل سے آگاہ کیا۔ وزیر اعلیٰ نے اس وفد کو مسائل کے حل کی یقین دہانی کرائی اس موقع پر وزیر اعلیٰ نے حالیہ بارشوں سے تباہ ہونے والے مندر کی مرمت کے لئے ایک لاکھ روپے دیئے۔"[2]

Evacuee Trust property Board کے مطابق پاکستان میں موجود ۴۰۰ میں سے ۱۳ مندر ایسے ہیں جو صحیح معنوں میں آباد ہیں جہاں ہندو نہ صرف جاتے ہیں بلکہ پوجا پاٹ بھی کرتے ہیں ان مندروں میں سندھ میں سات (سدھو بیلا سکھر، گرو گرپت مندر حیدرآباد، دادو مندر، جولیالال مندر کراچی، بھائی سنتھاون داس مندر مہر دادو، تحصیل نتھن شاہ مندر رادن تن مہر دادو) پنجاب میں ۴ مندر (کرشنا مندر راولپنڈی، کٹاس راج مندر چکوال، کرشنا مندر لاہور، بالمیک مندر نیلا گنبد لاہور) جبکہ خیبر پختونخواہ کے ۲ مندر (کالی باری بازار مندر پشاور اور شیو مندر) قابل ذکر ہیں۔[3]

---

۱ کتاب المواعظ والاعتبار فی ذکر الخطط والآثار، تقی الدین احمد بن علی ابن القادر ابن احمد، المقریزی، پیرس، ۱۹۱۱ء، جلد اول، ص ۵۱۱۔

۲ روزنامہ جنگ ۴ ستمبر ۱۹۹۴ء۔

3 The express tribune, Govt to restore reopen historic Hindu temples By Asif Mehmood Published: April 10, 2019 https://tribune.com.pk/story/1947544/1-govt-restore-reopen-historic-hindu-temples/[accessed 16-7-2019].

مارچ ۲۰۱۹ء میں حکومت پاکستان کی جانب سے شاردا پیٹھ مندر آزاد کشمیر کے لئے انتہائی مثبت اقدامات کئے گئےEvacuee Trust property Board کے مطابق اگر پاکستان میں ہر سال ایک سے دو مندروں کی تعمیر و ترقی پر کام کیا جائے تو نہ صرف پاکستان بلکہ کینڈا اور انگلینڈ سے ہندو پاکستانی مندروں کا رخ کریں۔[1]

پاکستان میں مندروں کی تعمیر و حفاظت کو مد نظر رکھتے ہوئے حال ہی میں وزیر اعظم عمران خان نے سیالکوٹ میں موجود ۷۲ سال سے بند ہزار سال پرانے مندر کو دوبارہ بحال کرنے کا حکم جاری کیا[2] جو کہ پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کے مذہبی حقوق کے لئے انتہائی مثبت قدم ثابت ہوا۔

مندروں کی تعمیر کا شرعی حکم:

شریعت اسلامیہ میں جس طرح مسلمانوں کے حقوق بیان ہوئے ہیں بالکل اسی طرح غیر مسلموں کے حقوق بھی بیان کئے گئے ہیں اور اسی تناظر میں مسلمانوں کو غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت کا پابند ٹھہرایا گیا ہے۔ جہاں انہیں جان مال عزت و آبرو کا تحفظ حاصل ہے تو وہی پر انہیں مذہبی آزادی بھی دی ہے اور مسلمانوں کو انکے مذہبی تہواروں میں دخل اندازی سے منع کیا گیا ہے۔ اسکے ساتھ کچھ حدود و قیود کا بھی پابند کیا گیا ہے ان میں سے ایک غیر مسلموں کا اسلامی ریاست میں نئی عبادت گاہیں تعمیر کرنا ہے کہ اسلامی ریاست میں رہتے ہوئے غیر مسلم سرکاری خرچ سے نئی عبادت گاہیں تعمیر نہیں کر سکتے اور نہ ہی وہ عوامی مقامات پر اپنے مذہب کا پرچار کر سکتے ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾[3]

احکام القرآن للجصاص میں ہے:

وقَوْله تَعَالَى: {وَتَعاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوى} يَقْتَضِي ظَاهِرُهُ إيجَابَ التَّعَاوُنِ عَلَى كُلِّ مَا كان تَعَالَى؛ لِأَنَّ الْبِرَّ هُوَ طَاعَاتُ اللَّهِ وقَوْله تعالى: {وَلاتَعاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوانِ} نَهْيٌ عَنْ مُعَاوَنَةِ غَيْرِنَا عَلَى مَعَاصِي اللَّهِ تَعَالَى[4]."

سنن ابن ماجہ میں ہے:

---

1 The express tribune, Govt to restore reopen historic Hindu temples By Asif Mehmood Published: April 10, 2019 https://tribune.com.pk/story/1947544/1-govt-restore-reopen-historic-hindu-temples/[accessed 16-7-2019].

2 https://www.khaleejtimes.com[accessed [accessed 06-08-2019].

۳ سورۃ المائدۃ:۵/ ۲

4 احکام القرآن للجصاص، سورۃ المائدۃ: آیت ۲، جلد ۲، ص ۲۹۶، دار احیاء التراث العربی۔

«أَيُّمَا دَاعٍ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ فَاتُّبِعَ، فَإِنَّ لَهُ مِثْلَ أَوْزَارِ مَنِ اتَّبَعَهُ، وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا، وَأَيُّمَا دَاعٍ دَعَا إِلَى هُدًى فَاتُّبِعَ، فَإِنَّ لَهُ مِثْلَ أُجُورِ مَنِ اتَّبَعَهُ، وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا[1]»

ترجمہ: "جس نے لوگوں کو کسی گمراہی کی طرف بلایا، اور لوگ اس کے پیچھے ہو لیے تو اسے بھی اتنا ہی گناہ ہو گا جتنا اس کی پیروی کرنے والوں کو ہو گا، اور اس سے ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہو گی، اور جس نے ہدایت کی طرف بلایا اور لوگ اس کے ساتھ ہو گئے، تو اسے بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس کی پیروی کرنے والے کو اور اس سے اس کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہو گی"

فقہاء اسلام اسلامی ممالک کو تین اقسام میں تقسیم کرتے ہیں۔

اول: ایسے شہر جنہیں مسلمانوں نے نئے سرے سے آباد کیا ہو۔ ایسے شہروں میں ذمی نئی عبادت گاہیں تعمیر نہیں کر سکتے۔

دوم: ایسے شہر جنہیں مسلمانوں نے بزورِ شمشیر حاصل کیا ہو ایسے شہروں میں نئی عبادت گاہیں تعمیر نہیں کی جائیں گی بلکہ پرانی عبادت گاہوں کو بھی دوسرے کاموں میں استعمال کیا جائے گا۔

سوم: ایسے شہر جو صلح کے معاہدے پر بسائے جائیں ایسے شہروں میں غیر مسلموں کی پرانی عبادت گاہوں کو منہدم نہیں کیا جائے گا بلکہ پرانی عبادت گاہوں کی تجدید کی اجازت ہو گی لیکن نئی عبادت گاہوں کی تعمیر کا معاملہ غیر مسلموں سے طے شدہ شرائط پر ہو گا۔ اگر اس شرط پر صلح ہوئی کہ غیر مسلم نئی عبادت گاہیں تعمیر کریں گے تو انہیں اس بات کی اجازت ہو گی۔ اور اگر اس کے برخلاف شرط پر صلح ہوئی تو انہیں جازت نہیں ہو گی۔

((فِي صُلْحِ أَبِي عُبَيْدَةَ، مَعَ أَهْلِ الشَّامِ أَنَّهُ صَالَحَهُمْ، وَاشْتَرَطَ عَلَيْهِمْ حِينَ دَخَلَهَا عَلَى أَنْ يَتْرُكَ كَنَائِسَهُمْ، وَبِيَعَهُمْ عَلَى أَنْ لَا يُحْدِثُوا بِنَاءَ بِيعَةٍ، وَلَا كَنِيسَةٍ))[2]

ترجمہ: حضرت ابو عبیدہؓ نے ملک شام کی فتح کے وقت اہل شام کے ساتھ اس شرط پر صلح کی تھی کہ مسلمان ملک شام میں جب داخل ہونگے تو ان کی عبادت گاہوں کو چھوڑ دیں گے لیکن غیر مسلم نئی عبادت گاہوں کی تعمیر نہیں کریں گے۔

1 سنن ابن ماجہ ۳۶، بَابُ : مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً أَوْ سَيِّئَةً حدیث نمبر ۲۰۵ دار احیاء الکتب العربیۃ۔

۲ رد المختار علی الدر المختار، ابن عابدین، دار الفکر، بیروت، 1992, ج ۷ ص ۳۴۴۔

مغنی المحتاج میں ہے کہ

((وَبِنَاءُ المعَابِد لِأَهْلِ الذمة يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ هذهِ الْأَقْسَامِ فَالبِلَادُ الَّتِي اسْلَمَ عَلَيْهَا أَهْلُهَا كَالْيَمَنِ، وَالبِلَادُ الَّتِيْ مِصرَهَا الُمسْلِمُوْن، يُمْنَعُ أَهْلُ الذِّمةِ أَنْ يَحْدَثوْا فِيهَا بِيْعَةَ أَوْ كَنِيْسِيَةً)) [1]

ترجمہ: اہل ذمہ کی عبادت گاہوں کی تعمیر کا مسئلہ اسلامی ممالک کی اس تقسیم کے اختلاف کے اعتبار سے مختلف ہے چنانچہ ان ممالک میں جہاں کے باشندے اسلام لے آئے ہوں جیسا کہ یمن ہے اور ایسے ممالک جو مسلمانوں نے آباد کئے ہوں جیسے (کوفہ اور بصرہ) وہاں پر ذمیوں کے لئے کوئی عبادت گاہ یا چرچ بنانا ممنوع ہے۔

اور

((أَمَّا البِلَادُ الَّتِيْ فُتِحَتْ عَنوَةً فَلَاَ يَجُوزُ تَمْكِينُهُمْ مِن إحدَاثِ بِيعَةٍ وَلَا كَنِيْسِيَةً)) [2]

ترجمہ: جہاں تک ان ممالک کا تعلق ہے جنہیں مسلمانوں نے بزورِ شمشیر حاصل کیا ہو تو وہاں ان کو کوئی نیا عبادت خانہ یا چرچ بنانے کی اجازت نہیں جاسکتی۔

((اِذَا صُولِحُوا عَلى أَنَّ الأَرضَ لَنَا فَلَيس لَهُمْ الإِحْدَاثِ)) [3]

ترجمہ: اگر صلح کی شرط میں ملک مسلمانوں کا ہو گیا ہو تو اس میں نیا چرچ نہیں بنایا جاسکے گا

ابن قدامہ بیان کرتے ہیں کہ:

((وَمِنَ المعقُوْل: يَسْتَدِلُ بِأَنَ هَذَاالبَلَدَمِلْكٌ لِلْمُسْلِمَيْنَ وَمَا دَامَ كَذَالِكَ فَلاَ يَجُوْزَ اظْهَارُمَعَابِدِ الْكُفَّارِفِيْهِ)) [4]

ترجمہ: "عقلی لحاظ سے یہ بھی مناسب ہے کیونکہ جو ملک مسلمانوں کی ملکیت میں ہے اور ان کی ملکیت بر قرار ہو تو اس میں کافروں کو عبادت گاہ بنانے اور اپنے مذہبی شعائر کے اظہار کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔"

---

[1] مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج، محمد بن احمد الخطیب الشربینی، دار الفکر مصر، بیروت، ۱۳۹۸ھ، ج ۴ ص ۲۵۳۔

[2] مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج، ج ۴ ص ۲۵۴۔

[3] ایضا۔

[4] المغنی علی مختصر الخرقی، موفق الدین ابن قدامہ، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۳۹۲ھ، ج ۱۰، ص ۶۱۰۔

"صورتِ مسئولہ میں ہندوؤں سمیت کسی بھی غیر مسلم کو پاکستان سمیت مسلمانوں کے کسی بھی ملک کے کسی شہر یا گاؤں میں کہیں بھی نئے مندر یا غیر مسلم اقلیت کے کسی بھی نئے عبادت خانہ کی تعمیر کی شرعاً اجازت نہیں ہے، اور نہ ہی مسلمان کاریگروں اور مزدوروں کے لیے ایسی کسی تعمیر میں حصہ لینا درست ہے، اور نہ ہی حاکمِ وقت کو اس بات کا شرعاً اختیار حاصل ہے کہ وہ غیر مسلم اقلیت کی نئی عبادت گاہ سرکاری خرچہ پر تعمیر کروائے یا اس کے لیے جگہ فراہم کرے، اس لیے کہ ایسا کرنا شرک کرنے اور غیر اللہ کی پرستش کرنے میں معاونت کرنا ہے، جو کہ بنصِ قرآنی حرام ہے، اور اسی پر امت کا سلفاً وخلفاً اجماع ہے۔ پس اگر حکومتِ وقت مندر یا غیر مسلموں کے عبادت خانے تعمیر کرواتی ہے، ایسی صورت میں جتنے لوگ ان جگہوں پر غیر اللہ کی پرستش کریں گے، حکومتِ وقت اور اس کے معاونین وارباب اختیار کو از روئے فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کے اس گناہ کے برابر گناہ ہو گا، لہذا حکومتِ وقت پر لازم ہے کہ ایسا کوئی اقدام ہر گز نہ کرے جو حکمرانوں کے لیے گناہ جاریہ کا باعث ہو۔"[1]

آیتِ مبارکہ، حدیث نبویہ اور فقہاء کی رائے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ نئی جگہ عبادت گاہیں تعمیر کریں اسلامی جمہوریہ پاکستان جو صلح کے معاہدے پر وجود میں آیا تو غیر مذہب افراد کو یہ اجازت نہیں کہ وہ نئی عبادت گاہیں تعمیر کر سکیں ان غیر مسلموں میں ہندو اقلیت بھی شامل ہیں کہ انہیں یہ حق حاصل نہیں کہ وہ نئی جگہ عبادت گاہوں کا قیام عمل میں لائیں۔ لیکن اس کے باوجود سیاسی اور سماجی تناظر کے تحت پاکستان میں ہندوؤں کو یہ اجازت دی گئی کہ وہ نئے مندر تعمیر کریں بلکہ اس کے ساتھ سرکاری خزانے سے باقاعدہ فنڈز کی بھی منظوری دی گئی ہے لیکن مملکت خداداد پاکستان کے جمہوری قانون نے یہ کھلی چھوٹ دے رکھی ہے اور مندروں کی سرکاری خزانے سے تعمیر وتزئین کے قوانین شریعت کے سراسر متصادم ہے۔

ہندو پنڈتوں کے تقرر کی آزادی:

پاکستان میں ہندوؤں کے لئے ان کے مندروں میں مذہبی رسومات کی ادائیگی، تہواروں میں پنڈتوں کی قیادت نیز سیاسی اور سماجی حلقوں میں جلوسوں کی سربراہی اور نمائندگی جیسی بنیادی آزادی حاصل ہے اس کے ساتھ پاکستانی ہندوؤں کو یہ بھی آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنے مندروں میں پنڈت کا تقرر اپنی مرضی سے کر سکتے ہیں انہیں کسی قسم کی روک ٹوک یا زبردستی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا اور کسی بھی ہندو پنڈت کو اس کے عہدے پر فائز کرنا یا اس

---

[1] دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ، محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان، فتوی نمبر : ۱۴۴۱۱۱۲۰۰۵۰۰۔
https://www.banuri.edu.pk30-06-2020[accessed 11-04-202]

کے عہدے سے معزول کرنا یا پنڈت کا خود اپنے عہدے سے استعفیٰ دینا وغیرہ حکومت پاکستان اس سے مبراء ہے
۔[1]

پاکستان میں ہندو شمشان گھاٹ:

پاکستان ایک مسلم اکثریت والا ملک ہے جس میں مسلمانوں کو ہر طرح کی مذہبی، معاشی، معاشرتی آزادی حاصل ہے اگر پاکستان میں مسلم اکثریت کی مذہبی آزادی کو دیکھا جائے تو مسلمانوں کو مکمل آزادی ہے کہ وہ مساجد اور قبرستان کی تعمیر نو کر سکتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ پاکستان میں موجود باقی اقلیتوں کو بھی یہ حق حاصل ہے جس طرح پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کے لئے مندر موجود ہیں اور اب حکومت پاکستان کی جانب سے انکی تعمیر نو کا کام کیا جارہا ہے بالکل اسی طرح پاکستان میں ہندوؤں کے لئے شمشان گھاٹ[2] بھی موجود ہیں جہاں پر وہ مردوں کو جلاتے ہیں اور انکی آخری رسومات کی ادائیگی کرتے ہیں شمشان گھاٹ زیادہ تر کسی دریا یا نہر کے کنارے پر بنائی جاتی ہے تاکہ مردوں کو جلانے کے بعد راکھ کو پانی میں بہایا جا سکے چونکہ پاکستان میں ہندو اقلیت کا زیادہ تعلق سندھ سے ہے تو وہاں شمشان گھاٹ موجود ہے جہاں وہ ہندو مردوں کو جلانے اور سومات کی ادائیگی کرتے ہیں اسکے علاوہ پاکستان کے دیگر شہروں راولپنڈی، لاہور، حیدرآباد پشاور وغیرہ میں بھی شمشان گھاٹ موجود ہیں۔ کراچی میں شمشان گھاٹ دی ہندو کریمیشن گراؤنڈ ایسوسی ایشن کراچی The Hindu Cremation Ground Association, Karachi کے نام سے مشہور ہے جہان پر ہندو مردوں کو جلاتے ہیں یہ کریمیشن کراچی کے علاقے لیاری میں موجود ہے لیکن گزشتہ چند سالوں سے یہ شمشان گھاٹ پسماندگی کا شکار ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اس شمشان گھاٹ کا کام چند امیر ہندوؤں نے اپنے بل بوتے پر کروایا تھا۔ جن کا نام اس شمشان گھاٹ کی ماربل کی دیوار پر آج بھی درج ہے لیکن ان افراد کے گزر جانے کے بعد کسی نے شمشان گھاٹ کی طرف توجہ نہ کی جس کی وجہ سے اسکی حالت دن گزرنے کے ساتھ ہی بوسیدہ ہوتی جارہی ہے تاحال کراچی یا اس کے گردونواح میں جب کسی ہندو فرد کی موت واقع ہوتی ہے تو ہندو برادری کے افراد اس کے جسم کو جلانے کے لئے شمشان گھاٹ لے جاتے ہیں احتراق نعش کے بعد اسکی راکھ مٹی یا کسی بھی مرتبان میں ڈال کر گنگا میں بہانے کے لئے انڈیا لے جاتے ہیں۔[3]

---

۱ **انٹرویو:** پنڈت جے رام مہاراج، ضمیمہ ص ۲۱۰۔

۲ **شمشان گھاٹ:** وہ جگہ جہاں ہندو مذہب کے پیروکار مُردوں کو جلاتے ہیں اور موت کے بعد کی آخری رسومات ادا کرتے ہیں- [The Garuda Parana, Dipavali Debory and Bibek Debory, republished by Sri Lakshmi Services,1911, p.174.]

3 https://newspakistan.tv/karachis-biggest-oldest-hindu-cremation-ground-needs-repaired-immediately/ [accessed 20 august 2019].

اس کے علاوہ کراچی میں "Gujjar Hindu Community Burial and Cremation Ground." کے نام سے ایک شمشان گھاٹ بھی موجود ہے یہ کراچی کی سب سے بڑی شمشان گھاٹ میں سے ہے اس کے لئے "برطانوی حکومت نے اپنے دور میں ۲۲ ایکڑ زمین مختص کی تھی اس شمشان گھاٹ کی سب سے اہم بات کہ اس گھاٹ میں ہندو مُردوں کے جسم کا کوئی ایک حصہ مثلاً ہاتھ یا پاؤں جلانے کے بعد اس کو دفن کر دیتے ہیں عام طور پر ہندوؤں کا یہ رواج ہے کہ مرنے کے بعد مردوں کو جلایا جاتا ہے اور انکی راکھ کو پانی میں بہایا جاتا ہے انکا نظریہ ہے کہ انسان ۵ عناصر سے مل کر بنا ہے آگ، مٹی، ہوا، پانی اور آسمان۔ کہ جب مردے کو جلایا جاتا ہے تو وہ ان تمام مراحل سے گزرتا ہوا اپنے ارتقائی عناصر میں جا ملتا ہے لیکن پاکستان میں موجود ۸۰ فیصد ہندو اقلیت مردوں کو جلانے کے بعد دفنا دیتے ہیں۔"[1] اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ سندھ میں موجود زیادہ تر ہندو طبقہ پست معیار زندگی گزارنے پر مجبور ہے مردوں کو جلانے باعث ہونے والے اخراجات جیسا کہ لکڑی، ناریل، خوشبو اور خشک میوہ جات برداشت نہیں کر سکتے۔ جس کے باعث وہ مردوں کو جلانے کے بعد دفنا دیتے ہیں عام طور پر ہمارا یہ نظریہ ہے کہ ہندو مردوں کو جلانے کے بعد انکی راکھ پانی میں بہا دیتے ہیں لیکن ہندو مردوں کو دفنانے کی واضح مثال بھی ہمارے سامنے ہے کہ جس میں پاکستانی ہندو مردے کے جسم کا تھوڑا حصہ جلانے کے بعد اپنے قبرستان میں دفنا دیتے ہیں اور مردوں کو دفن کرنے کی درج ذیل صورت اختیار کرتے ہیں۔

> Some hindus bury their dead in a setting position. Family members and relatives would shape the body in a lotus posture, therefore sitting cross legged in a medittive pose. For this, a round pit, rather than rectangular , is dug up and a cone shaped tomb built on top. Ashok kumar, a young hindu leader from lyari said “ we choose to follow the burial practice. In fact the Sindh has recently allotted us more land for our graveyards.[2]

چنانچہ وہ اس طرح اپنے اُس عقیدے پر بھی عمل پیرا ہو جاتے ہیں کہ انسان ۵ عناصر سے مل کر بنا ہے اور واپس انہی مراحل سے گزرنا ہے۔

راولپنڈی شمشان گھاٹ:

ہندوؤں کی شمشان گھاٹ کے متعلقہ مذہبی رسومات کی ادائیگی کے لئے راولپنڈی میں شمشان گھاٹ ٹیپو روڈ ندی نالہ لئی کنارے تیار کیا گیا تھا تا کہ ہندو اپنے مُردوں کو جلا کر انکی راکھ اس پانی میں بہا سکیں اس شمشان گھاٹ کی دیوار پر نصب مار بل کی تختی کے مطابق "۱۹۲۳ء میں لال تن سکھ رائے نے اپنے بیٹے اور بیوی کی یاد

1 https://www.geo.tv/latest/149679-why-do-hindus-in-pakistan-bury-their-dead,17 July 2017 [accessed 20 august 2019].

2 https://www.geo.tv/latest/149679-why-do-hindus-in-pakistan-bury-their-dead,17 july 2017 [accessed 20 august 2019].

میں اسکی تعمیر کروائی تھی ۱۹۴۷ء کی تقسیم کے بعد بھی ہندو اس کو خاطر خواہ اپنے استعمال میں لاتے رہے پاکستان ہندو سکھ ویلفیر ایسوسی ایشن کے صدر جگ موہن کمار اروڑا کے مطابق شمشان گھاٹ کا کل رقبہ ۲۷۷ کنال پر مشتمل تھا لیکن ۱۹۴۹ء میں ۱۰ اکنال اور ۱۳ مرلے زمین اس شمشان گھاٹ کے لئے مختص کی گئی تاہم ۲۰۱۲ء میں اس شمشان گھاٹ کی دوبارہ تعمیر نو کی گئی۔"[1] اسلام آباد میں ۲۰۱۶ء میں نئے شمشان گھاٹ کی تعمیر کے لئے باقاعدہ منظوری دی گئی اور اس مقصد کے لئے اسلام آباد کے سیکٹر ایچ-۹ میں ۳۰۹ کنال کی زمین مختص کی گئی تاکہ اسلام آباد میں شمشان گھاٹ کی عدم فراہمی جیسے مسائل کو حل کیا جاسکے۔[2]

ادارہ شماریاتِ پاکستان کی رپورٹ کے مطابق " ۱۹۹۸ء میں ہونے والی مردم شماری میں صوبہ خیبر پختونخواہ میں ہندو اقلیت کی تعداد 0.11 فیصد تھی۔"[3] لیکن حال ہی میں " پشاور ہندو برادری سے تعلق رکھنے والی ایک ہندو لڑکی نے میڈیا کو بتاتے ہوئے کہا کہ پشاور میں ہندو اقلیت کے باوجود ان کے لئے شمشان گھاٹ نہیں ہے کہ وہ اپنے عزیز و اقارب کی آخری رسومات اپنے مذہب و عقائد کے مطابق ادا کر سکیں جس کی وجہ سے انہیں مُردے دفنانے پڑتے ہیں اور دیگر ہندو افراد نے یہ بھی واضح کیا کہ آخری رسومات اپنے عقائد کے مطابق ادا کرنے کے لئے پشاور سے ۸۰ کلو میٹر پنجاب کے ضلع اٹک دریائے کابل کے کنارے موجود شمشان گھاٹ جانا پڑتا ہے۔"[4] لیکن حال ہی میں حکومت پاکستان کی جانب سے خیبر پختونخواہ میں رہائشی ہندوؤں اور دیگر اقلیتوں کے لئے مزاروں مندروں اور شمشان گھاٹ کے لئے باقاعدہ بجٹ ۲۰۱۸-۲۰۱۹ منظور کیا گیا تھا اس بجٹ میں محکمہ اوقاف، حج، مذہبی اور اقلیتی امور کے محکمے کو مندر، گوردوارا اور چرچ کی تزئین و آرائش کے لئے ۵۲۴ء۷ ملین خرچ کیے گئے، جبکہ ۰۰۰ء۱۵ ملین روپے تزئین و آرائش کے ساتھ ساتھ تعمیر نو پر بھی خرچ ہوئے، اور اقلیتی قبرستان اور شمشان گھاٹ کے لئے زمین کی خریداری پر ۰۰۰ء۱۱ ملین روپے خرچ ہوئے۔[5]

آج کل پرنٹ میڈیا کے ترقی یافتہ دور میں نت نئے انداز میں ایسی رپورٹ شائع ہوتی ہیں کہ پاکستان میں ہندو کمیونٹی پستی کا شکار ہے اور مذہبی حوالے سے پاکستان میں رہتے ہوئے انہیں کسی قسم کا تحفظ حاصل نہیں ہے لیکن درج بالا بحث سے یہ واضح ہے کہ پاکستان میں ہندوؤں کو پوری مذہبی آزادی حاصل ہے اور اس کی بدولت

---

1 ڈان نیوز، شیراز حسن، ۱۴ دسمبر ۲۰۱۴ https://www.dawn.com/news/1150796 . [accessed 20-08-2019]

2 https://www.app.com.pk/3-8-kanal-plot-allocated-in-h-9-for-hindu-community-as-funeral-place-senate-told/ . [accessed 24-08-2019].

3 Pakistan Bureau of Statistics census 1998, Government of Pakistan ,http://www.pbs.gov.pk/content/population-religion [accessed 24-08-2019].

4 Crematorium projects in KP yet to see the light of day, By Asma GulMarch 14, 2018 https://www.peshawartoday.com/news/1833.[accessed 24-08- 2019].

5 Medium Term Budget Estimates for Service Delivery 2019-22,Shakeel Qadir khan, Finance Department Government of Khyber Pakhtunkhwa. P.14.

ہی انکی عبادت گاہوں اور شمشان خانوں کو نہ صرف تحفظ فراہم کیا جاتا ہے بلکہ انکی تعمیر و ترقی کے لئے باقاعدہ ہر سال فنڈز بھی مہیا کئے جاتے ہیں۔ محکمہ اوقاف اور دیگر ادارے جو پاکستان میں اقلیتوں کے تحفظات کے لئے سر فہرست ہیں پاکستان میں موجود مندر، شمشان گھاٹ کے تحفظ اور تعمیرات میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔

فصل چہارم

ہندوؤں کو درپیش مذہبی مسائل اور ان کا حل

پاکستان میں ہندو اقلیت کو جہاں مکمل مذہب آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنی مذہبی تعلیمات کے مطابق عبادات کو بجا لاسکتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں پاکستان میں رہتے ہوئے یہ بھی آزادی حاصل ہے کہ وہ مندروں میں جاسکتے ہیں اور انہیں اپنے رسم و رواج کی ادائیگی میں کسی طرح کی روک تھام کا سامنا نہیں ہے بلکہ حکومت پاکستان اور عوام کے جانب سے انہیں مکمل تحفظ بھی حاصل ہے کہ وہ اپنی زندگی اپنی مذہبی تعلیمات کی روشنی میں بسر کرسکتے ہیں چنانچہ ہندوؤں کو پاکستان جہاں اتنی مذہبی آزادی حاصل ہے تو اس کے ساتھ ساتھ چند مسائل بھی درپیش ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

پاکستان میں مندر مسمار کرنے کے واقعات:

پاکستان میں جہاں تک ہندو اقلیت کی عبادت گاہوں کا تعلق ہے تو پاکستان میں مندروں کو مسمار کرنے کے کئی ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں اس لحاظ سے قومی کمیشن برائے امن و انصاف پاکستان اور پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے ۲۰۰۵-۲۰۰۶ء کے دوران ایسے انسانی حقوق کے غیر خوشگوار واقعات کی طرف اشارہ کیا کہ جس میں ہندو اقلیت کی عبادت گاہوں کو نقصان پہنچایا گیا ہے اور چند واقعات درج ذیل ہیں۔

- ۱۹ اپریل ۲۰۰۵ء میں روزنامہ ڈان نے مندر کے گرانے کی خبر دی جس کا جائزہ انسانی حقوق کی ۲۰۰۶ء کی رپورٹ میں لیا گیا محکمہ اوقاف نے سی بلاک وہاڑی میں تقریباً ساٹھ فیصد مندر گرادیئے جو کہ ۱۹۶۰ء سے قائم تھے مندر کے تین ٹاوروں میں سے ۲ کو مسمار کر دیا جو صرف اس لئے گرائے گئے کہ ان پر مارکیٹ بنائی جاسکے کنٹریکٹ حاصل کرنے والی فرم نے بتایا کہ مندر سے سونا، چاندی اور دیگر زیورات برآمد ہوئے ہیں اس کے علاوہ مندر کی اینٹیں، کھڑکیاں، دروازے بھی فروخت کے لئے رکھے گئے ہیں۔[1]

---

۱ جائزہ انسانی حقوق ۲۰۰۶ء، مذہبی اقلیتوں کی صورت حال پر سالانہ رپورٹ، فادر عمانوئیل یوسف مانی، قومی کمیشن برائے امن و انصاف، لاہور، ص ۲۴۔

- HRCP" کراچی آفس کو ایک شکایت موصول ہوئی کہ لینڈ مافیا مندر سے ملحقہ زمین کو فروخت کرنے کی کوشش کر رہا تھا جس کی خبر HRCP کو کی گئی تحقیقاتی کمیٹی نے جب اس مندر کا دورہ کیا تو مندر سے ملحقہ جائیداد کی فروخت کو روک دیا گیا۔"[1]
- ملتان شہر میں مولوی محمد ایوب اور اس کے پیروکاروں نے جان بوجھ کو پرلات پوری کا تاریخی مندر گرا کر وہاں پر عدالت کے واضح حکم کے باوجود مسجد تعمیر کر دی۔ متروکہ وقف املاک کے ایڈمنسٹریٹر نے کوئی مداخلت نہ کی، نہ ہی کسی کو گرفتار کیا لیکن بعد میں مقدمہ درج کر لیا گیا۔

جبری تبدیلی مذہب کے مسائل و واقعات:

- "رویتا کا زبردستی مذہب تبدیل کرنے کے بعد نکاح کیا گیا: مدعی ستر ام میگھواڑ نے پولیس کو بتایا کہ چھ جون کی شب جب تمام افراد سو رہے تھے کہ کچھ لوگ ان کے گھر میں داخل ہوئے اور رویتا کو زبردستی ساتھ لے جانے کی کوشش کی۔ جس کے بعد سندھ کے صحرائی علاقے تھرپارکر کی پولیس نے نو عمر ہندو لڑکی کے مبینہ اغوا کا مقدمہ درج کر لیا۔ اس کے ساتھ ستر ام نے پولیس کو یہ بھی بتایا کہ ملزم علی نواز شاہ نے رویتا میگھواڑ کا مذہب تبدیل کر کے نکاح کر لیا ہے۔"[2]
- "ضلع گھوٹکی کے حلقہ دہڑکی سے رینا اور روینا نام کی دو کم عمر ہندو بچیاں ۲۰ مارچ سے لاپتہ تھیں، ان بچیوں کے مبینہ اغوا کا مقدمہ ان کے بھائی کی مدعیت میں تب درج کیا گیا جب علاقے کی ہندو برادری احتجاج میں سڑکوں پر نکل آئی۔ مغویہ بچیوں کے باپ ہری لال کو سر بازار چیختے چلاتے اور سر پیٹتے دیکھا۔ چند گھنٹوں بعد سوشل میڈیا پر ایک وڈیو نظر آئی جس میں دونوں بچیاں گھوٹکی کی معروف مذہبی درگاہ عالیہ بھرچونڈی شریف کے تبدیلی مذہب کے لئے مشہور پیر سائیں عبدالخالق القادری کے دست حق پرست پر اسلام قبول کرنے کا اعلان کر رہی تھیں۔ دونوں لڑکیوں نے یہ بھی بتایا کہ انہوں نے بہ رضا و رغبت اسلام قبول کرنے کے بعد دو مسلمان لڑکوں صفدر اور برکت علی ملک سے نکاح کر لیا۔ دونوں لڑکے مبینہ طور پر مغویہ لڑکیوں کے محلے دار تھے۔ قومی سطح پر احتجاج کے بعد وزیر اعظم عمران خان نے پولیس کو معاملے کی مکمل تحقیق کا حکم دیا۔"[3]

---

۱ پاکستان میں انسانی حقوق کی صورت حال ۲۰۰۵ء، رشید احمد چوہدری، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق، ص ۱۵۲۔

۲ روزنامہ جنگ، ۱۲ اپریل ۲۰۱۹ء۔

۳ گھوٹکی کی دو ہندو بچیاں اور اکیس سوال، وجاہت مسعود، ہم سب، ۲۶ مارچ ۲۰۱۹ء. https://www.humsub.com.pk/224685/wajahat-masood-539/ [accessed 10-10-2019].

بعد میں ان دونوں بہنوں نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ غربت کی زندگی اور اونچی ذات کے ہندوؤں سے تنگ آکر عزت کو ترجیح دی اور اسلام قبول کر لیا۔[1]

ہندو اقلیت کی جانب سے اسلام قبول کرنے کی سزا:

پاکستان میں ہندو اقلیت کی موجودہ صورت حال کا جائزہ لیا جائے تو ہندو مذہب چھوڑ کر اسلام میں داخل ہونے والوں کی ایک بڑی تعداد ان ہندو خاندانوں سے تعلق رکھتی ہے جن کا ناطہ شیڈولڈ کاسٹ سے ہے اور وہ اپنی غربت پسماندگی سے تنگ آچکے ہوتے ہیں اور وہ اس بار کے خواہاں ہوتے ہیں کہ انہیں بھی معاشرے میں بھی عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جائے جس کے نتیجہ میں وہ اسلام قبول کرتے ہیں۔

پرنٹ میڈیا کے دور میں پاکستان کی موجودہ صورت حال سے معلوم ہوتا ہے کہ اخبارات میں آئے دن ایسی متعدد رپورٹس شائع ہوتی رہتی ہیں جس میں میڈیا کے اُس پروپیگنڈہ کی مکمل عکاسی شامل ہے کہ چند اسلام پسند افراد نے زبردستی ہندو لڑکیوں کو اغواء کر کے بتدیلِ مذہب کے بعد ان سے شادی کر لی، جیسی خبریں واضح اور تلخ الفاظ کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں اور بین الاقوامی سطح پر پاکستان کی ساخت کو خراب کرنے کو ناکام سعی کی جاتی ہے اگر گذشتہ دہائیوں میں اخبارات وجرائد کو دیکھا جائے تو ہندو مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرنے والوں کی المناک داستانیں شامل کی گئی ہیں جس میں یہ بتایا گیا کہ ہندو اقلیت کے افراد نے ہندو مذہب چھوڑ کر نو مسلم افراد کو کس طرح تشدد کا نشانہ بنایا وغیرہ جس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

دو ہندو لڑکیوں کا اپنی مرضی سے اسلام قبول کرنے اور شادی کرنے پر ان کے شوہروں اور ان کے خاندان والوں کو ہندو افراد کی جانب سے تشدد کا نشانہ بنایا گیا:

"ٹھٹھہ کے قریب حکومت کے اتحادی رکن قومی اسمبلی سید شفقت حسین شاہ کے گاؤں سید پور میں دو ہندو لڑکیوں نے اپنی مرضی سے اسلام لانے کے بعد مسلمان لڑکوں سے شادی کی جس کے باعث ان لڑکیوں کے خاوند، انکے خاندان اور دیگر چار افراد ممبر قومی اسمبلی کے عتاب کا شکار بنے، ہندو لڑکی سومری کے خاوند حاجی ہنگورجو کہ اپنے نجی عقوبت خانے میں بند کر دیا جب کہ باقی افراد کو پولیس کی مدد سے حوالات میں بند کر دیا جنھیں وزیر اعلیٰ سندھ عبد اللہ شاہ کی مداخلت پر رہائی نصیب ہوئی نو مسلم سکینہ حاجی ہنگورجو کو نجی عقوبت خانے میں اس حد تک تشدد کا نشانہ

ا ہندو لڑکیوں کا اغواء، موم بتی مافیا کا پروپیگنڈا اور حقیقت، تصور حسین شہزاد، ایکسپریس نیوز، ۲۸مارچ ۲۰۱۹ء https://www.express.pk/story/1608358/464/[accessed 10-10-2019].

بنایا گیا کہ اسکی ٹھوڑی اور تمام دانت ٹوٹ گئے جس کے باعث نوجوان کی بوڑھی والدہ نے رکن قومی اسمبلی کے خلاف سندھ ہائی کورٹ میں مقدمہ درج کرادیا۔"[1]

نو مسلم نوجوان کا ہندو مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرنے پر رشتہ داروں نے اس کے بازو اور پاؤں داغ دیئے:

"تفصیلات کے مطابق رحیم یار خان چک ۱۱۴ پی کے ایک نوجوان نے ہندو مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرنے پر اس کے رشتہ داروں نے اُسے اغواء کر کے تشدد کا نشانہ بنایا۔ ۱۸ سالہ نوجوان جس کا ہندو نام موریا تھا نے اپنا نام تبدیل کر کے اسلامی نام محمد وسیم رکھا۔ ایک روز محمد وسیم اپنے سرپرست چوہدری عبدالعزیز سے ملنے چک ۱۱۶ گیا تو اسکے سابقہ رشتہ داروں نے اسے دیکھ لیا اور اسے اغواء کر کے نامعلوم جگہ پر لے گئے اور تشدد کا نشانہ بنایا، لوہے کی سلاخیں گرم کر کے اس کے بازو اور پاؤں کو داغتے رہے اور اسے دوبارہ ہندو مذہب اختیار کرنے پر مجبور کرتے رہے نیز اسے سابقہ منگیتر سے شادی اور پیسوں کا لالچ بھی دیتے رہے۔ اس جسمانی تشدد اور لالچ دینے کے باوجود اسکی پائے استقامت میں ذرہ برابر بھی لغزش نہ آئی، محمد وسیم انہیں جل دے کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا اور وہاں سے رحیم یار خان میں مدرسہ جامعہ القادریہ پہنچ کر وہاں کے نگران قاضی شفیق الرحمان کو اپنے اغواء کے بارے میں بتایا جس پر قاضی شفیق الرحمان نے اس کے سرپرست اور ایم پی اے میاں امتیاز احمد اور دیگر کو بتایا جنہوں نے تھانہ صدر رحیم یار خان میں رپورٹ کروائی۔"[2]

بابری مسجد کے خلاف رد عمل ہندوؤں کے مذہبی مقامات پر قبضے اور انکو مسمار کرنا:

گذشتہ چند برسوں سے دنیا کے مختلف ممالک میں مذہب اور فرقہ واریت کو بنیاد بنا کر انسانی حقوق کی حق تلفی کی جارہی ہے جس کی بنیاد پر مختلف ممالک میں امن و امان برائے نام رہ گیا ہے اور امن و امان کی صورتِ حال زیادہ تر کسی بھی رد عمل کی بنیاد پر تباہ ہوئی ہے کہ جب عوام نے کسی بھی قانون کی خلاف ورزی کی ہو اور مخالف فرقے کے افراد کو حکومتی فیصلے سے پہلے ہی زدو کوب کا نشانہ بنایا گیا ہو اور انہیں جانی اور مالی نقصان پہنچایا گیا ہو جیسا کہ

> "بابری مسجد کی شہادت پر پاکستان میں موجود ہندوؤں مسلمانوں کی جانب سے سخت تشدد پسندی کا نشانہ بنایا گیا، ان کے سینکڑوں مندر گرادیئے گئے۔"[3]

اس سانحہ کے بعد چند رجعت پسند افراد کے اشتعال دلانے پر پاکستان میں ہندوؤں اور دیگر اقلیتی افراد کو نشانہ بنایا گیا لیکن سب سے زیادہ ہندو اقلیت کو نشانہ بنایا گیا مندروں کو نشانہ بنانے کے ساتھ ساتھ ہندو افراد پر بھی

---

۱ روزنامہ خبریں، لاہور ۳۱ دسمبر ۱۹۹۴ء۔

۲ روزنامہ خبریں، لاہور، ۱۷ جون ۱۹۹۶ء۔

3 Dominic Mughal, Religious Minorities in Pakistan: Struggle for Identity ,(Christian study canter, Rawalpindi), p.58.

تشدد کیا گیا انکے گھروں کو نذرِ آتش کیا گیا اور انکی املاک کو نقصان پہنچایا گیا۔[1] لورالائی میں ایک اشتعال انگیز گروہ نے ہندوؤں کی دکانیں لوٹنے کے بعد ان کو آگ لگادی اور اسکے ساتھ مندر کو بھی آگ لگادی ایک گھر کے چھ افراد کو زندہ جلا دیا گیا۔ سبی میں ۳ مندروں کو آگ لگادی گئی، خضدار[2] میں ایک مندر کو آگ لگادی گئی اور بگران کو گولی مار دی گئی، کوئٹہ میں ہندوؤں کی متعدد املاک کو نقصان پہنچایا گیا،[3] ملتان میں ۱، لاہور میں مندر کو آگ لگانے کے ساتھ ساتھ متعدد املاک کو بھی نقصان پہنچایا، سکھر میں ۴ مندروں کو آگ لگائی گئی، لاڑکانہ میں ۲، حیدرآباد میں ۹، کراچی میں ۴ مندر متعدد گھروں اور دکانوں کو نقصان پہنچایا گیا۔[4]

امرناتھ رندھاوا جو کہ پاکستان میں ہندوؤں کی سماجی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہے ہیں کا ماننا ہے کہ "اگر دنیا کے کسی بھی کونے میں ناموس رسالت یا قرآن پاک کی بے حرمتی کا واقعہ رونما ہو جائے تو اس کا ازالہ پاکستان میں موجود اقلیتوں کو کرنا پڑتا ہے جیسا کہ حال ہی میں ناروے میں قرآن پاک کو جلانے کی کوشش کی گئی تو اس سارے معاملے میں پاکستانی مسیحی برادری کا کیا قصور، بلکل ایسے ہی جب بھارت میں ہندوؤں کی جانب سے مسلم اقلیتی برادری یا اس کی مساجد کو نقصان پہنچے تو اسکے بدلے میں پاکستانی ہندو اقلیت کو تمام مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جب انڈیا میں ہندوؤں کی جانب سے بابری مسجد کو نقصان پہنچایا گیا تو اس کے بدلے میں پاکستانی مسلم اکثریتی عوام کی جانب سے مندروں کو نقصان پہنچایا گیا اور کئی جانیں تلف کیں۔"[5] ان واقعات کے بعد پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کو درپیش مسائل سے پتہ چلتا ہے کہ پاکستان میں چند شرپسند عناصر کی وجہ ہندو کمیونٹی کو نشانہ بنانے کے ساتھ ساتھ انکی املاک کو نقصان پہنچایا گیا جس کی بدولت پاکستان کے بارے میں منفی اثرات مرتب ہوئے۔ چنانچہ پاکستان میں ہندو کمیونٹی مسائل کی روک تھام کے لئے یہ اہم ہے کہ حکومتی سطح پر ایسے قوانین نافذ کئے جائیں کہ اقلیتوں کے درپیش مسائل کی روک تھام کی جائے اور انہیں مکمل تحفظ فراہم کیا جائے۔

---

1 India's Rise as an Asian Power: Nation Neighborhood and Region, Sandy Gordon, Georgetown University Press, washtigton,2015,P.54.

۲ یہ بلوچستان کا ضلعی صدر مقام ہے جسے ۱۹۷۴ء کو قلات سے الگ ضلع کا درجہ ملا، یہ ضلع ۳ تحصیلوں اور بارہ یونین کونسلوں پر مشتمل ہے۔

۳ پاکستان اور اقلیتیں، احمد سلیم، ۲۸۰۔

4 Pakistanis Attack 30 Hindu Temples, by Reuters, the New York Times Dec. 8,1992, https://www.nytimes.com/1992/12/08/world/pakistanis-attack-30-hindu-temples.html [accessed 10-10-2019].

۵ انٹرویو: امرناتھ رندھاوا، ضمیمہ ص۲۰۹۔

ہندو لڑکیوں کا اغواء یا اپنی مرضی سے تبدیلی مذہب و شادی:

ہندوؤں میں روز بروز جبری مذہب تبدیلی کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے اور یہ واقعات زیادہ تر ایسے علاقوں میں رونما ہو رہے ہیں جہاں ہندو پسماندگی کا شکار ہے۔" خاص طور پر سندھ کے دیہی علاقے، جہاں ہندو غربت کا شکار ہیں۔ دوسرا وہاں کے امیر ہندو اپنی ہی برداری کے غریب ہندوؤں کے ساتھ جو سلوک روا رکھتے ہیں وہ تشویشناک ہے۔ ہندوؤں میں کزن میرج نہیں ہوتی، اور بھاری جہیز کے بغیر بھی کوئی رشتہ نہیں لیتا۔ اس لیے غریب گھرانوں کی لڑکیاں اچھی زندگی کے خواب آنکھوں میں سجائے یہ راستہ اختیار کرتی ہیں۔ مذہب تبدیل کر کے انہیں عزت بھی مل جاتی ہے اور دولت بھی جبکہ ایک خاندان چھوڑنے کے بدلے پورے ملک میں انہیں احترام کیا جاتا ہے جس سے ان کا اسلام کی جانب راغب ہونا ایک فطری امر ہے۔"[1]

جہاں تک یہ سوال ہے کہ "فقط لڑکیاں ہی اسلام کیوں قبول کرتی ہیں، لڑکے کیوں نہیں؟ تو یہ صرف میڈیا کا پروپیگنڈا ہے۔ لڑکیوں کی نسبت لڑکے زیادہ اسلام قبول کرتے ہیں اور بعض اوقات تو خاندان کے خاندان اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ مگر ہمارا میڈیا انہیں نمایاں نہیں کرتا، کیوں کہ میڈیا میں این جی اوز کا اثر و رسوخ ہوتا ہے جس میں ایک مخصوص ایجنڈے کے تحت مسائل کو نمایاں کیا جاتا ہے۔ جہاں میڈیا آزادانہ طور پر منفی پروپیگنڈا کرتا نظر آتا ہے تو وہی پر تصویر کا وہ رخ بھی دیکھا یا جاتا ہے کہ جس میں ہندو اور سکھ برادری کے کئی افراد اپنی مرضی سے مشرف با اسلام ہوتے ہیں ضلع گھوٹکی کے ایک نوجوان نے بھرچونڈی شریف کے بانی محمد صدیق کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسلام قبول کیا عبید اللہ سندھی نام رکھا ان کے علاوہ بھرچونڈی شریف میں لاکھوں ہندو اپنی مرضی سے مسلمان ہوئے ہیں۔"[2] پاکستانی ہندو برادری کا ہندو مذہب چھوڑنے اور اسلام قبول کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ذات پات کے نظام سے تنگ آچکے ہیں اور اسکے ساتھ ساتھ جہیز جیسی معاشرتی برائی اس طبقے میں بہت زیادہ ہے جس کی باعث ہندو بچیوں کی شادی نہیں ہو سکتی اور تیسرا مسئلہ انکی پنچائیت کا نظام ہے کہ جس میں کسی بھی فیصلے میں بیٹیاں دے کر دیرینہ جھگڑے اور دشمنیاں ختم کی جاتی ہیں چنانچہ ہندوؤں کو مذہب اسلام قبول کرنے کے بعد ان مسائل سے چھٹکارا مل جاتا ہے جس کے باعث بارضا و رغبت مذہب اسلام قبول کر لیتے ہیں۔

---

۱ ہندو لڑکیوں کی مسلمانوں سے شادیاں، مرضی کا عمل یا زبردستی؟، روزنامہ جرات، ۲۴ جون ۲۰۱۷ء۔ http://juraat.com/24/06/2017/16309/ [accessed 09-08-2019]

۲ ہندو لڑکیوں کی مسلمانوں سے شادیاں، مرضی کا عمل یا زبردستی؟، روزنامہ جرات، ۲۴ جون ۲۰۱۷ء۔

مذہبی مقامات کی تعمیر میں رکاوٹ:

"پاکستان میں ہندوؤں کو مذہبی لحاظ سے کئی مشکلات کا سامنا ہے لیکن ان میں سے ایک مذہبی مقامات کی تعمیر میں رکاوٹوں کا سامنا کرنا بھی ہے ہندوؤں کی مذہبی تعلیمات کے مطابق مُردوں کو جلایا جاتا ہے لیکن خیبر پختون خواہ اور دیگر علاقوں میں رہنے والوں ہندوؤں کے لئے شمشان گھاٹ کی سہولت نہ ہونے کے برابر ہے یا تو وہ اپنے مُردے کسی ایسے علاقے میں منتقل کرتے ہیں جہاں شمشان گھاٹ ہو جس کی بدولت انہیں کافی اخراجات کا سامنا کرنا پڑتا ہے یا پھر وہ اپنے مُردوں کو دفنا دیتے ہیں۔"[1]

ہندو کمیونٹی کی ہندوستان ہجرت:

پاکستان ہندو کونسل کے سربراہ ڈاکٹر رامیش کمار کے مطابق "ہر سال تقریبا پانچ ہزار ہندو انڈیا منتقل ہو رہے ہیں اس ہجرت کی بنیادی وجہ ان کا مذہبی استحصال ہے کہ ان کی لڑکیوں کو اغواء کر لیا جاتا ہے ان کا جبری مذہب تبدیل کروایا جاتا ہے ان کا کہنا ہے کہ ہجرت اس وقت رکے گی جب حکومت ان حملوں کو روکنے کے اقدامات کرے گی، ان کو تحفظ فراہم کرے گی اور ان کے لئے مکمل طور پر قانون نافذ کرے گی۔"[2]

ڈاکٹر بھگوان داس نے سوشل میڈیا کو بتایا کہ لینڈ مافیا ہندوؤں کی زیر ملکیت جائیدادوں پر قبضے کر رہی ہے اور بالائی سندھ میں جعلی مختار نامے بنائے جا رہے ہیں جس کے باعث ہندو برادری عدم تحفظ اور خوف کا شکار ہے بہت سے ہندو خاندان پاکستان چھوڑ کر دوسرے ممالک میں ہجرت کر رہے ہیں جبکہ کئی خاندان اپنی جائیدادیں اور گھر بیچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس مسئلے کی حل کے لئے حکومت پاکستان کی جانب سے سپریم کورٹ آف پاکستان نے سندھ میں ہندو برادری کی جائیدادوں پر تجاوزات پر از خود نوٹس لیا اور اس الزام کو مسترد کیا۔[3] گذشتہ چند دہائیوں سے پاکستان میں ہندو اقلیت کی پاکستان میں قلیل تعداد کی ایک وجہ ان کا ہندوستان ہجرت کرنا ہے جس کے باعث پاکستان میں ہندو اقلیت کی تعداد میں تیزی سے قلت آرہی ہے اس ہجرت کی روک تھام کے لئے موثر ہے کہ بروقت مسائل کو حل کیا جائے تاکہ ہندو انڈیا میں ہجرت کرنے کی بجائے پاکستان میں خوشحال زندگی بسر کر سکیں۔

---

1 https://www.bbc.com/urdu/pakistan-38497037 [accessed 10-10-2019].

2 State of Human Rights in2014, (Pakistan Lahore: Human Rights Commission)p.124. https://www.bbc.com/urdu/pakistan/2015/06/150601_christian_feeling_fz[accessed 10-10-2019].

۳ پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال، ۲۰۱۸ء، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق، ۲۰۱۸، ص ۱۱۸۔

مذہبی مسائل اور ان کا حل:

پاکستان میں ہندو اقلیت کے مذہبی مسائل اور ان کا حل درج ذیل ہے۔

۱۔رینا،روینا جبری تبدیلی مذہب کی تحقیقات کے لئے پانچ رکنی کمیشن تشکیل:

رینا، روینا جبری تبدیلی مذہب کی تحقیق کے لئے اسلام آباد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس اطہر من اللہ نے تحقیقاتی کمیشن بنانے کا حکم دیا۔" جس میں وفاقی وزیر برائے انسانی حقوق شیریں مزاری، جسٹس ریٹائرڈ تقی عثمانی، آئی اے رحمان، خاور ممتاز اور ڈاکٹر مہدی حسن شامل ہوئے جنہوں نے اس معاملے کی آزادانہ انکوائری کی اور ڈھر کی کی خانقاہِ عالیہ قادریہ بھرچونڈی شریف کے منتظم پیر عبدالحق عرف میاں مٹھو کو بھی اس موقع پر طلب کیا گیا ان سے جب پوچھا گیا کہ جب بھی لڑکیوں کا جبری مذہب تبدیل کرانے کا معاملہ پیش آتا ہے تو ایک ہی ضلع کا اور ان کا نام کیوں لیا جاتا ہے تو اس پوچھنے کے سبب انہوں نے کہا کہ ہمارا ایمان بِکنے والا نہیں ہے۔اس واقعے کے بعد ہم نے چار اور لڑکیوں کو بھی مسلمان کیا ہے۔"[1] چنانچہ پاکستان میں ہندو کمیونٹی میں جبری تبدیلِی مذہب کے واقعات رونما ہوتے ہیں لیکن ان کے تحفظات کے لئے الگ سے کمیشن تشکیل دیا جاتا ہے جس کا مقصد صرف اور صرف ان مسائل کی چھان بین کرنا اور ان کو بروقت حل کرنا ہے۔

۲۔ردعمل سے بچاؤ کی تدابیر اختیار کرنا:

جیسا کہ بابری مسجد کی شہادت کے بعد مسلمانوں کی جانب سے یہ ردعمل سامنے آیا کہ پاکستان میں موجود مندروں کی توڑ پھوڑ کی گئی جس کے نیتجے میں معاشرے میں تشدد اور تضاد کی فضاء پیدا ہوئی، ان مذہبی مسائل کا بہتر ین حل یہی ہے کہ اگر دنیا میں اقلیت اور اکثریت کا تضاد موجود ہے تو مذہبی مسائل اور مندروں اور عبادت گاہوں کو مسمار کرنے کی بجائے قومی اور بین الاقوامی سطح پر سلجھانے کی کوشش کی جائے جس سے نہ تو کسی کے عبادت خانوں کو نقصان ہو اور نہ ہی معاشرتی اخلاقیات تنزلی کا شکار ہوں۔

۳۔جبری مذہب تبدیلی کے واقعات کی روک تھام اور اس کا حل:

پاکستان میں ہندوؤں کو درپیش مسائل میں سے ایک مسئلہ جبری تبدیلِ مذہب کا بھی ہے ہیومن رائٹس آرگنائزیشن کی سالانہ رپورٹس کے مطابق پاکستان میں متعدد ہندو لڑکیوں کو اغواء کر کے زبردستی اسلام قبول کروانے کے بعد ان سے جبری نکاح کر لیا جاتا ہے ہندو لڑکیوں کو زبردستی دائرۂ اسلام میں داخل کرنے سے اختلاف تو

---

[1] رینا، روینا جبری تبدیلی مذہب کی تحقیقات کے لئے پانچ رکنی کمیشن تشکیل، اردو نیوز، ۲ اپریل ۲۰۱۹ء https://www.bbc.com/urdu/pakistan-47755744[accessed 10-10-2019].

ہو سکتا ہے مگر یہ حقیقت ہے کہ جبری دائرِ اسلام میں داخل کرنا حکم خداوندی کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ کیونکہ کتابِ ہدایت میں ہے۔

﴿ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ﴾ [1]

ترجمہ:"دین میں کوئی زبردستی نہیں۔"

امام ابن کثیر اس کی تفسیر کرتے ہیں۔

"((لَا تُكرِهوا أَحداً عَلَى الدُّخُولِ فِي دِينِ الْإِسْلَامِ فَإِنَّهُ بَيِّنٌ وَاضِحٌ جَلِّي دَلَائِلُهُ وَابرَاهِينُهُ لَا يَحتَاجُ إِلَى أَن يُكْرَهَ أَحَدٌ عَلَى الدُّخُولِ فِيهِ))۔[2]"

ترجمہ: تم کسی کو دینِ اسلام میں داخل ہونے پر مجبور نہ کرو، کیونکہ دینِ اسلام کے دلائل واضح اور روشن ہیں اور یہ اس بات کا محتاج نہیں ہے کہ اس میں داخل ہونے کے لئے کسی کو مجبور کیا جائے۔ [3]

موجودہ صورت حال میں حکومتی عہد اداران، ہندو کمیونٹی اور صاحبِ عقل پاکستانی عوام کے لئے جبری مذہب تبدیلی کے واقعات بہت بڑا چیلنج بن چکے ہیں اگر اس کا حل ڈھونڈا جائے تو روشن کتاب جو ہماری رشد وہدایت کا ذریعہ ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو کو گھیرے ہوئے ہے میں خداوند تعالیٰ نے صریح حکم دیا ہے کہ جبری مذہب اسلام میں کسی کو بھی داخل نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ جبری مذہب تبدیلی جیسے مسائل کا یہی سب سے بہتر حل ہے کہ کسی کے ساتھ زبردستی نہ کی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَن فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا ۚ أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴾"[4]

"ترجمہ: اور اگر آپ کا رب چاہتا تو ضرور سب کے سب لوگ جو زمین میں آباد ہیں، ایمان لے آتے (جب رب نے انہیں جبرا مومن نہیں بنایا) تو کیا لوگوں پر جبر کریں گے کہ وہ مومن ہو جائیں۔"

---

۱ سورۃ البقرۃ:۲/۲۵۶۔

۲ تفسیر ابن کثیر، عماد الدین ابو الفدا اسمعیل بن عمر بن کثیر القریشی البصری ثم الدمشقی، تفسیر القرآن العظیم، دار طیبہ للنشر والتوزیع، طبع ثانیہ ۱۹۹۹ء، 1:682۔

۳ تفسیر ابن کثیر، عماد الدین ابو الفدا اسمعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی، مترجم: امام العصر محمد جونا گڑھی، مکتبہ اسلامیہ پرنٹرز، اپریل ۲۰۰۹ء، جلد اول، ص ۴۲۴۔

۴ سورۃ یونس:۱۰/۹۹۔

چنانچہ لوگوں میں یہ شعور پیدا کرنا کہ جس کام کا حکم اللہ نے دیا ہے اس کو بجالا یا جائے اور جس سے منع فرمایا۔ اس سے رک جانا چاہئے۔

اور اگر آئینِ پاکستان کی روشنی میں ان مسائل کا **سدباب** کیا جائے تو پاکستان میں ہر **فرد** کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ اپنی مرضی سے زندگی بسر کر سکتا ہے ۔ذات رنگ نسل مذہب سے بالاتر ہو کر زندگی گزار سکتا ہے۔ حال ہی میں اقلیتوں کے تحفظ کے لئے سندھ اسمبلی میں جبری تبدیلیِ مذہب کا بل پیش کیا گیا، جس میں جبری مذہب تبدیل کروانے کے لئے باقاعدہ جرمانے اور قید کی سزا مختص کی گئی ہے۔

خلاصہ باب:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اسلامی تعلیمات کے مطابق دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں اور مملکت پاکستان کا دستوری آئین بھی تمام شہریوں کو یہ اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنے مذہب اور عقیدے کے مطابق زندگی گزار سکتے ہیں ان پر کسی قسم کی کوئی پابندی نافذ نہیں کی جائے گی۔

پاکستان ایک اسلامی و نظریاتی ملک ہے جس کو اسلام کے روشن اصولوں پر بنایا گیا ہے اور ہندو اقلیت کا شمار پاکستان کی دوسری بڑی اقلیت میں ہوتا ہے۔ جس کو پاکستان میں ہر طرح کی مذہبی آزادی حاصل ہے انہیں پاکستان میں رہتے ہوئے پورا حق حاصل ہے کہ وہ اپنی زندگی اپنی مذہبی تعلیمات اور عقائد کے مطابق گزار سکتے ہیں اسکے علاوہ انہیں پاکستان میں رہتے ہوئے اپنے رسم ورواج ادا کرنے کی بھی مکمل اجازت ہے۔

پاکستان کے بعض ہندو اقلیتی افراد کا حکومت پاکستان سے یہ شکوہ رہا کہ ان کے مذہبی حقوق کو غضب کیا جا رہا ہے یا انہیں وہ بنیادی حقوق حاصل نہیں جن حقوق کا قیام پاکستان کے وقت ان سے وعدہ کیا گیا تھا اور پرنٹ میڈیا کے دور میں کچھ ایسی رپورٹس سامنے آتی ہیں کہ جن سے شدت پسند عناصر یہ باور کرانے کی کوشش کراتے ہیں کہ پاکستان میں ہندو اقلیت کے حقوق تلف کئے جا رہے ہیں یا انہیں وہ بنیادی حقوق حاصل نہیں جو مسلم اکثریت کو حاصل ہیں تو اس مقصد کے لئے حکومت پاکستان نے اقلیتوں کے لئے باقاعدہ ایک بل کی منظوری دی جس کا واضح ہدف یہ کہ کسی فرد کو بالجبر مذہب تبدیل نہیں کروایا جاسکتا اور اگر کوئی بھی ایسی غلطی کا ارتکاب کرتا ہے تو حکومت پاکستان کی جانب سے اس کے خلاف کاروائی کی جائے گی چنانچہ اس سے نہ صرف ہندوؤں کی دلجوئی ہوئی کہ انہیں جبری مذہب تبدیلی پر مجبور نہیں کیا جاسکتا اور یہ کہ وہ آزادی سے اپنے مذہب کے مطابق زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

قیام پاکستان سے ہندو اقلیت کے افراد ہر سال اپنے رسم و رواج اور مذہبی تہواروں کا انعقاد بہت جوش و خروش سے کرتے ہیں اور انکے تہواروں پر نہ صرف حکومت کی جانب سے انہیں تحفظ فراہم کیا جاتا ہے بلکہ ان کی مالی معاونت کے لئے باقاعدہ بجٹ بھی منظور کیا جاتا ہے اس بجٹ کی منظوری سے نہ صرف ہندو بلکہ دیگر اقلیتوں کو بھی استحکام ملتا ہے، مذہبی تہواروں کو آزادی سے منانے اور حکومت کی جانب سے تحفظ دینے کے سلسلے میں وہ یہ اعتراف کرتے خود نظر آتے کہ پاکستان میں انہیں انکے مذہبی تہواروں پر مکمل تحفظ فراہم کیا جاتا ہے اور حکومت کی جانب سے باقاعدہ انکے تحفظ کے لئے عملی اقدامات بھی کئے جاتے ہیں پاکستان میں رہتے ہوئے ہندو اقلیت کو اپنے تہواروں پر عام اور اختیاری چھٹی کا حق بھی حاصل ہے چنانچہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہندو اقلیت کو تہواروں پر مکمل آزادی حاصل ہے۔

اس کے ساتھ ہی وہ آزادانہ طور پر اپنی عبادات بجا لاسکتے ہیں اور آزادی کے ساتھ اپنی عبادت گاہوں میں جاسکتے ہیں اور پاکستان میں جہاں کہیں مندر موجود تھے زیادہ تر اپنی ساخت برقرار رکھے ہوئے ہیں لیکن وقت گزرنے کو ساتھ ساتھ بوسیدہ شکل اختیار کرتے نظر آتے ہیں لیکن حکومت پاکستان کی جانب سے مندروں کی تعمیر و ترقی کے لئے باقاعدہ بجٹ کی منظوری دی گئی تاکہ مندروں کی تزئین و آرائش اور تعمیر نو کے کام کئے جاسکیں۔

چونکہ پاکستان میں ہندو اقلیت کی زیادہ تعداد سندھ میں موجود ہے اس لئے ان کے زیادہ مندر سندھ میں ہیں جہاں وہ اپنی مذہبی رسومات ہولی اور دیوالی جیسے تہواروں کا انعقاد کرتے ہیں ہندو اقلیت کو پاکستان میں رہتے ہوئے پورا اختیار ہے کہ وہ مرضی سے پنڈت منتخب کر سکتے ہیں اس تقرر میں ہندوؤں کے علاوہ کسی کو بھی بالا دستی حاصل نہیں اس کے علاوہ ہندوؤں کی آخری رسومات کی ادائیگی کے لئے شمشان گھاٹ بھی موجود ہے جہاں وہ اپنے مُردوں کو جلاتے اور انکی راکھ دریائے گنگا میں جا کر بہاتے ہیں۔

پاکستان میں ہندو ایک بڑی اقلیت ہونے کے ناطے جہاں پر ہندوؤں کو وافر تعداد میں وسائل حاصل ہیں تو اتنی بڑی تعداد ہونے کے ناطے کچھ مسائل سامنا کرنا پڑرہا ہے انکے درپیش مذہبی مسائل میں سب سے سنگین مسئلہ مندروں کا گرایا جانا ہے اور اسکے ساتھ ساتھ چند اشتعال پسند افراد کی وجہ سے بچیوں کا اغواء اور جبری مذہب تبدیلی کے واقعات کا رونما ہونا ہے اس کے ساتھ ساتھ انہیں پاکستان میں رہتے ہوئے بعض مقامات پر شمشان گھاٹ بھی میسر نہیں کہ وہ اپنی آخری رسومات ادا کر سکیں لیکن حال ہی میں ان کے لئے بھی باقاعدہ بجٹ کی منظوری دی گئی تو گویا اس حقیقت کے تحت ہندو اقلیت کو نہ صرف مذہبی آزادی عقائد کی حد تک حاصل ہے بلکہ انہیں اپنی عبادت گاہوں میں جانے کی بھی پوری آزادی ہے اور عبادت گاہوں کی تعمیر نو اور تزئین و آرائش کی بھی یہ آزادی جو ہندو اقلیت کو پاکستان میں حاصل ہے کسی اور ملک میں حاصل نہیں ہے۔ پاکستان میں ہندوؤں کے مذہبی تہوروں کی بدولت پیدا ہونے والی مسائل جس سے نہ صرف ہندو اقلیت بلکہ تمام معاشرے کے لئے مسائل جنم لے رہے ہیں ان تہواروں پر آتش بازی اور کیمیائی رنگوں کا استعمال کم کیا جائے بلکہ ان پر پابندی لگائی جائے تاکہ ماحولیاتی آلودگی میں کمی آسکے۔

چنانچہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہندو اقلیت کے مذہبی مسائل کے حل کے لئے بحیثیت ایک مسلمان ان کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہئے جو رسول ﷺ نے غیر مسلموں کے ساتھ کیا تھا اور آئین پاکستان کی روشنی میں عملی بنیادوں پر تحفظ فراہم کیا جائے اور جو آزادی اسلامی تعلیمات اور آئین پاکستان کی رُو سے انہیں حاصل ہے کو باہم پہنچایا جاسکے۔

باب سوئم

پاکستان میں ہندوؤں کا دفاعی کردار و سیاسی حقوق

فصل اول: پاکستانی دفاع میں ہندوؤں کا کردار

فصل دوئم: سیاسی حقوق

فصل سوئم: سماجی تحفظ کے لئے قانون سازی

فصل چہارم: ہندوؤں کو درپیش بعض سیاسی و دفاعی مسائل اور ان کا حل

فصل اول

پاکستانی دفاع میں ہندوؤں کا کردار

پاکستان میں موجود تقریباً تمام اقلیتیں مختلف شعبہ ہائے زندگی میں اپنی سرگرمیاں سرانجام دے رہی ہیں اور مختلف سمتوں میں ذریعہ معاش کی جدوجہد میں گامزن ہیں۔ ان اقلیتوں میں سے ایک ہندو اقلیت بھی ہے جس کے افراد پاکستان میں رہتے ہوئے تقریباً ہر ادارے سے وابستہ ہو کر کام کر رہے ہیں چاہے ان اداروں کا ربط معاشرت سے ہو یا مذہب سے، معیشت سے ہو یا سیاست سے، سب میں ان کا کردار نمایاں ہے۔ اور جہاں تک پاکستان میں موجود اقلیتوں کا پاکستانی دفاع سے تعلق ہے تو پاکستانی اقلیتیں دفاع میں بھی اہم کردار ادا کر رہی ہیں جو کہ قابلِ ذکر ہے لیکن جب پاکستان میں ہندوؤں کا دفاع میں کردار ذکر کرنے کی بات آتی ہے تو سب سے پہلے غیر مسلموں کی عسکری خدمات کا جائزہ لینا ضروری ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

غیر مسلموں کی عسکری خدمات:

غیر مسلم اقلیتوں کو اسلامی ریاست میں کیا ذمہ داریاں دی جا سکتی ہیں تو اس بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ

"ایسے عہدے یا حساس ادارے جن کا تعلق مملکت کے تحفظ اور دفاع و سلامتی سے ہو اور جس میں رازداری کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہو تو ایسے عہدے غیر مسلموں کو نہیں دیئے جا سکتے کیونکہ ایسی مملکت جس کی تشکیل اسلامی فکر پر کی گئی ہو تو اس سے محبت صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو اسلام پر ایمان رکھتا ہو، صاحبِ عدل ہو۔"[1]

کیونکہ اس سلسلہ میں ارشاد خداوندی ہے کہ:

"﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ﴾"[2]

"ترجمہ: مومنو! کسی غیر (مذہب کے آدمی) کو اپنا رازداں نہ بنانا یہ لوگ تمہاری خرابی اور (فتنہ انگیزی کرنے) میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ (جس طرح ہو) تمہیں

---

۱ انسانی حقوق اور اسلامی نقطۂ نظر، محمد ظفیر الدین مفتاحی، ایفا پبلیکیشنز، نئی دہلی، ۲۰۱۱ء ص ۲۶۵۔

۲ آل عمران ۳:۱۱۸۔

تکلیف پہنچے ان کی زبانوں سے تو دشمنی ظاہر ہو ہی چکی ہے اور جو (کینے) ان کے سینوں میں مخفی ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سنادی ہیں۔"

اور ایسے ادارے کہ جو حساس نہیں ہیں ان میں غیر مسلموں کو ملازمت کے مواقع فراہم کرنے میں کوئی عار نہیں ہے علامہ ابن قیم فرماتے ہیں:

"أَمَّا اسْتِئجارُهُمْ فَقَدْ ثَبتَ عَنَ النَبِىﷺ أَنَهُ اسْتَأجِرُ دَلِيْلًا يدْلهُ عَلَى الطَرِيْقَ الهِجْرَة وَكَامَ مُشْرِ كًا، فَأ مِنْهُ ودفع إِلِيْهِ راحْلَتَه هُوَ والصدِيْق"[1]

ترجمہ: جہاں تک غیر مسلموں کو اجیر رکھنے کی بات ہے تو آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ہجرت کے راستہ کی راہنمائی ایک غیر مسلم راستہ بتانے والا رکھا تھا، آپؐ نے ان پر بھروسہ کیا تھا، اور آپ ﷺ نے اور حضرت ابو بکرؓ نے اپنی سواری انہیں سپرد کی۔

ابن قیم اس واقعے سے جو استدلال کیا ہے، کہ

"غیر مسلم اقلیتوں کو حساس عہدے بھی دیئے جاسکتے ہیں مگر ان کے لئے شرط یہ ہے کہ انکی وفاداری اور دیانت پر مکمل اعتماد ہو۔ کیونکہ ہجرت جیسے نازک واقعہ میں آپ ﷺ نے ایک غیر مسلم پر اعتماد کیا عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے بنو قینقاع کے یہودیوں سے مدد لی۔[2] ایک اور روایت میں ہے کہ غزوہ خیبر کے دس یہودی آپ ﷺ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے تھے اور غزوہ حنین میں آپ ﷺ نے صفوان بن امیہ سے مدد لی تھی ان واقعات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے فقہاء اس بات پر قائل ہیں کہ قابلِ اعتماد غیر مسلموں سے عسکری خدمات لی جاسکتی ہیں۔"[3]

جیسے جیسے وقت گزرتا رہا مسلمانوں کے دورِ حکومت میں اس پر عمل ہوتا رہا۔ اس سلسلہ میں مولانا شبلی اپنی کتاب مقالات شبلی میں ذمیوں کی دفاعی سرگرمیوں اور حقوق کے بارے میں قلم اٹھاتے ہیں اس سلسلہ میں ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"اسلام کے آغاز سے ملکی اور دفاعی محکمے الگ الگ نہ تھے کیونکہ جو صوبے کا گورنر ہوتا وہی اُس کا سپہ سالار بھی ہوتا تھا لیکن جس قدر تمدن ترقی کرتا گیا اسی قدر ہی تمام صیغے الگ الگ صورت

---

١ احکام اہل الذمہ، ابن قیم، ۱/۲۰۷۔

۲ ایضاً۔

۳ کتاب الاعتبار للحازمی، ۲۱۷۔

پکڑتے گئے اس موقع پر یہ عمل قابلِ استفسار ہے کہ جب غیر قوموں نے فوجی خدمات کو قبول کرنا چاہاتو اسلام نے انکی اس خواہش کا خیال رکھا حضرت عمر کے وقت یہ مواقع بارہاپیش آئے کہ جب عیسائی اور آتش پرستوں کو فوج میں شامل کیا گیا۔ اسلام کے ابتدائی زمانے میں وہ عہدے اور خدمتیں جنہیں فوجی حیثیت حاصل تھی ذمیوں کو کم ملے لیکن وہ عہدے جن کا ربط اس حیثیت سے نہ تھا وہ ذمیوں کے لئے کھلے رہے بلکہ خاص طور پر انہی کے ہی قبضہِ اختیار میں رہے ۔ مال گذاری اور خراج کے محکموں میں عموما آتش پرست اور عیسائی قابض رہے یہاں تک کہ دفتری زبان فارسی، قبطی اور لاطینی رہی، شام میں ۸۷ھ تک دفتر خراج لاطینی زبان میں تھا اور انتسنساس نامی عیسائی اس محکمے کا افسر تھا۔ حجاج بن یوسف کے عہد میں دفتر خراج کا میر منشی جس کا نام فرخ زاد تھا وہ آتش پرست تھا۔"[1]

تاریخِ یعقوبی میں ذکر کیا گیاہے:

"رفتہ رفتہ تمدن میں زیادہ ترقی ہوئی اور تو ملکی اور فوجی صیغوں میں فی الجملہ امتیاز ہونے لگاتو ذمیوں کو ملکی اداروں میں برتری حاصل ہونے لگی تو اس کی ابتداء امیر معاویہ کے زمانے سے ہوئی ایک عیسائی جس کا نام ابن آثال تھا حمص [2] کا فنانشل کمشنر اور وہاں کا حاکم مقرر ہوا۔"[3]

علامہ شبلی بیان کرتے ہیں:

"سلطنت بنو امیہ کا دوسرا تاج دار عبد الملک بن مروان کا کاتب ابن سرجون جو ایک عیسائی تھا، دولت عباسیہ میں ابو اسحاق صابی بڑے رتبے کا شخص تھا، ابن خلکان نے جس کی بہت تعریف کی ہے۔ سلطنت دیلم کا سر تاج عضد الدولہ کا وزیر اعظم ایک عیسائی تھا۔ جس کا نام نصر بن ہارون تھا۔"[4]

---

۱ مقالاتِ شبلی، شبلی نعمانی، دارالمصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ (ہند) ۱۹۹۹ء، جلد اول، ص ۲۰۶۔

۲ **حمص:** شام کا تاریخی شہر جو دمشق سے ۳۰۰ کلو میٹر شمال کی جانب دریائے عاصی کے مشرق میں واقع ہے۔ قدیم زمانے میں حمص سورج دیوتا کے مندر کی وجہ سے مشہور تھا حمص بازنطینی حکومتوں کا بڑا مرکز رہا، یہ شہر عبیدہ بن الجراح اور خالد بن ولید کے ہاتھوں سے ۶۳۵ء میں فتح ہوا۔

۳ تاریخِ یعقوبی، احمد بن ابی یعقوب، (مترجم: اختر فتح پوری)، نفیس اکیڈمی، کراچی، ج دوم، ص ۲۶۵۔

۴ مقالاتِ شبلی، شبلی نعمانی، جلد اول، ص ۲۰۷۔

اسلامی حکومتوں میں سول اور ملٹری محکمے الگ الگ تو نہ تھے لیکن وہ صیغے جو فوجی حیثیت رکھتے تھے ان میں ذمیوں کی تعداد کم تو تھی لیکن ان کے علاوہ تمام عہدے اور مناصب ذمیوں کے لئے کھلے تھے ہر زمانے میں لاکھوں کی تعداد میں عیسائی، آتش پرست اور ہندو تھے ہندوستان میں ایک خاص تبدیلی یہ رونما ہوئی کہ فوج میں ہندوؤں کی ایک بڑی تعداد کو شامل کیا گیا اور انکی فوجی خدمتیں قبول کی گئیں۔ جس کے ثمرات یہ مرتب ہوئے کہ تمام بڑے ملکی عہدے ہندوؤں نے حاصل کر لئے۔ عموماً یہ تاثر قائم ہے کہ اکبر کے عہد میں ہندوؤں پر بادشاہ کی نظرِ خاص تھی جس کی بدولت ہندوؤں کے خاص مراعات حاصل تھے حالانکہ اسلام جب عرب میں داخل ہوا اور محمد بن قاسم نے فتحِ سندھ کے بعد ہندو جس عہدے پر فائز تھے انہیں ان کے عہدوں سے نہ ہٹایا۔ محمود غزنوی اور انکے بعد سلاطین دہلی، مغلیہ دورِ حکومت اور نگزیب عالمگیر کے دورِ حکومت میں بھی ہندوؤں نے فوج میں شمولیت اختیار کی۔

سلاطین دہلی عہد میں ہندوؤں کی فوج میں موجودگی:

مسلمان مفتوحین نے جب ہندوستان پر اپنا قدم جمانے شروع کئے اور اس سلسلے میں انہیں کثیر تعداد میں لڑائیاں لڑنی پڑیں اور طاقت کے بل بوتے پر اپنی حکومتیں قائم کیں۔ تاریخ میں جہاں انکی خون آشامی کا ذکر ملتا ہے تو وہی پر انکی فراخ دلی، دل جوئی، رواداری اور انسانیت نوازی کی روشن مثالیں بھی ملتی ہیں۔ جس کا اعتراف خود ہندو مورخین بھی اپنی کتابوں میں کرتے ہیں ایک مشہور مورخ تاراچند اپنی کتاب "ہندوستانی کلچر پر اسلام کے اثرات" میں لکھتا ہے کہ:

> "جب ہندوستان پر مسلمانوں کی حکومت قائم ہوئی تو انہوں نے ہندوؤں کو مختلف عہدوں پر مقرر کرنا ضروری قرار دیا محمود غزنوی کی فوج میں بھی بکثرت ہندو سپاہی تھے جو اسکی حمایت میں وسط ایشیاء میں جاکر لڑے، جس میں ہندو فوجی کمانڈر تلک نے محمود غزنوی کا بھرپور ساتھ دیا اور جب قطب الدین ایبک نے ہندوستان میں رہ کر حکومت کرنے کا فیصلہ کیا تو ملکی نظام کو چلانے کے لئے ہندوؤں کو مقرر کیا گیا۔"[1]

سلاطین دہلی کے دور سے پہلے ہندوؤں کو فوج میں رکھنے کی پرانی روایات موجود تھیں اور سلاطین نے اپنے دور میں بھی انہی روایات کو برقرار رکھا لیکن تین صدیوں میں صرف انہی ہندوؤں کو بطور سپاہی فوج میں رکھا گیا جن پر مسلمانوں کو مکمل اعتماد تھا۔[2]

---

۱ ہندوستانی کلچر پر اسلام کے اثرات، تاراچند، آزاد کتاب گھر، دہلی، ۱۹۶۶ء، ص ۱۳۷، ۱۳۶۔

۲ تاریخ فیروز شاہی، ضیاء الدین برنی، (مترجم: معین الحق)، مرکزی اردو بورڈ، لاہور، ص ۷۴۵۔

مغلیہ عہدِ حکومت میں ہندو بطور فوجی عہدے دار:

مغلیہ عہدِ حکومت میں ہندوستان میں ہندوؤں کو بڑے فوجی عہدوں سے نوازا گیا تھا۔ یہ گمان کیا جاتا ہے کہ اکبر کے زمانے میں ہی ہندوؤں کو تمام حقوق و مراعات حاصل تھے بلکہ شاہ جہان، عالمگیر اور جہانگیر کے عہد حکومت میں بھی ہندو بڑے فوجی عہدوں پر تعینات تھے۔

شاہجہان کے دورِ حکومت میں فوجی ہندو منصب دار:

شاہجہان کے دور میں سب سے بڑا منصب نو ہزاری تھا یعنی وہ ارکانِ سلطنت جن کو نو ہزار سوار رکھنے کی اجازت ہوتی ہے اس کے بعد ہفت ہزاری تھا جس پر مہانت خان خاناں ممتاز تھا اور پھر اس کے بعد پنج ہزاری اور چار ہزاری منصب تھے لیکن اس درجہ کے مناصب پر مسلمانوں اور ہندوؤں کی تعداد برابر تھی لیکن شاہجہان نامہ میں ان عہدوں پر فائز جن ہندوؤں کا ذکر آیا ہے ان میں چند ہندوؤں کے نام حسبِ ذیل ہیں۔

پنج ہزاری کے منصب پر درج ذیل ہندو فائز تھے۔

راجا جگت سنگھ، راؤ رتن ہاڈا، گج سنگھ، داجی رام، مالوجی دکنی، جھجار سنگھ وغیرہ۔

چار ہزاری کے منصب پر یہ لوگ فائز تھے۔

راجا پتھل داس، بھارت بندیلہ، راؤ سور، جگدیو رائے، ہمیر رائے وغیرہ۔

گیارہ ہندو افسر دو ہزاری، بارہ ڈیڑھ ہزاری، سولہ ایک ہزاری، آٹھ نہ صدی، گیارہ ہشت صدی، آٹھ ہفت صدی اور ان سے نیچے کے عہدے دار تو بے شمار تھے۔[1]

اورنگزیب عالمگیر کے دور میں ہندوؤں کی دفاعی سرگرمیاں:

عہد عالمگیری کے بعض خصوصی احکام پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اورنگزیب عالمگیر اپنے دور میں رعایا کے ساتھ انصاف پسند اور فراخ دل تھے لیکن کچھ عرصے سے چند شدت پسندوں کی جانب سے یہ آواز بلند ہوتی سنائی دیتی ہے کہ عالمگیر کے عہد میں ہندو رعایا کے ساتھ برا سلوک کیا گیا اور انہیں جبر و تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور اورنگزیب کو بطور بت شکن، ہندو کش جابر اور ظالم بادشاہ کی حیثیت سے متعارف کرایا گیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اورنگزیب عالمگیر نے اپنے قلم رو میں ہندو رعایا کے ساتھ وہ حسنِ سلوک کیا ہے جس کی مثال تاریخِ ہند میں بھی نہیں ملتی۔ اورنگزیب کے دور میں ہندو بطور فوجی عہدے دار تعینات تھے جنہیں اس دور میں تمام چھوٹے بڑے عہدے حاصل تھے۔ ذیل میں ہندوؤں کے مناصب اور ناموں کی فہرست درج ہے۔

---

۱ قوانین عالم میں اسلامی قوانین کا امتیاز، اختر امام عادل قاسمی، ناشر شعبہ تحقیق و تالیف جامعہ ربانی منورواشریف بھتی پور، بہار، انڈیا، جلد اول، ص ۲۹۹۔

"ست ہزاری کے منصب پر درج ذیل ہندو فائز تھے۔

راجا جے سنگھ، مہاراجا جسونت سنگھ، راجا ساہو۔

منصب ششش ہزاری پر درج ذیل ہندو فائز تھے۔

مہاراجا راج سنگھ جو کہ پھواڑ کا راجا تھا اور ستو دو فالیا جو کہ مرہٹہ سردار تھا۔

منصب پنج ہزاری:

نیتو جی، مہارانا جے سنگھ جو کہ اودھے پور[1] کا راجا تھا، راجا بھیم سنگھ اور مہارانا امر سنگھ یہ بھی اودھے پور کا راجا تھا۔

منصب چار ہزاری:

جسونت راؤ، راجا رائے سنگھ راٹھور، راجا چتر اسل بندیلہ، راجا بشن سنگھ جو کہ جے پور[2] کا راجا رہا۔

منصب تین ہزاری و پنج صدی:

راجا انوپ سنگھ، راجا راج روپ، اودھے سنگھ بندیلہ۔

منصب سہ ہزاری:

راؤ مان سنگھ، کشن گڑھ کا راجا تھا، راجا سوجن سنگھ بندیلہ، راجا رگوناتھ وزیر خزانہ برائے سلطنت تھا۔"[3]

اگر کہا جائے کہ اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے عہدِ حکومت میں ہندوؤں کے ساتھ مناصب بغض و امتیاز سے کام لیا تو یہ طویل فہرست اس بات کی نشاندہی اور یہ جواز پیش کرتی ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے عہد میں ہندوؤں کے ساتھ بھرپور رواداری کا مظاہرہ کیا ہے۔

پاکستان میں ہندو اقلیت جہاں زندگی کے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں کارہائے نمایاں سر انجام دے رہے ہیں وہی پر پاکستانی دفاع میں بھی ان کو شامل کیا گیا ہے عموماً ہندو اقلیت کے بارے میں یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کے علاقوں میں دفاعی سرگرمیوں میں حصہ نہ لیا یا ان پر دفاعی سرگرمیوں میں شمولیت پر پابندی عائد کی گئی ہے۔

---

[1] **اودھے پور:** میوار بادشاہی کا دارالحکومت اور مغربی ہندوستانی ریاست کا شہر جس کا رقبہ ۶۴ کلو میٹر ہے جو ۶۰۰ میٹر سطح سمندر سے بلندی پر واقع ہے۔

[2] **جے پور:** ہندوستان کی راجھستان ریاست کا دارالحکومت ہے جسے گلابی شہر کے طور پر بھی جانا جاتا ہے یہ شہر ۱۷۲۸ء میں قائم ہوا جو تاریخی اور ثقافتی لحاظ سے بہت اہمیت کے حامل ہے۔

[3] مآثر عالمگیری، محمد مستعد خان ساقی (مترجم: مولوی محمد فدا علی) نفیس اکیڈمی، کراچی، ۱۹۶۷ء، ص ۸۹۔

انتظامی امور میں شرکت اور ملازمت کو مواقع:

پاکستان میں نہ صرف ہندو بلکہ دیگر بسنے والی تمام اقلیتوں کو جن پر اہل ملک کا اعتماد ہو کہ ان کے کسی بھی قول و فعل سے ملک کو نقصان نہیں پہنچے گا تو انہیں نہ صرف سیاست، دفاع بلکہ دیگر انتظامی امور میں شرکت کا موقع دیا جاسکتا ہے جس سے نہ صرف انکی خدمات حاصل کی جاسکتی ہیں بلکہ ان کی معاشی حالت کو بہتر بنانے کے لئے ان کو ملازمت کے مواقع بھی فراہم کئے جاسکتے ہیں کیونکہ رسول ﷺ نے یہودیوں سے عسکری خدمات لی ہیں روایات میں ہے کہ

((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْهَمَ لِقَوْمٍ مِنْ الْيَهُودِ قَاتَلُوا مَعَهُ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَزْرَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا))[1]

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے قوم یہود کو مال غنیمت میں حصہ عطا کیا، جنہوں نے آپؐ کے ساتھ جنگ میں شمولیت کی تھی۔

ابن قدامہ[2] کا بیان ہے:

"جن سے مدد حاصل کی جائے اس کے لئے شرط یہ ہے کہ ان کے بارے میں مسلمانوں کی اچھی رائے ہو، اگر اس پر مسلمانوں کا بھروسہ نہ ہو تو اس سے مدد لینا جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہمیں ایسے مسلمانوں سے مدد لینے سے روکا گیا ہے جن پر اطمینان نہ ہو۔"[3]

"حضرت عمر کے عہد خلافت میں فوج میں عجمی، رومی، ہندوستانی اور یہودی بھی شامل تھے یزدگرد شہنشاہ فارس نے ویلم کی قوم سے ایک منتخب دستہ تیار کیا تھا جس کی تعداد چار ہزار تھی اور جند شہنشاہ فوج خاصہ کہلاتا تھا یہ فوج قادسیہ میں کئی معرکوں کے بعد ایرانیوں سے علیحدہ ہو کر اسلام کے حلقے میں آگئی، کوفہ کے گورنر سعد بن ابی وقاص نے ان کو فوج میں داخل کر لیا اور انکی تنخواہیں مقرر کر دیں۔"[4]

گویا یہ کہا جا سکتا ہے کہ مسلمان جس غیر مسلم کے بارے میں مطمئن و متفق ہوں اور اس سے بے خوف و خطر ہوں اور اس کے بارے میں اچھی رائے رکھتے ہوں تو اس سے جنگی خدمات لی جاسکتی ہیں۔ اور یہی معاملہ پاکستان میں موجود

---

۱ سنن الترمذی، کتاب السیر، باب ماجاء فی اھل الذمہ، ۱/۱۶۱۹۔

۲ **ابن قدامہ:** (پیدائش: ۱۱۴۷ء-وفات: ۱۲۲۳ء) آپ کا پورا نام ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن احمد بن محمد ابن قُدَامۃ المقدسی الحنبلی تھا۔ آپ فقہ حنبلی کے عالم، فقیہ، مفکر اور قاضی تھے آپ کی کتاب "المغنی" کو فقہ حنبلی کی بنیادی کتب میں شامل کیا جاتا ہے۔ (لمعۃ الاعتقاد، ابن قدامہ مقدسی، (مترجم: ابوالمکرم بن عبد الجلیل)، الدار السلفیہ، ممبئی، ۱۹۹۹ء، ص ۱۴۔)

۳ المغنی، ابن قدامہ، 9\207۔

۴ فتوح البلدان، بلاذری، دار النشر، قاہرہ، ۱۹۷۵ء، ص ۲۸۰۔

ہندو اقلیت کے ساتھ بھی روا رکھا جاسکتا ہے کہ پاکستانی عوام اور انتظامی عہداران کو سیاست دفاع اور دیگر حساس محکموں سے متعلق رازداری کا اطمینان ہو تو انہیں بھی سیاست اور دفاع میں موقع دیا جاسکتا ہے۔

پاکستان میں ہندو اقلیت کی دفاعی سرگرمیاں:

آئینِ پاکستان کے آرٹیکل ۵۷ کے تحت:

" مسلح افواج میں عوام کی شرکت: مملکت پاکستان کے تمام علاقوں کے لوگوں کو پاکستان کی مسلح افواج میں شرکت کے قابل بنائے گی۔ "[1]

تشریح: آئین کی اس دفعہ کے ضمن ملکِ کے نوجوان مسلح افواج میں بھرتی ہو سکتے ہیں مگر شرط یہ کہ وہ پاکستان کی مسلح افواج میں شامل ہونے کے لئے معیار پر پورے اترتے ہوں، مسلح افواج میں شامل ہونے کے لئے رنگ، نسل ،ذات، زبان، علاقے کی کوئی پابندی نہیں ہے لیکن اس کے لئے جسمانی صحت اور معیار پر پورا اترنا ضروری ہے۔

پاکستان ہندو سپاہی اشوک کمار جس نے ۲۰۱۳ء میں وزیرستان میں پاکستان کا دفاع کرتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا اشوک کے اس کارنامے کی بدولت اسکو تمغہ شجاعت سے نوازا گیا اشوک کمار کو سب سے پہلے ہندو کا اعزاز دیا گیا جس نے پاکستان آرمی میں شمولیت اختیار کی اور پاکستان کی خاطر وزیرستان میں اپنی جان قربان کی۔ اس کے علاوہ لال چند جس کا تعلق سندھ کے ضلع بدین کے ایک گاؤں سے تھا جو کہ پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کے ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ ۲۰۰۹ء میں میٹرک کے بعد پاکستان آرمی میں شمولیت اختیار کی اور پاکستان کا دفاع کرتے ہوئے مئی ۲۰۱۷ء کو اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے پاکستان سے حب الوطنی کا منہ بولتا ثبوت پیش کیا۔ لال چند کی اس بہادری کے نتیجے میں حکومتِ پاکستان کی جانب سے تمغہ بسالت سے نوازا گیا جب کہ اس سے پہلے پاکستان میں موجود اقلیتی افراد پاکستانی دفاع میں شمولیت اختیار نہیں کر سکتے تھے لیکن " ۲۰۰۲ء میں پرویز مشرف کے دور میں اقلیتوں کو اجازت دی کہ وہ اپنی قابلیت کے مطابق پاکستان کے دفاع میں شامل ہو سکتے ہیں جس کی بدولت لال چند اور اشوک کمار جیسے ہندو اقلیتی افراد نے کارہائے نمایاں سر انجام دیئے اور شہرت حاصل کی۔[2] کیپٹن دانش اور کیپٹن انیل کمار پاکستان کی مسلح افواج میں فرائض انجام دے رہے ہیں۔ "[3] اس کے علاوہ پاکستانی فوج میں اور بھی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جن میں ہندوؤں کے علاوہ سکھ بھی ہیں جو پاکستان کی خاطر کام کر رہے ہیں۔ " ہرچرن سنگھ

---

۱ آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳ء، زاہد حسین انجم، ص ۵۷۔

2 https://qz.com/india/435699/i-am-a-hindu-and-a-proud-pakistani/ [accessed 2-08-2019].

3 https://www.quora.com/Are-there-any-Pakistani-Hindus-serving-the-Pakistan-Army [accessed 2-08-2019].

جنھوں نے پاکستان ملٹری اکیڈمی سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد ۲۰۰۷ میں پاکستان آرمی میں شمولیت اختیار کی۔"[1] اور امرجیت سنگھ جن کا تعلق ننکانہ صاحب سے ہے واہگہ بارڈر پر اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ موصوف کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ سکھ برادری کے پہلے شخص ہیں۔ جنھوں نے پاک فوج میں شمولیت اختیار کی۔ رپورٹ کے مطابق، امرجیت نے ۲۰۰۵ میں فوج میں شمولیت اختیار کی تھی اور تربیت مکمل کرنے کے بعد انہیں واہگہ بارڈر پر دفاعی فوج میں شامل کیا گیا۔[2] ان کے علاوہ پاکستانی ہندو پاکستان آرمی میڈیکل کے شعبے سے منسلک ہو کر اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں جن میں میجر رامیش کمار، میجر کیلاش گرواداء، میجر راجانند، میجر جیوراج پرمار قابلِ ذکر ہیں جو پاکستان آرمی میں اعلیٰ عہدے پر فائز ہو کر ملکی دفاع میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں ان میں سے میجر ڈاکٹر کیلاش پاکستان کے پہلے ہندو ہیں جنھوں نے جامشورو سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری کی اور کمیشن کے بعد پاکستان آرمی میں شمولیت اختیار کی۔[3] چنانچہ آئینِ پاکستان میں جہاں تمام شہریوں کو یہ حق ہے کہ افراد کا واسطہ کسی بھی علاقے سے ہو انہیں پاکستانی مسلح افواج میں شمولیت کا حق ہے اور ان کے ساتھ مذہب، رنگ اور نسل کا امتیاز نہیں رکھا جائے گا اور اسی مناسبت سے وہ پاکستان کی مسلح افواج میں شمولیت اختیار کر سکتے ہیں۔ پاکستانی ہندوؤں کی فوج میں شمولیت کی ایک وجہ انکی پسماندگی اور معیار تعلیم کا کم ہونا ہے اور عام طور پر پاکستان میں موجود اقلیتوں کے بارے میں زیادہ تر یہ بدگمانی پائی جاتی ہے اور پاکستان سے ان کے حب الوطنی کے جذبے کو مشکوک ٹھہرایا جاتا ہے لیکن اوپر بیان کردہ مثالوں کے مطابق پاکستانی ہندو بھی محب الوطن پاکستانی ہونے کا جذبہ رکھتے ہیں اور پاکستانی دفاع کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔

---

1 https://www.quora.com/Are-there-Hindus-and-Sikhs-in-Pakistan-Army-About-what-percentage [accessed 2-08-2019].

2 https://www.dawn.com/news/1231807 [accessed 2-08-2019].

3 https://www.quora.com/Are-there-any-Pakistani-Hindus-serving-the-Pakistan-Army [accessed 2-08-2019].

فصل دوئم

سیاسی حقوق

کسی بھی معاشرے اور فرد کی زندگی میں سیاست کی بہت زیادہ اہمیت ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا یہ اجتماعی معاملات کو دانشمندی اور حکمت کے ساتھ سنوارنے کا ایسا ذریعہ ہے جو ہر ایک کی بنیادی ضرورت ہے یہ زندگی کا وہ اہم حصہ ہے کہ زندگی کے تمام شعبے اس کے زیر اثر ہیں اس پر نہ صرف اجتماعیت بلکہ انفرادیت بھی انحصار کرتی ہے کیونکہ چاہے اجتماعیت کے ہوں یا انفرادیت کے دونوں سیاست سے سلجھائے جاسکتے ہیں پاکستان میں سیاست اور اقلیتوں کا بہت گہرا تعلق ہے۔ پاکستان میں جہاں ہندو اقلیت کے سیاسی حقوق کا تعلق ہے تو ہندو اقلیت کو پاکستان میں یہ حق بھی ہے کہ وہ دوہرے ووٹ کا استعمال کرسکتے ہیں سیاسی اجتماعات، قومی اور صوبائی اسمبلی میں مخصوص نشستیں حاصل ہیں اس کے ساتھ ساتھ انہیں پاکستان میں رہتے ہوئے اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے احتجاج کا حق بھی حاصل ہے کیونکہ پاکستان میں نہ صرف ہندو اقلیت بلکہ تمام اقلیتوں کے لئے باقاعدہ قانون سازی کی گئی آئین پاکستان میں اقلیتوں کے سیاسی حقوق کے حوالے سے باقاعدہ قانون سازی کی گئی جس کی رُو سے

36.Protection of minorities

"The state shall safeguard the legitimate rights and interest of minorities, including their due representation in the Federal and provincial services."[1]

۳۶۔" اقلیتوں کا تحفظ:(ریاست راقلیتوں کے جائز حقوق و مفادات کا تحفظ کرے گی، بشمول ان کی وفاقی اور صوبائی خدمات میں مناسب نمائندگی کے)۔"

ہندو اقلیت کی سیاسی سرگرمیاں:

پاکستان میں ہندو اقلیت سے تعلق رکھنے والے بہت سے افراد عدلیہ، سماجی انصاف اور قانون کی بالادستی کے لئے اپنی بھرپور طریقے سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں چونکہ پاکستان کے باقی صوبوں میں سے سندھ میں ہندوؤں کی تعداد زیادہ ہے اس لئے وہ وہاں پر سیاست کے شعبے میں زیادہ سرگرمِ عمل ہیں دیوان چند ایڈوکیٹ جن کا تعلق میرپور خاص سے ہے اس کے علاوہ سوبھو گیان چندانی، نارائن شاہانی، پی کے شاہانی اور متعدد ہندو سیاسی سرگرمیاں سرانجام دے رہے ہیں۔

دوہرے ووٹ کا حق:

پاکستان میں اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق حاصل ہے اس حق کا تعلق فقط ہندوؤں سے نہیں بلکہ تمام اقلیتوں سے ہے اس حق سے مراد ہے کہ اقلیتی فرد حلقے کا ووٹر ہونے کے ناطے مسلم امیدوار کو بھی ووٹ دے سکتا

---

1 Constitution of Pakistan1973 , article 36.

ہے اور غیر مسلم ہونے کے ناطے اپنے مذہب کے امیدوار کو بھی ووٹ دے سکتا ہے۔پاکستان کے آئین ترمیم بل ۲۰۱۳ءمیں اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق ملا۔اس ایکٹ کے سیکشن (2(C کے تحت

> "Non-Muslims has the right to cast dual vote; one vote for general seat and second vote for reserved seat in accordance with the law. "[1]

اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق سب سے پہلے ق لیگ کی حکومت میں دیا گیا اور تعلیمی اداروں کی بحالی اور نصاب میں بہتری، مسیحی عبادت گاہوں کی مرمت اور رفاہی منصوبے تاریخی کام ہیں۔[۲] اقلیتی عوام کو اس حق کے استعمال سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اقلیتی امیدواروں کے علاوہ مسلم امیدوار بھی اقلیتی ووٹرز کے مسائل میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں ان کے علاقوں میں زیادہ سے زیادہ ترقی کے کام کرواتے ہیں اور اس کے لئے حکومت سے گرانٹ اور فنڈز کی منظوری کے لئے زیادہ تگ و دو کرتے ہیں اور دوسرا بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اقلیتی افراد کی اہمیت، اثر رسوخ اور قدر و قیمت میں اضافہ ہوتا ہے چنانچہ یہ ایک ایسا حق ہے جس سے پاکستان کی اکثریت مسلم عوام بھی محروم ہے اسی حق کی بدولت پاکستان میں موجود سندھی ہندوؤں کے علاقوں میں نئے ترقیاتی منصوبوں کا آغاز ہوا ہے ان کے لئے نئ پکی سڑکیں بنائی گئی ہیں اس کے ساتھ ساتھ سرائیں بھی بنائی گئی ہیں بعض علاقوں میں جہاں بجلی، پانی اور دیگر بنیادی سہولیات نہیں تھیں ان علاقوں میں یہ تمام سہولیات بھی دی گئی ہیں۔

قومی وصوبائی اسمبلی میں مخصوص نشستیں:

پاکستان کے آئین کے آرٹیکل ۵۱ اور ۱۰۶ کے مطابق صوبائی اور نیشنل اسمبلی میں بڑی وضاحت سے اقلیتوں کے لئے مخصوص سیٹوں کا اعلان کیا، جس کے تحت:

Article 106(3)

"In addition to the seat in the provincial assemblies for the province of the Baluchistan, the Punjab, the north-west frontier and sind specified in clause

(1) There shall be in those assemblies the number of seats here in after specified for the non-Muslims."[3]

Explanation:

Where no independent seat is allocated to a Minority in a province for being very small in number, the seat allocated jointly to all other non-Muslims in that province shall be deemed to include that minority.

1Constitution(amendment)bill2013http://www.na.gov.pk/uploads/documents/1387274792_728.pdf (accessed10-10-2019).

۲ نوائے وقت ۲۶ اپریل ۲۰۱۳ء https://www.nawaiwaqt.com.pk/26-Apr-2013/198410 [accessed 10-10-2019].

3 Constitution of the Islamic Republic of Pakistan,1973,Sh Shaukat Mahmood Advocate, Sh Nadeem Shaukat, Legal Research Centre, Noor vila, Arya Nagar, Pooch Road, Lahore Pakistan, 2nd Edition, P.272-273.

(صوبائی اسمبلیوں میں بلوچستان، پنجاب صوبہ سرحد اور سندھ کے لئے نشستوں میں اضافہ کیا جائے گا ان میں اقلیتوں کے لئے نشستیں مخصوص کی جائیں گی۔

وضاحت: جہاں پر اقلیتوں کے لئے صوبائی سطح پر کم تعداد ہونے کی وجہ سے نشستیں مخصوص نہیں کی گئیں، وہاں پر ان کے لئے نشستیں مخصوص کی جائیں گی۔)

Article 51

"2(a) in addition to the number of seats referred to in the clause (3), there shall be in the national assembly, ten seats reserved as follows for the persons referred to in clause of article 106.

Hindu, Christian and person belonging to the scheduled casts, sikh, budhist and parsi communities and other non- muslim persons belonging to the Qadiani group or the lahori group(Ahmadies)."[1]

(قومی اسمبلی میں ۱۰ نشستوں کا اضافہ ہو گا اور ان لوگوں کے لئے مختص کی جائیں گی جن کا ذکر آرٹیکل ۱۰۶ کی شق ۳ میں کیا گیا ہے۔)

چنانچہ یہ ۱۰ نشستیں عیسائی ہندو اور شیڈولڈ کاسٹ سے تعلق رکھنے والے افراد، سکھ، بدھ مت کے پیروکار، پارسی، قادیانی، احمدی یا لاہوری گروپ کے لئے مختص کی گئی چونکہ ہندو اور عیسائی پاکستان کی بڑی اقلیتوں میں سے ہیں اس لئے ان کے لئے بڑی اقلیت ہونے کے ناطے ۱۰ میں سے ۴، ۴ نشستیں دی گئیں اور سکھ بدھ پارسی قادیانی کو ایک نشست اور احمدی اور قادیانی کو ایک نشست دی گئی۔

۱۹۸۵ء میں ضیاء الحق نے اپنے صدارتی فرمان نمبر ۱۶ مجریہ کے تحت قومی اسمبلی میں اقلیتوں کی ۱۰ نشستیں مختص کیں جن میں ہندو اقلیت اور شیڈولڈ کاسٹ سے تعلق رکھنے والوں کے لئے ۴ نشستیں مختص کی گئیں جن میں سیٹھ چمن داس، جناب گل جی، جناب بھگوان داس اور جناب پرو مل ان نشستوں پر کامیاب ہوئے۔

انیسویں صدی کے آخر میں قومی اسمبلی کی چار نشستوں پر ہندو اور شیڈولڈ کاسٹس سے کشن چندر پاروانی، اور رانا چندر سنگھ چاروں انتخابات میں، تین انتخابات میں ڈاکٹر کھٹاؤمل اور دو انتخابات میں بھگوان داس سامنے آئے، مگر ۱۹۹۷ء کشن بھیل ایڈوکیٹ اور ۱۹۹۸ء میں آسر داس کو ایک ایک بار منتخب ہونے کا موقع ملا۔ اور پاکستان سندھ اسمبلی سے ہری رام اور مہرو مل چار مرتبہ اور کچھمن داس دو دو مرتبہ منتخب ہوئے، جبکہ ۱۹۹۳ء میں انجینئر گیان چند، ۱۹۹۷ء میں بھیرو اہل اور ۱۹۹۸ء میں دیوان کمار کو صرف ایک ایک بار منتخب ہونے کا موقع ملا، بلوچستان اسمبلی سے ہر بار ارجن داس منتخب ہوئے لیکن ۱۹۹۷ء میں ڈاکٹر تارا چند کامیاب ہوئے۔ پنجاب کی ایک سیٹ سے ۱۹۹۰ء میں سر تارام، ۱۹۹۳ء میں لالہ مہر لال بھیل، ۱۹۹۷ء میں بر تھارام اور ۱۹۹۸ء میں ڈونگر داس ایک بار بار منتخب ہوئے۔

1 Constitution of the Islamic Republic of Pakistan,1973,Sh Shaukat Mahmood Advocate, Sh Nadeem Shaukat, 2nd Edition, P.272-273.

۲۰۱۸ء میں ہونے والے الیکشن میں سندھ میں موجود ہندو اقلیت نے حصہ لیا جن میں کشن چند پروانی نے سانگھڑ کے حلقہ این اے ۲۱۶ ، سنجے پروانی نے میر پور خاص، مہیش کمار ملانی تھرپارکر سے ،مٹیاری سے ڈاکٹر رمیش کمار، جامشورو سے کیسو مل کیل داس، کراچی سے دیوان چند چاولہ، میر پور خاص سے ہری رام کشوری، تھرپارکر سے لجپت رائے، اور جامشورو سے گیان چند اسرانی نے الیکشن میں حصہ لیا لیکن مہیش کمار ملانی کو تھرپارکر سے اور گیان چند اسرانی کو جامشورو سے برتری حاصل ہوئی۔[1]

سیاسی اجتماعات کا حق:

پاکستان میں ہندو اقلیت کے سیاسی حقوق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے انہیں سیاسی اجتماع کا بھی حق حاصل ہے جو کہ پاکستانی معاشرے کا روشن خیال اور مہذب ہونے کا عکس پیش کرتا ہے سیاسی اجتماع کا حق ہر انسان کا اولین حق ہے ۱۹۷۳ء کے آئین کی دفعہ ۱۵ کے تحت[2] نہ صرف ہندو بلکہ تمام اقلیتوں اور اکثریتی عوام کو اجتماعات میں آزادی حاصل ہے وہ بھی اس صورت میں کہ اس حق کا منفی استعمال نہ کیا جائے۔ جیسا کہ اگر حکومت پاکستان کی طرف سے ہندو اقلیت کو سیاسی اجتماع حق دیا گیا ہے مگر اس بات کو مدِ نظر رکھنا ہے کہ ایسے سیاسی اجتماع نہ ہوں کہ جس سے ملک کو خسارہ ہو یا جس میں پاکستان کے خلاف کوئی پروپیگنڈہ کیا جارہا ہو جس سے ملک میں امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو۔ اور جہاں تک ہندو اقلیت کے سیاسی اجتماع کا تعلق ہے تو انہیں کبھی محدود کیا گیا اور نہ ہی ان پر پابندی لگائی گئی کہ وہ سیاسی اجتماع نہیں کرسکتے یا ان میں شامل نہیں ہوسکتے عام طور پو الیکشن کے دنوں میں ہندو اقلیت کے سیاسی اجتماعات کے حق کا مظاہرہ دیکھنے کو ملتا ہے اس حق کے استعمال کا ہندو اقلیت کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہ آزادانہ طور پر اپنے نمائندوں کا انتخاب کرسکتے ہیں انہیں کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

حقوق کے تحفظ کے لئے حق احتجاج:

ریاست پاکستان میں ہندو اقلیت کو دیگر حقوق و مراعات حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ حق تلفی کی صورت میں یا وہ بنیادی حقوق جو پاکستانی حکومت کی طرف سے انہیں نہیں مل رہے تو اس صورت میں وہ تہذیب اور شائستگی کے دائرے میں رہتے ہوئے پر امن حق احتجاج کرسکتے ہیں چنانچہ ہندوؤں کے حق احتجاج کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ علاقے میں توڑ پھوڑ کریں املاک کو آتش زدہ کریں یا اپنے حق کے لئے دوسروں کی حق تلفی کریں۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کی دفعہ ۱۵ کے مطابق

---

1 Hindu politician in Pakistan in 2018 election in Sindh. https://www.business-standard.com/article/international/pakistan-election-muslim-majority-areas-elect-3-hindu-candidates-in-sindh-118073101491_1.html. [Accessed 11-10-2019].

۲ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، محمود سلیم محمود، ص ۱۰۔

"امن عامہ کے مفاد کے لئے قانون کے ذریعے عائد کردہ پابندیوں کے تابع، ہر شہری کو پرامن طور پر اور اسلحہ کے بغیر جمع ہونے کا حق ہوگا"۔[1]

چنانچہ یہاں ہر شہری سے مراد پاکستان میں بسنے والے ہندو بھی شامل ہیں جنہیں پرامن احتجاج کرنے کا حق حاصل ہے۔

حق احتجاج کی عملی مثال:

"کراچی میں سول سوسائٹی کے ممبران ہولی کے موقع پر دو نوجوان ہندو بہنوں -رینا اور روینہ کو گھر سے مبینہ طور پر اغوا اور جبری طور پر اسلام قبول کرنے پر اپنا احتجاج درج کرنے کے لئے کراچی پریس کلب کے باہر جمع ہوئے اور میرپورخاص میں شانیا نامی ایک اور لڑکی کا مبینہ اغوا اور زبردستی مذہب تبدیل کرنا۔ اس موقع پر ہندو اقلیت کے رہنما اور باقی ہندو برادری نے احتجاج کیا کہ لڑکیوں کو ان کے گھروں کو لوٹایا جائے۔"[2]

انجمن سازی کی آزادی:

پاکستان کے ہر شہری کو انجمن سازی کا باقاعدہ حق ہے ۱۹۷۳ء کے آئین کے آرٹیکل ۱۷ کے مطابق۔

(۱) "پاکستان کی حاکمیت اعلیٰ یا سالمیت، امن عامہ یا اخلاق کے مفاد میں قانون کے ذریعے عائد کردہ معقول پابندیوں کے مطابق ہر شہری کو انجمنیں بنانے کا حق ہوگا۔"[3]

چنانچہ اِس ضمن میں پاکستانی ہندو کمیونٹی کو انجمنیں اور تنظیمیں قائم کرنے کا حق ہے لیکن یہ باقاعدہ شرط رکھی گئی کہ ایسی تنظیمیں قائم کی جائیں جس سے ملکی سالمتی کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔یعنی کوئی بھی ایسی تنظیم قائم نہ کی جائے جس کا مقصد پاکستان میں منفی پروپیگنڈہ کے ذریعے ملکی امن و امان کو برباد کرنا ہو، یا جس سے ملکی سلامتی اور معیشت کو نقصان پہنچے یا جو بیرونی روابط پر اثر انداز ہوں۔ چنانچہ ان معقول پابندیوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہندوؤں کو پاکستان میں انجمن سازی کی آزادی حاصل ہے۔

پاکستان میں ہندوؤں کی جانب سے ایک سیاسی پارٹی بھی بنائی گئی تھی جو کہ بدقسمتی سے زیادہ عرصے تک قائم نہ رہ سکی۔ "راناچندرا سنگھ (۱۹۳۱–۲۰۰۹ء) جو ایک پاکستانی سیاستدان، وفاقی وزیر اور پاکستان پیپلز پارٹی کے بانیوں میں سے تھے انہوں نے پیپلز پارٹی چھوڑ ہندو اقلیت کے حقوق کے لئے الگ سیاسی جماعت پاکستان ہندو پارٹی (پی ایچ پی)

---

۱ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، محمود سلیم محمود، ص ۱۰۔

۲ ہندو لڑکیوں کی 'جبری' تبدیلی کے خلاف احتجاج ، شازیہ حسن ، ڈان نیوز ۲۵ مارچ ۲۰۱۹، https://www.dawn.com/news/1471638 [accessed 15 august 2019]

۳ آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳ء، زاہد حسین انجم، منصور بک ہاؤس، ۲-کچہری روڈ (انارکلی) لاہور، ۱۹۹۷ء۔

تشکیل دی راناچندر اسنگھ نے خود اپنی پارٹی کے لئے ایک دوزاویوں والے اوم اور ترشول پر مشتمل ایک زعفرانہ پرچم کو ڈیزائن کیا لیکن ان پر ایک الزام عائد کیا گیا کہ پی ایچ پی پر زیادہ تر اعلیٰ ذات کے لئے بنائی گئی ہے جس میں کبھی بھی بلا تفریق ہندو اقلیت کی خدمت نہیں کی جاتی چنانچہ یہ پارٹی سیاسی منظر نامے پر اثر ڈالنے سے ناکام رہی۔"[1] پاکستان میں ہندو اقلیت کے سیاسی حقوق کا بنظرِ غور مطالعہ کیا جائے تو پاکستان میں ہندوؤں کے لئے باقاعدہ ایک سیاسی جماعت کا ہونا ان کے لئے وقت کی اہم ضرورت ہے کہ جو انکی وقت اور حالات کے ساتھ ساتھ ان کی بہتر طریقے سے راہنمائی کر سکے اور انکے مسائل کو بہتر طریقے سے حل کر سکے۔

ہندوؤں کے لئے عدالتی چارہ جوئی کا حق:

پاکستان میں ہندو اقلیت اکثر حقوق و مراعات کے سلسلے میں اداروں سے بدگمانی، شکایات اور شکوک و شبہات کا شکار رہی ہیں جن کا نقطہ نظر یہی رہا ہے کہ انہیں پاکستان میں رہتے ہوئے انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے وہ انصاف فراہم نہیں کیا جاتا جو پاکستان کی مسلم اکثریت کو دیا جاتا ہے لیکن پاکستان میں رہتے ہوئے جب جب ہندو اقلیت نے اپنے انصاف کے لئے آواز بلند کی ہے اور عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے تو ان کی نہ صرف عدالتی چارہ جوئی کی گئی یعنی نہ صرف انکی بات کا سنا گیا بلکہ ان کا احترام بھی کیا گیا اور باقاعدہ ان کے مسائل کے بہتر حل کے لئے ایک کمیشن بھی تشکیل دیا گیا تا کہ ان کے مسائل کو بہتر انداز میں حل کیا جا سکے۔ پاکستان میں ہندوؤں کے درپیش مسائل جن میں جبری تبدیلِ مذہب، تبدیلِ مذہب کے بعد زبردستی کی شادی وغیرہ، ان مسائل کے حل کے لئے باقاعدہ آئین سازی کی گئی، باقاعدہ بل کی منظوری دی گئی اور اس کے ساتھ ایسی سزائیں بھی تجویز کی گئیں کہ جو ایسے فعل کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کو باقاعدہ سزا دی جائے گی، پاکستان میں نہ صرف ہندو بلکہ تمام اقلیتوں کے ساتھ عدالتی سطح پر کوئی امتیازی سلوک روا نہیں رکھا جاتا بلکہ انہیں مکمل انصاف فراہم کیا جاتا ہے۔

---

1 http://pakistanhindupost.blogspot.com/2011/01/call-for-hindu-party-due-to-betrayal.html [accessed 03-11-2019].

فصل سوئم

سماجی تحفظ کے لئے قانون سازی

قیامِ پاکستان سے پہلے ۱۹۴۶ء کے انتخابات مسلمانوں کے لئے بہت زیادہ اہمیت کے حامل تھے کیونکہ اس وقت مسلمان بذات خود ہندوستان میں اقلیت کی پہچان رکھتے تھے لیکن قیام پاکستان کے بعد قائد اعظم محمد علی جناح نے اقلیتوں کے حقوق پر بہت زور دیا جس کی نمائندگی پاکستان کے سبز ہلالی پرچم میں موجود سفید رنگ بھی کرتا ہے۔ پاکستان کی پہلی آئین سازِ اسمبلی کے اولین اجلاس میں محمد علی جناح نے اقلیتوں کے حقوق اور کردار کو واضح کیا اور اس کے بعد ۱۹۵۶ء، ۱۹۶۲ء اور ۱۹۷۳ء کے متفقہ آئین میں اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کیا گیا لیکن زمانے کے تقاضوں کے مطابق اقلیتوں کے حقوق کے لئے قانون سازی ہوتی رہی جیسا کہ کم عمری کی شادی، جبری تبدیلی مذہب کا بل، جبری شادی وغیرہ اور اُنھیں ان دستوری قوانین کی بدولت تحفظ بھی ملتا رہا۔ جہاں تک ہندو اقلیت کا تعلق ہے تو پاکستان کی دوسری بڑی اقلیت ہونے کے ناطے ان کے لئے الگ سے قانون سازی نہیں کی گئی بلکہ پاکستان میں موجود تمام دوسری اقلیتوں کی طرح ان کو بھی تحفظ فراہم کیا گیا۔ لیکن ساتھ ہی ہندو اقلیت کے مسائل میں اضافہ ہوتا گیا خاص طور پر جبری شادی، جبری مذہب تبدیلی، خوف وہراساں اور اغواء برائے تاوان وغیرہ جیسے واقعات رونما ہوئے۔ چنانچہ ایسے واقعات کی روک تھام اور پاکستان میں ہندو اقلیت کو بہتر تحفظ مہیا کرنے کے لئے الگ سے قانون سازی کی گئی۔ چونکہ پاکستان میں ہندو اقلیت کی زیادہ تعداد سندھ میں موجود ہے اس لئے سندھ اسمبلی میں ۲۰۱۴ء میں ہندو اقلیت کے لئے سندھ ہندو میرج ایکٹ پیش کیا گیا ۔ حال ہی میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں ہندو میرج ایکٹ ۲۰۱۷ء منظور کیا گیا جو کہ درج ذیل ہے

ہندو میرج ایکٹ ۲۰۱۷ء:

پاکستان میں اس سے پہلے ہندوؤں کی شادی اور عدالتی معاملات کے اندراج کے لئے الگ سے کوئی قانون نہیں تھا۔ پھر ستمبر ۲۰۱۶ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے ان تمام معاملات کے پیش نظر ایک بل منظور کیا جو سینٹ کی جانب سے کچھ ترامیم کے بعد دوبارہ مارچ ۲۰۱۷ء میں منظور کیا گیا اور اب یہ بل ہندو میرج ایکٹ ۲۰۱۷ء کے طور پر جانا جاتا ہے۔ پاکستان میں ہندوٗ اقلیت کو تحفظ دینے اور انکی شادی جیسے فرائض کی ادائیگی کے لئے حکومت نے خاص طور پر "ہندوٗ میرج ایکٹ ۲۰۱۷ء "متعارف کروایا۔ اس ایکٹ میں خاص طور پر ہندو خواتین کی حفاظت اور انکے حقوق کو واضح کیا گیا ہے۔ نیز ہندوٗ شادی کے اندراج کے طریقہ کار کی مفصل وضاحت کی گئی۔ اب یہ ایکٹ ہندو اقلیت کے لئے ایک سنگ میل کی حیثیت کے حامل ہے جس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ شادی کن شرائط پر کی جائے،

شادی کی تحلیل کے لئے کونسے عوامل درکار ہیں اور ہندو اقلیت کے لئے طلاق کی شرائط کونسی ہیں؟ اس کے ساتھ ہی خواتین کی آزادی، خلع اور عورت کو دوسری شادی کا حق بھی ہندو اقلیت کو اس ایکٹ کی معرفت سے حاصل ہے اس ایکٹ کی دفعات درج ذیل ہیں:

The Hindu Marriage Act, 2017.

اس ایکٹ کی رو سے ہندو شادی کی شرائط درج ذیل ہیں۔

Conditions for a Hindu marriage.

"A Hindu marriage shall be solemnized in the following conditions are fulfilled, namely:

(a) At the time of marriage the parties are of sound mind and capable of giving a valid consent.

(b) Both the parties are not below the age of eighteen years.

(c) the parties to the marriage are not within the degrees of prohibited relationship; and

(d) neither party has a spouse living at the time of marriage.

Provided that condition in clause (d) shall no apply where a living female spouse cannot conceive a child and medically declared to be so."[1]

ترجمہ: ایک ہندو شادی کے لئے مندرجہ ذیل شرائط کا پورا ہونا ضروری ہے، یعنی

(ا) شادی کے وقت دونوں فریقین عاقل اور رضامندی ظاہر کرنے کے قابل ہوں۔

(ب) دونوں فریقین کی عمریں اٹھارہ سال سے کم نہ ہو۔

(ج) شادی کرنے والے فریقین ممنوعہ رشتوں کی حدود میں نہ ہوں۔ اور

(د) کسی بھی فریق کا شادی کے وقت پہلا شریک حیات زندہ نہ ہو۔

بشرطیکہ یہ شق (د) اس خاتون پر لاگو نہ ہوگی جو بچے پیدا نہ کر سکتی ہو اور طبی طور پر یہ ثابت ہو چکا ہو۔

اس ایکٹ میں ہندو اقلیت کی شادی کی رسومات کے لئے بھی باقاعدہ نظر ثانی کی گئی ہے تاکہ ہندو اپنی شادی کی رسومات اپنی مذہبی تعلیمات کے مطابق کریں اور ان رسومات کی ادائیگی پر کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی ہے۔ اس ایکٹ کی دفعہ پانچ میں باقاعدہ یہ درج کیا گیا کہ۔

5. Ceremonies for Hindu marriage .

"A Hindu marriage may be solemnized in accordance with the customary rites, rituals and ceremonies of either party there to."[2]

ہندو شادی دو فریقین کے رسم و رواج کے مطابق ہو گی۔

---

1 The Hindu Marriage Act, 2017, National Assembly, government of Pakistan, p 62. http://www.na.gov.pk/uploads/documents/1491458181_468.pdf [accessed10-08-2019].

2 The Hindu Marriage Act, 2017, P.63.

ہندو شادی رجسٹریشن:

6. Registration of Hindu marriages.

(1) "The solemnization of every Hindu marriage shall be registered in accordance with the provisions of this Act. Such registration shall take place within a period of fifteen days of solemnization of Hindu marriage.

(2) The marriage register shall be open for inspection and shall be admissible as evidence of the contents contained therein or certified extracts there from shall, on application, be given by the marriage registrar on payment of such fee, as may be prescribed."[1]

ترجمہ:(۱) ہر ہندو شادی کو اس ایکٹ کی دفعات کے مطابق درج کیا جائے گا۔اور ہندو شادی رجسٹریشن ۱۵ دن کے اندر کروانی ہو گی۔

(۲) شادی رجسٹر معائنہ کے لئے کھلا رہے گا اور اس میں موجود مندرجات ثبوت کے طور پر قابل اعتراف ہوں گے اور درخواست گزار شادی رجسٹرار کی طے کردہ فیس کی ادائیگی کے ذریعہ بوقت ضرورت حاصل کر سکتا ہے۔

اس شق کے بعد ہندو اقلیت کا یہ کہنا ہے کہ "اس سے پہلے پاکستان میں ہندوؤں کے پاس شادی رجسٹریشن سے متعلقہ کوئی قانونی فریم ورک نہیں تھا جو ان کے حقوق کی حفاظت کر سکے جیسا کہ پاکستان میں موجود باقی اقلیت یا مسلم اکثریت کے پاس نکاح نامہ کی صورت میں موجود ہے۔"[۲] اس شق کے بعد انہیں بھی وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے۔ حکومت پاکستان کی جانب سے ہندو شادی رجسٹرار کی تقرری اور کام سے متعلقہ بھی نظر ثانی کی گئی اس ایکٹ کی رو سے

7 Appointment and functions of Marriage registrar.

(1) "The Government shall, by notification in official Gazette, appoint one or such numbers of marriage registrars in the territory of a district or such other areas as would be convenient for Hindu population living in the said district or such other areas.

(4) The marriage registrar shall prepare such number of copies as may be prescribed and unless the rules are made, he shall prepare three copies thereof. One copy each shall be given to the respective parties to marriage and one copy shall be kept in the office of marriage registrar as a public record."[3]

ترجمہ:(۱) حکومت، سرکاری گزٹ میں نوٹیفکیشن کے ذریعہ، کسی ضلع یا اس طرح کے دیگر علاقوں میں شادی رجسٹراروں کی ایک یا اتنی تعداد مقرر کرے گی جو مذکورہ ضلع یا اس طرح کے دیگر علاقوں میں رہنے والے ہندو آبادیوں کے لئے آسان ہو۔

---

1 The Hindu Marriage Act, 2017, P.63.

۲ ڈان نیوز ۱۵ فروری ۲۰۱۶ء۔

3 The Hindu Marriage Act, 2017, P.63.

(۲)شادی رجسٹرار کو جب تک مخصوص قاعدے کے تحت یہ تجویز نہیں کیا جاتا کہ کتنی کاپیاں تیار کی جائیں گی تو وہ اس کی تین کاپیاں تیار کرے گا۔ایک ایک کاپی متعلقہ فریقین کو دے دی جائے گی اور ایک کاپی کو پبلک ریکارڈ کے طور پر شادی رجسٹرار کے دفتر میں رکھا جائے گا۔

8. Restitution of conjugal rights.-

"When either a husband or a wife has, without reasonable excuse, withdrawn from the society of the other, the aggrieved party may, by a petition to the Court apply for Restitution of conjugal rights and the Court, on being satisfied of truth of statements made in such petition and that there is no legal ground why the application should not be granted, may decree Restitution of conjugal rights."[1]

ترجمہ: شوہر یا بیوی میں سے کوئی بھی کسی بھی معقول وجہ کے بغیر دوسرے سے علیحدگی اختیار کرتا ہے تو مخالف فریق عدالت میں ازدواجی حقوق کی بحالی کے لئے درخواست دے سکتا ہے اور عدالت اس درخواست سے مطمئن ہونے کے بعد کہ قانونی طور پر کوئی ایسی وجہ نہیں کہ درخواست کو نامنظور کیا جائے تو عدالت اسکے ازداجی تعلقات کو بحال کرنے کی منظوری دے گی۔

عدالتی علیحدگی اور اسکی شرائط:

اس ایکٹ کی رو سے ہندوؤں کو عدالتی علیحدگی کا بھی حق حاصل ہوا ہے، اس ایکٹ کی دفعہ ۹ کی رو سے

9.Judicial Separation.

l) "Either party to Hindu marriage, whether solemnized before or after commencement of this Act may present a petition to the Court praying for a decree of judicial separation on any of the ground specified in sub-section (I) of section 12 and in the case of a wife also on any of the grounds specified in sub-section (2) thereof.

(2) Where a decree of judicial separation has been passed, the Court may, on the application of both the parties and on being satisfied of truth of statements made in such petition. rescind the decree if it considers it just and reasonable to do so."[2]

(۱) ہندو شادی جو اس ایکٹ سے پہلے یا بعد میں ہوئی ہو شادی کے فریقین میں سے کوئی بھی عدالت کو اس ایکٹ کے سیکشن ۱۲ کے ذیلی سیکشن ۱ کے تحت عدالتی علیحدگی کی درخواست دے سکتے ہیں اور بیوی بھی اس معاملے میں ذیلی سیکشن (۲) کے تحت درخواست دے سکتی ہے

(۲) جہاں تک کہ عدالتی علیحدگی کا فرمان منظور ہوا ہو تو دونوں فریقین درخواست دیں گے اور اگر وہ عدالت کو درخواست میں درج کردہ بیانات سے مطمئن کر دیتے ہیں اور عدالت کو یہ مناسب و معقول معلوم ہو تو اس فیصلے کو ختم بھی کر سکتی ہے۔

1 The Hindu Marriage Act, 2017, section 8, P 64.
2 The Hindu Marriage Act, 2017, section 9, P 64.

12.Termination of Hindu marriage.

(l) "Any Hindu marriage solemnized whether before or after commencement of this Act may, on a petition presented to the Court by either a husband or a wife. be terminated by decree Of termination of marriage on the ground-

(a) that the other party

(i) has, after the solemnization of the marriage, treated the petitioner with cruelty; or

(ii) has deserted the petitioner for continuous period of not less than two years immediately preceding the presentations of the petition.

(iii) has ceased to be Hindu by conversion to another religion: or

(iv) has been incurably of unsound mind or has been suffering continuously or intermittently from mental disorder of such a kind and to such an extent that the petitioner cannot reasonably be expected to live with the respondent; or

(v) has been suffering from a virulent and incurable from of leprosy; or

(vi) has been suffering from venereal disease in a communicable from or HIV Aids; or

(vii) has renounced the world by entering any religious order; or."[1]

کوئی بھی ہندو شادی جو اس ایکٹ سے پہلے یا بعد میں ہوئی ہو دونوں فریقین میں سے کوئی بھی شادی کو منسوخ کرنے کی درخواست دے سکتا ہے جو کہ ان وجوہات کی بناء پر ختم ہو سکتی ہے۔

اور شادی کے خاتمے لے لئے درج ذیل شرائط کا ہونا ضروری ہے

کہ دوسری پارٹی

(i)شادی ہونے کے بعد درخواست گزار کے ساتھ ظالمانہ سلوک کیا گیا ہو۔یا

(ii)درخواست گزار کی درخواست سے پہلے، درخواست گزار سے علیحد گی کا عرصہ دو سال سے کم نہ ہو۔

(iii)مذہب تبدیلی کے بعد ہندو نہ رہا ہو۔

(iv)ذہنی توازن کھو چکا ہو یا مسلسل یا وقفے وقفے سے اس طرح کے ذہنی عارضے میں مبتلا ہو جائے جسکی شدت کی وجہ سے درخواست گزار کو جواب دہندگان کے ساتھ مناسب طور پر زندگی گزارنے کی توقع نہ ہو۔یا

(v)جذام کی بیماری سے متاثرہ اور لاعلاج ہو۔یا

(vi)ایچ آئی وی ایڈز یا پھیلنے والی بیماریوں میں مبتلا ہو۔یا

(vii)کسی بھی مذہبی حکم میں داخل ہو کر دنیا سے دستبردار ہو چکا ہو۔

"(b) that there has been no resumption of cohabitation as between the parties to the marriage for a period of more than one year after he passing of decree for judicial separation or order of restitution of conjugal rights passed by the Court."[2]

1 The Hindu Marriage Act, 2017 section 12, P.66.
2 Ibid, section(b), P. 67.

ترجمہ:(ب) عدالتی علیحدگی کے فیصلے کے بعد یا ازدواجی حقوق کی بحالی کے حکم کی منظوری کے بعد بھی انہیں الگ رہتے ایک سال سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا ہو۔

"(2) A wife may also present a petition for termination of her marriage on the grounds,
(a) in the case of any marriage solemnized before commencement of this Act, that the husband had married again before such commencement or that another wife of the husband married before such commencement was alive at the time of the solemnization of the marriage of the petitioner-

Provided that in either case the other wife is alive at the time of the prestation of the petition; or

(b) that the husband has neglected or has failed to provide for her maintenance for a period of two years:

(c) that the husband has been sentenced to imprisonment for a period of four years or upwards ;or

(d) that her marriage, whether consummated or not, was solemnized before she attained the age of eighteen years and she has repudiated the marriage before attaining the age."[1]

ترجمہ:(۲)ایک بیوی اس وجہ سے بھی اپنی شادی کو ختم کرنے کے لئے درخواست پیش کر سکتی ہے،

(الف) اس ایکٹ سے پہلے شادی ہوئی ہو اور خاوند نے اس (ایکٹ) سے پہلے ہی دوسری شادی کر لی ہو درخواست گزار سے شادی کے وقت اسکی دوسری بیوی زندہ ہو اور اسکی درخواست گزار سے شادی کے وقت اس کی دوسری بیوی زندہ تھی

بشرطیکہ درخواست کے وقت اسکی دوسری بیوی زندہ ہو۔

(ب)شوہر دو سال تک نان ونفقہ دینے میں لاپرواہ یاناکام رہا ہو۔

(ج)شوہر کو چار سال یا اس سے زیادہ کی مدت کے لئے قید کی سزا سنائی گئی ہو۔

(د) اگر اس (بیوی) کے اٹھارہ سال کی ہونے سے پہلے شادی ہوئی ہو اور انکے درمیان ازدواجی تعلق قائم ہوا ہو یا نہیں، اور اس عورت نے (اٹھارہ سال کی عمر) تک پہنچنے سے پہلے ہی اس شادی سے انکار کر دیا ہو

.بیوی اور بچوں کی مالی تحفظ۔

13. Financial security of wife and children.

"(I) If a wife is respondent in a petition for termination for the marriage by decree of termination, she may oppose the grant of decree on the ground that the termination of the marriage may result in grave financial I hardship to her unless arrangements have been made to the satisfaction of the Court to eliminate such hardship:

1 The Hindu Marriage Act, 2017, section 12(2), p.67.

(2) The Court shall not pass a decree of termination unless the Court is satisfied that adequate provisions for the maintenance of children born out of the marriage has been made in commensuration with the financial capacity of the parties to the marriage."[1]

ترجمہ:۱۳(۱)شادی کے خاتمے کی درخواست میں اگر بیوی جواب دہندہ ہے تو وہ شادی کے ختم ہونے کے حکم نامے کی اس بنیاد پر مخالفت کر سکتی ہے کہ شادی کے خاتمے کے نتیجے میں اس کو شدید مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے جب تک عدالت کے اطمینان کے لئے اس طرح کی مشکلات کے حل کے لئے انتظامات نہ کیئے جائیں۔

(۲)جب تک عدالت مطمئن نہیں ہو گی اس وقت تک علیحد گی کا فرمان جاری نہیں کرے گی کہ شادی سے پیدا ہونے والے بچوں کی دیکھ بھال فریقین کی مالی استعداد کے مطابق کی گئی ہے۔

15.Termination of Hindu marriage by mutual consent.

"(1) Subject to the provisions of this Act, a petition for termination of marriage by decree of termination may be presented to the Court by both the parties to a marriage together, whether such marriage was solemnized before or after commencement of this Act, on the ground that they have been living separately for a period of one year or more, that they have not been able to live together and they have mutually agreed that the marriage should be terminated.

(2) On the decision by both the parties made no earlier than six months after the date of the presentation of the petition referred to in sub-section (1) and not later than eighteen months after the said date the Court shall, on being satisfied after hearing the parties and after making such inquiry as it thinks fit that a marriage has been solemnized and that the arguments in the petition are true, pass a decree of termination declaring marriage to be terminated with effect from the date of the decree."[2]

باہمی رضامندی سے ہندو شادی کا خاتمہ۔

(۱)اس ایکٹ کی دفعات کے تابع چاہے شادی اس ایکٹ سے پہلے ہوئی ہو یا بعد میں، اور ایک یا ایک سال سے زیادہ عرصے سے الگ رہ رہے ہوں یا وہ دونوں متفق ہوں کہ وہ ساتھ نہیں رہ سکتے تو وہ علیحد گی کی درخواست دے سکتے ہیں۔

(۲) دونوں فریقین کی درخواست جو ذیلی سیکشن (۱) کے مطابق دی گئی ہے کا فیصلہ چھ ماہ سے پہلے اور اٹھارہ ماہ کے بعد نہیں کیا جائے گا اور عدالت فریقین کو سننے اور تفتیش کے بعد مطمئن ہو کہ درخواست میں جو حقائق ہیں وہ سچے ہیں تو اس شادی کو منسوخ کر دیا جائے گا اور اس فیصلے کی تاریخ سے شادی کو منسوخ قرار دیا جائے گا۔

1 The Hindu Marriage Act, 2017, section 12(2), p.67.
2 The Hindu Marriage Act, 2017, section 15, p.68.

دوبارہ شادی کی اجازت:

اس ایکٹ کے سیکشن ۱۶ کی رُو سے

16. Separated person may Marry again.

"When a Hindu marriage has been annulled or terminated by a decree of nullity or decree of termination, as the case may be and the time for appeal has expired or an appeal has been preferred but has been dismissed. it shall be lawful for either party to the marriage so terminated to marry again after six months from final decision."[1]

جب کسی ہندو شادی کو کالعدم قرار دینے یا منسوخ کرنے کے فرمان کے ذریعہ منسوخ یا ختم کر دیا گیا ہو، اپیل کا وقت ختم ہو گیا ہو یا اپیل کو ترجیح دی گئی ہو لیکن اسے خارج کر دیا گیا ہو۔ دوبارہ شادی کرنے کے لئے ختم ہونے والی شادی میں کسی بھی فریق کے لئے یہ جائز ہو گا کہ حتمی فیصلے کے چھ مہینے بعد دوبارہ شادی کر سکتا ہے۔

ہندو بیوہ خواتین کی دوبارہ شادی:

اس ایکٹ میں باقاعدہ ہندو بیوہ عورتوں کے تحفظ کا خیال رکھتے ہوئے ان کے لئے قانون سازی کی گئی کہ وہ دوبارہ شادی کر سکتی ہیں جس کی رُو سے

17. Hindu widows are entitled to re-marry.

"A Hindu widow shall have right to re-merry of her own will and consent after the death of her husband provided a period of six months has lapsed after the husband's death."[2]

شوہر کی موت کے بعد ہندو بیوہ عورت کی چھ ماہ کی مدت ختم ہو جاتی ہے تو اسے اپنی رضا سے دوبارہ شادی کرنے کا حق حاصل ہو گا۔

اس ایکٹ کی شق کی خلاف ورزی کرنے کی سزا:

23. Penalty for violating the provision of this Act.

"(l) Any person who contravenes the provision of this Act or rules made there under regarding registration of Hindu marriage shall be punished with simple imprisonment for a term which may extend to three months or with fine which may extend to one thousand rupees or with both.

(2)Any person who make statement or give particulars to be entered in the shaadiparat, which is false or has reason to believe to be false, shall be punished with a simple imprisonment which may extend to six month but not less than one month of a fine which may extend up to one hundred thousand or with both."[3]

1 Ibid, section 16,p.68.
2 The Hindu Marriage Act, 2017, section 17, p.68.
3 Ibid, section 23, p. 69.

۲۳(1) کوئی بھی شخص جو اس ایکٹ کی شق کی مخالفت کرتا ہے یا ہندو شادی کی رجسٹریشن کے تحت وہاں بنائے گئے قوانین کی خلاف ورزی کرتا ہے اسے تین مہینے تک قید یا جرمانے کی سزا ہو سکتی ہے جس میں ایک ہزار روپے تک کی توسیع ہو سکتی ہے یا دونوں۔

(۲) کوئی بھی شخص جو شادی پرت میں داخل ہونے کے لئے جھوٹا بیان دیتا ہے یا جھوٹی تفصیلات دیتا ہے، تو اسے ایک سے چھ ماہ تک قید یا ایک لاکھ جرمانہ ہو سکتا ہے یا دونوں۔

مزید بر آں تعزیرات پاکستان کے تحت جبری شادی کی روک تھام کے لئے سزائیں مختص کی گئیں۔اس کے تحت بھی ہندو اقلیت کو تحفظ حاصل ہے

Forced marriage under Section 498B of the Pakistan Penal Code 1860;

498B. Prohibition of forced marriages.- "whoever coerces or in any manner whatsoever compels a woman to enter into marriage shall be punished with imprisonment of description for a term, which may not be less than three years and shall also be liable to fine of 500,000 Rupees."[1]

تعزیرات پاکستان کے اس سیکشن کے تحت جب کوئی بھی مرد کسی عورت کو جبری شادی کے لئے مجبور کرتا ہے تو اسکو کم از کم ۳سال قید جو ۳سال سے کم نہیں ہو گی اور اسکے ساتھ ۵۰۰۰۰۰ جرمانہ بھی ادا کرنا ہو گا ۔

اس سے پہلے ہندو میرج ایکٹ ۲۰۱۴ء میں بنایا گیا تھا اس میں ہندو بیوہ کے حقوق کو شامل نہیں کیا گیا تھا اور وہ پورے پاکستان کے ہندوؤں کے لئے بنایا گیا تھا لیکن ہندو میرج ایکٹ ۲۰۱۷ء کے تحت ہندو بیوہ کو حق ہے کہ **بیوہ** اپنے شوہر کی وفات کے چھ مہینے بعد دوبارہ شادی کر سکتی ہے ۔ اس ایکٹ میں علیحدگی کی صورت میں بیوی بچوں کے نان و نفقہ کا بھی خیال رکھا گیا اور دیگر قوانین جو شہریوں کی عزت و آبرو کو تحفظ دینے کے لئے بنائے گئے جن میں نہ صرف ہندو بلکہ دیگر پاکستانی اقلیتوں کو بھی تحفظ فراہم کیا گیا ہے ان قوانین میں جبری مذہب تبدیلی قانون ۲۰۱۹ء اور کم عمری کی شادی وغیرہ شامل ہیں ان قوانین سے نہ صرف ہندو اقلیت بلکہ پاکستان میں موجود باقی تمام اقلیتوں کو بھی فائدہ ہوا ان قوانین کے بنانے کا مقصد تھا کہ پاکستان میں اقلیتوں کو تحفظ فراہم کیا جا سکے خاص طور پر ہندو اقلیت کو کیونکہ گذشتہ چند برسوں سے ہندوؤں میں لڑکیوں کا اغواء، جبری مذہب تبدیلی، کم عمری کی شادی جیسے واقعات رونما ہو رہے ہیں اس لئے ہندو اقلیت کے تحفظ کے لئے پاکستان میں ان کے لئے باقاعدہ قانون سازی کی گئی تا کہ ان کو بھی انصاف مل سکے۔

1 Forced marriage under Section 498B of the Pakistan Penal Code 1860, government of Pakistan.p484,http://www.na.gov.pk/uploads/documents/1329729400_262.pdf [accessed 10-08-2019].

ہندو میرج ایکٹ کا جائزہ:

پاکستان میں ہندو اقلیت کے حقوق کے تحفظ کے لئے باقاعدہ قانون بنائے گئے۔اس کا مقصد یہ ہے کہ ان کو بھی ایسے ہی تحفظ فراہم کیا جائے جس طرح پاکستان میں مسلمانوں کو حاصل ہے کہ انکی عزت و تکریم کا خیال رکھا جاتا ہے پاکستان میں جس طرح عورتوں کی آزادی اور انکے حقوق کے لئے باقاعدہ حقوق نسواں کا بل پاس کیا گیا بلکل اسی طرح ہندو اقلیت کی عورتوں کے تحفظ کے لئے قانون سازی کی گئی تاکہ معاشرے میں سے جبری شادی و مذہب تبدیلی اور عورتوں کو خوف وہراساں کرنے کے واقعات میں کمی آئے چنانچہ اس ایکٹ کا جائزہ لینے سے پہلے اگر ہندو مت میں عورت کی اہمیت کو دیکھا جائے تو ہندو معاشرہ میں عورت کو بہت حقیر سمجھا جاتا رہا ہے محکوم ہونے کے ناطے ہر طرح کی آزادی اس سے چھین لی گئی ہندو معاشرے میں عورت کی محکومیت کے بارے میں منومہاراج لکھتے ہیں:

"In childhood a female must be subject to her father, in youth to her husband, when her lord is dead to her son;a woman must never be independent ."[1]

ترجمہ: عورت لڑکپن میں اپنے باپ کے اختیار میں رہے جوانی میں شوہر کے اختیار میں اور بیوہ ہونے کے بعد اپنے بیٹوں کے اختیار میں، خود مختار ہو کر کبھی نہ رہے۔

اس کے برعکس اسلام میں عورت کے رتبے کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام عورت کے حقوق کا ضامن ہے اور اسلامی نقطہ نگاہ سے مرد وعورت میں برابری رکھی گئی۔کتاب رُشد میں ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾[۲]

ترجمہ: اے لوگو ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے۔

دیگر مذاہب عالم میں عورت کو وہ مقام ومرتبہ نہیں دیا گیا جو اسلام کی بدولت عورت کو حاصل ہوا ہے کیونکہ قرآن مجید میں بھی مرد اور عورت میں مساوات بیان کی گئی اور عبد القادر اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"شریعت اسلامیہ میں مرد وعورت کے درمیان یہ مساوات آج سے تیرہ صدی قبل قائم کر دی تھی جب دنیا حقوق و فرائض میں مرد وعورت میں مساوات قائم کرنے کے لئے تیار نہ تھی اس

---

۱ منو سمرتی، منو، باب ۵:۴۵- http://fromhinduscriptures.blogspot.com/2010/10/manusmriti- chapter-5husbandwifefemalesh.html [accessed 25.1.2019]

۲ سورۃ الحجرات ۱۸/۱۳۔

لئے یہ کہنا درست نہ ہو گا کہ سوسائٹی کی ضرورت اس مساوات کا محرک بنی ہے بلکہ اصل محرک یہ ضرورت ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کے ان تمام اصولوں اور نظریات کے ساتھ تکمیل کر دی جائے جو اس کے کمال اور دوام کے لئے ناگزیر ہے عورت اور مرد کے درمیان مساوات قائم کر کے شریعت اسلامیہ نے جس رفعت کا مظاہرہ کیا ہے اس کا اندازہ ہمیں اس وقت ہوتا ہے جب ہمارے سامنے یہ حقیقت آتی ہے کہ جدید قوانین میں مرد اور عورت میں مساوات کا تصور انیسویں صدی میں قابلِ قبول ہوا ہے"[1]

ازدواجی زندگی کے متعلق ہندومت میں بہت سے ایسے قوانین ہیں جو کہ غیر فطری تھے ان میں خواتین کے حقوق کو ہمیشہ پامال کیا گیا ہے مثلاً ایک عورت کے کئی شوہر، مرد کو بغیر کسی حد کے تعددِ ازدواج کی اجازت، اپنی ذات سے اور خاندان سے باہر شادی نہ کرنا اور سب سے بڑھ کر ستی کی رسم جس میں عورت کو سب سے زیادہ ظلم کا نشانہ بنایا ہے کے علاوہ ہندومت میں ایسے شادی کے متعلق ایسے طریقے رائج ہیں جو ایک عام آدمی کی سمجھ سے باہر ہیں ایک رپورٹ کے مطابق:

"ہندومت میں ازدواجی زندگی بہت دردناک اور رسوا کن ہے ۱۹۸۷ء میں انڈیا میں عورتوں پر مجرمانہ حملوں اور قتل وغارت کے سب سے زیادہ ہوئے ہیں ہر سال دارالحکومت دہلی میں ۵۰۰ لڑکیوں کو کم جہیز لانے کی وجہ سے زندہ جلا دیا جاتا تھا، لیکن ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے ان وارداتوں کے مرتکب افراد سزا سے بچ جاتے تھے۔"[2]

چنانچہ پاکستان میں ہندو عورتوں کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے ان کے لئے باقاعدہ قانون سازی کی گئی تاکہ ان کو کسی قسم کے تشدد کا نشانہ نہ بنایا جاسکے ہندو میرج ایکٹ میں ہندو عورت کی رضامندی ہونا، حق وراثت، طلاق، خلع اور دوبارہ شادی کا حق حاصل ہے جب کہ پاکستان میں موجود مسلمان عورت کو اسلام کی طرف سے حقوق حاصل ہیں ارشاد ربانی ہے:

﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ﴾[3]

---

١ اسلام کا فوجداری قانون، عبد القادر، اسلامک پبلیکشنز لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۱۳۱۔

٢ روزنامہ نوائے وقت، ۵ نومبر ۱۹۸۸ء۔

٣ سورۃ البقرۃ: ۲/ ۲۳۲۔

ترجمہ: اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو پس وہ اپنی عدت تمام کر چکیں تو اب انہیں اپنے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق راضی ہو جائیں۔

اس کے ساتھ اس ایکٹ میں علیحدگی کی بدولت بچوں کے اخراجات کی ذمہ داری فریقین پر عائد کی ہے جب کہ اسلام یہ ذمہ داری مرد پر عائد کرتا ہے کہ وہ بیوی بچوں کے نان ونفقہ کا ذمہ اٹھائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ۖ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۚ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ ۗ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَن تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا﴾[1]

ترجمہ: اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں یہ اس کے لیے ہے جو دودھ کی مدت کو پورا کرنا چاہے اور باپ پر دودھ پلانے والیوں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق ہے کسی کو تکلیف نے دی جائے مگر اسی قدر کہ اس کی طاقت ہو نہ ماں کو اس کے بچہ کی وجہ سے تکلیف دی جائے اور نہ باپ ہی کو اس کی اولاد کی وجہ سے اور وارث پر بھی ویسا ہی نان نفقہ ہے پھر اگر دونوں اپنی رضا مندی اور مشورہ سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

جب کہ اس ایکٹ کے تحت جبری شادی کی بھی روک تھام ہوئی ہے کیونکہ ہندو تعلیمات میں بھی جبری شادی کی مخالفت کی گئی ہے کہ شادی کے لئے عورت اور مرد کی مرضی شامل ہونا ضروری ہے دیانند سرسوتی اس بارے میں لکھتے ہیں کہ

"لڑکی اور لڑکے کے اختیار میں بیاہ کا ہونا افضل ہے اگر ماں باپ بیاہ کا سوچیں تو بھی لڑکے اور لڑکی کی مرضی کے بغیر نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ایک دوسرے کی رضامندی شادی ہونے کے نتیجے میں رنجیدگی کم پیدا ہوتی ہے اور اولاد عمدہ ہوتی ہے بلا رضامندی کے بیاہ میں ہمیشہ تکلیف ہی رہتی ہے بیاہ میں خاص تعلق لڑکی لڑکے کا ہے ماں باپ کا نہیں۔"[2]

اسلام جس طرح مسلمانوں کو یہ اجازت دی گئی کہ وہ ایک زائد شادیاں کرسکتے ہیں بالکل اسی طرح پاکستان میں رہنے والے ہندوؤں کو بھی حکومتِ پاکستان کی جانب سے ہندو میرج ایکٹ کے سیکشن ۱۶ کے تحت یہ حق دیا گیا ہے کہ ہندو پہلی شادی کو ختم کرنے کے چھ ماہ بعد دوبارہ شادی کرسکتے ہیں ہندو کمیونٹی کے لئے اس ایکٹ کا ایک فائدہ

---

۱ سورۃ البقرہ: ۲/ ۲۳۳۔

۲ ستیارتھ پرکاش، سوامی دیانند سرسوتی کشن چند کمپنی، لاہور، ۱۹۵۴ء، ص ۱۰۷۔

یہ بھی ہوا ہے کہ وہ پاکستان میں رہتے ہوئے شادی بیاہ کے رسم وررواج مکمل طور پر ادا کرنے کی پوری آزادی حاصل ہے اس ایکٹ کے بعد پاکستان کا کوئی شہری انہیں روک نہیں سکتا اور وہ بلا جھجک اپنے رسم ورواج ادا کر سکتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ پاکستان میں ہندو خواتین کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے اس ایکٹ میں یہ بھی متعارف کرایا گیا کہ ایک ہندو عورت پاکستان میں رہتے ہوئے کچھ وجوہات کی بناء پر علیحدگی تو لے سکتی ہے لیکن حکومت پاکستان کی جانب سے بیوی اور بچوں کے نان ونفقہ کی ذمہ داری شوہر کو دی گئی ہے تاکہ بیوی اور بچوں کو معاشی تنگی کا سامنانہ کرنا پڑے اور اس ایکٹ میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ کوئی بھی اس کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اسے اس ایکٹ کے سیکشن ۲۲ کے تحت قید وجرمانہ کی سزا ہو گی۔

فصل چہارم:

ہندوؤں کو درپیش بعض سیاسی وفاعی مسائل اور ان کا حل

پاکستان میں رہتے ہوئے اقلیتوں کو جہاں سیاسی اور دفاعی حقوق حاصل ہیں تو وہی حقوق ہندوؤں کو بھی حاصل ہیں ان کے سیاسی حقوق میں دوہرے ووٹ کا حق، اجتماعات کی آزادی اور پاکستانی افواج میں شمولیت کا حق حاصل ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کو کچھ سیاسی اور دفاعی مسائل کا سامنا ہے ان کے سیاسی مسائل میں جداگانہ طرز انتخابات، جاگیر دارانہ نظام، سیاسی سرگرمیوں کے لئے معیار تعلیم پر پورانہ اترنا جبکہ جہالت، پسماندگی، پست معیارِ تعلیم، دفاعی سرگرمیوں کی طرف عدم توجہی وغیرہ جن کی وجہ سے ہندو اقلیت کے لئے دفاعی مسائل جنم لیتے ہیں چنانچہ پاکستان میں ہندوؤں کے درپیش سیاسی اور دفاعی مسائل اور ان کے حل کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سیاسی مسائل:

پاکستان میں ہندوؤں کو جہاں سیاسی حق حاصل ہے تو وہی پر انہیں چند مسائل بھی درپیش ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

جداگانہ طرز انتخاب:

پاکستان میں اقلیتوں کے لئے الگ جداگانہ طرز انتخابات[1] کا مطالبہ نہیں کیا گیا لیکن سب سے پہلے ۱۹۸۵ء میں جب جنرل ضیاء الحق نے پاکستان میں اقلیتوں کے لئے جداگانہ انتخابات کو متعارف کرایا تو اس بات کی مخالفت کی گئی لیکن ضیاء الحق نے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے ووٹ الگ کر دیئے اور یہ حکم صدارتی فرمان میں بھی شامل تھا کہ اقلیتوں کے الگ حلقے اور نمائندے ہوں گے اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ سیاسی جماعتوں کی اقلیتوں کی طرف دلچسپی کم ہوگئی اور نواز شریف اور بے نظیر کی حکومتوں نے بھی جداگانہ انتخابات ختم کرنے سے گریز کیا۔ اس بابت میں قومی کمیشن برائے امن وانصاف نے اقلیتوں کے مفاد کے لئے درج ذیل اعتراضات اٹھائے۔

۱. "جداگانہ طرز انتخاب سے مذہبی تعصب کو شہ ملتی ہے اور قوم کے اندر انتشار پھیلتا ہے۔
۲. اقلیتیں قومی سیاست کے دھارے سے الگ ہو جاتی ہیں۔
۳. اقلیتیں تیسرے درجے کی شہری بن کر رہ جاتی ہیں۔

---

۱ **جداگانہ طرز انتخابات:** اس طرز انتخاب کے تحت اقلیتی ووٹ کا الگ اندراج کیا جاتا ہے، ووٹوں کی الگ گنتی کی جاتی ہے اور بعد میں الگ نتائج مرتب کئے جاتے ہیں جبکہ مشترکہ طرز انتخاب میں اقلیتی اور اکثریتی ووٹ کا اندراج الگ نہیں ہوتا اور نہ ہی الگ نتائج مرتب کئے جاتے ہیں۔

۴. اقلیتیں مزید تقسیم ہو جاتی ہیں جس سے باہمی نفاق اور اختلاف جنم لیتا ہے۔

آخر کار پرویز مشرف نے جنوری ۲۰۰۲ء میں اقلیتوں کے لئے اصلاحات کیں اور جداگانہ طرز انتخاب کو ختم کر دیا چنانچہ ۲۰۰۲ء میں انتخابات مشترکہ طرزِ انتخاب کے تحت منعقد ہوئے۔"[1]

اونچے درجے کے ہندوؤں کا بار بار سیاسی نشستیں حاصل کرنا:

برصغیر پاک وہند و میں ذات پات اور فرقہ واریت کا عنصر بہت نمایاں ہے۔ وہ افراد جن کا تعلق اونچی ذاتوں سے ہے چاہے وہ مسلمان ہو یا ہندو، انہوں اپنی طاقت کے بل بوتے پر سیاسی، معاشی اور معاشرتی اداروں میں نمایاں نشستیں حاصل ہیں خاص طور پر دیہی علاقوں میں سیاسی میدان میں باپ کے بعد اسکے بیٹے کو وہ نشست حاصل ہو جاتی ہے اور یہی نشستیں نسل در نسل میں منتقل ہو جاتی ہیں اور وہ لوگ جو پست طبقے سے تعلق رکھتے ہیں انہیں سیاست میں حصہ نہیں ملتا چاہے وہ اس معیار پر پورے ہی کیوں نہ اترتے ہوں عام طور پر یہ حالات سندھ اور پاکستان کے دیگر علاقوں میں نمایاں ہیں جہاں ابھی بھی جاگیر دارانہ اور وڈیرہ نظام قائم ہے۔ ریٹائر جسٹس مہتا کیلاش ناتھ کوہلی کہتے ہیں کہ:

> "The political parties only give a party ticket to those who toe their line and not on merit. This is why not a single law to look after the rights of minority groups has been made here since 1947."[2]

لیکن گزشتہ چند برسوں سے حکومتِ پاکستان کی جانب سے انتہائی مثبت قدم اٹھایا گیا ہے کہ معیارِ تعلیم کے مطابق مواقع فراہم کئے گئے ہیں جس میں ذات و برادری کے نظام کو ختم کیا جس میں امیر غریب ہر طبقے کے افراد میرٹ کی بنیاد پر حصہ لے سکتے ہیں۔

سیاسی ہندو لیڈروں کا نچلی ذات کے ہندوؤں کے لئے آواز بلند نہ کرنا:

پاکستان میں ہندوؤں کے بدحالی کی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ ہندو جو پاکستان میں رہتے ہوئے نمایاں مقام حاصل کر چکے ہیں خاص طور پر سیاسی میدان میں سوائے چند ایک کے ہندوؤں کی معاشرتی حالت کو بہتر کرنے کے لئے اجتماعی آواز بلند نہیں کرتے۔ پاکستانی کمیشن برائے انسانی حقوق کی جانب سے "جائزہ انسانی حقوق ۲۰۰۵-۲۰۰۷ء" میں غیر مسلم اقلیتوں کی صورت حال کی سالانہ رپورٹس میں بڑے نمایاں انداز میں تشدد وہراس کے واقعات کو قلمبند کیا ہے کہ:

---

۱ جنوبی ایشیاء میں اقلیتوں کے حقوق، ریٹا منچندا (مترجم: ایم وسیم)، مشعل بکس لاہور، پاکستان، ستمبر ۲۰۰۶ء، ص ۱۴۷-۱۴۸۔

2 Issues of minority groups In Pakistan discussed, shazia hassan ,dawn news, https://www.dawn.com/news/1120108 [accessed 08-08-2019].

- "ایک میگھوار ہندو خاندان نے شکایت کی کہ انہیں کچھ ایسے افراد کے ہاتھوں خوف و ہراس کا نشانہ بنایا جارہا تھا جن کا تعلق سندھ کے وزیر اعلیٰ ارباب غلام رحیم سے تھا اس خاندان کی تشدد کا نشانہ بنانے کا مقصد مخصوص گریوں کے لئے سیاسی حمایت حاصل کرنا تھا۔ تنظیم حقوق انسانی پاکستان[1] کونسل ممبر جام ساقی کی سربراہی میں ایک تحقیقاتی ٹیم نے اس علاقے کا دورہ کیا یہ تحقیقاتی ٹیم اس نتیجے پر پہنچی کہ علاقے میں مقیم ہندو برادری، وزیر اعلیٰ اور اسکے رشتہ داروں کے ہاتھوں خوف و ہراس کا شکار تھی مزید ان پر ایک سکھ–اتم کو بھی گرفتار کرنے کا الزام تھا تحقیق کے بعد جام ساقی اور اسکی بیوی کے خلاف سندھ حکومت کے طرف سے کاروائی کی گئی۔"[2]

اس کے علاوہ

- "کراچی میں ایک لکشمی نامی ہندو لڑکی گم ہوگئی اسکے والدین کا کہنا تھا کہ انکی بیٹی کا اغواء کر لیا گیا ہے جبکہ پولیس کا کہنا تھا کہ اس نے گھر سے بھاگ کے شادی کی تھی ہندوؤں نے پولیس کے اس موقف کو ماننے سے انکار کر دیا کہ اس لڑکی کو اغواء کیا گیا تھا چنانچہ گزشتہ کچھ عرصے سے ہندو لڑکیوں کے اغواء کی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔"[3]

امر ناتھ رندھاوا[4] ایک ہندو سماجی کارکن جس کا ماننا ہے کہ "پاکستان میں ہندوؤں کے لئے باقاعدہ قانون سازی کی گئی اور تمام اقلیتوں کو تحفظ دینے کے لئے جبری تبدیلیِ مذہب کے بل کی منظوری دی گئی لیکن اس بل کے منظور ہونے کے بعد بھی اس طرح کے واقعات رونما ہونے کی ایک بڑی وجہ ہندوؤں کا آپس میں سیاسی طور پر متفق نہ ہونا ہے کہ سیاسی ڈھانچہ بنایا جائے کہ جو تمام افراد کو ان قوانین پر سختی سے پابند کر سکیں۔"[5]

---

۱ **تنظیم حقوق انسانی پاکستان:** غیر منافع بخش، آزاد اور جمہوری تنظیم جو کہ ۱۹۸۷ء کو قائم کی گئی، یہ تنظیم پاکستان کی قدیم تنظیموں میں سے ایک ہے، اس تنظیم کا مقصد انسانی حقوق کی حفاظت کرنا ہے اور اس تنظیم کا تعلق کسی بھی سیاسی جماعت سے نہیں ہے۔http://hrcp-web.org/hrcpweb/ (accessed 03-01-2020)

۲ پاکستان میں انسانی حقوق کی صورت حال ۲۰۰۵ء، رشید احمد چوھدری، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق، لاہور، ایوانِ جمہور، ۱۰۷ ٹیپو بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، ص ۱۵۱۔

۳ پاکستان میں انسانی حقوق کی صورت حال ۲۰۰۵ء، رشید احمد چوھدری، ۱۵۲۔

۴ **امر ناتھ رندھاوا:** ایک ہندو سماجی کارکن ہیں جو لاہور میں ایک غیر سیاسی ہندو تنظیم سے منسلک ہو کر پاکستانی ہندوؤں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرتے ہیں۔

۵ **انٹرویو:** امر ناتھ رندھاوا، ضمیمہ ص ۲۰۹۔

چنانچہ درج بالا تفصیلات سے یہ کہنا درست ہے کہ جہاں پاکستان میں ہندو اقلیت کی جانب سے یہ شکوہ رہا ہے کہ حکومت پاکستان کی جانب سے انہیں وہ حقوق فراہم نہیں کئے جاتے جن کے وہ حق دار ہیں تو اس ضمن میں ہندو اقلیت کے افراد اور سیاسی پارٹیوں کا بھی حق ہے کہ وہ اپنے حقوق کے لئے باقاعدہ آواز بلند کریں خصوصا ان افراد کے لئے جو شیڈولڈ کاسٹ ہندو برادری سے تعلق رکھتے ہیں تاکہ انہیں بروقت حقوق مل سکیں۔

سیاست میں آنے کے لئے معیارِ تعلیم پر پورانہ اترنا:

پاکستانی ہندوؤں کا سیاسی میدان میں شمولیت نہ کرنے کی ایک بڑی وجہ ان کا معیارِ تعلیم پر پورانہ اترنا ہے کیونکہ پاکستانی ہندوؤں کی اکثریت آبادی پسماندہ اور دیہی علاقوں سے تعلق رکھتی ہے اور اور اپنی پسماندگی کی بناء پر اس معیارِ تعلیم تک نہیں پہنچ سکتے کہ جو ایک سیاسی لیڈر کے لئے ہونی چاہیے۔ اور جن ہندوؤں کا تعلق دیہی علاقوں سے ہے اگر وہ سیاسی میدان میں نمایاں مقام حاصل کر چکے ہیں تو صرف جاگیر دارانہ نظام کی بدولت سوائے چند ایک کے جو اپنی قابلیت کی بنیاد پر سیاست میں آئے ہیں۔

پسماندہ علاقوں کے ہندوؤں کی سیاست میں عدمِ توجہی:

پاکستانی ہندوؤں کی اکثریت آبادی دیہی علاقوں میں موجود ہے جیسا کہ سندھ کے دیہی علاقوں مثلا عمرکوٹ وغیرہ میں جہاں ہندو بطور اکثریت موجود ہیں۔ ان علاقوں کے ہندوؤں کا ذریعِہ معاش بنیادی حیثیت رکھتا ہے کہ جسکی بدولت وہ اپنی بنیادی ضروریات پوری کر سکتے ہیں۔ اپنی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لئے سیاست اور دیگر معاشرتی اداروں سے ناواقف ہیں حالانکہ پاکستان میں اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق حاصل ہیں یہ ایک ایسا سیاسی حق ہے کہ جو پاکستان کی اکثریت مسلم عوام کو بھی حاصل نہیں ہے۔ ہندو سماجی کارکن کا کہنا ہے کہ "اگر ہندو برادری سیاست میں اپنی توجہ مرکوز کرے اور اپنے ووٹ کا درست استعمال کرے تو اپنی حالت خود بدل سکتی ہے۔ گذشتہ چند برسوں میں این جی اوز اور دیگر معاشرتی ادارے جو ہندوؤں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہے ہیں جیسا کہ پاکستان ہندو کونسل[1]، دلت سجاگ تحریک[2] وغیرہ جس میں منعقدہ اجلاس اور سیاسی ایجنڈوں کی بدولت اقلیتوں خاص طور پر

---

[1] **پاکستان ہندو کونسل:** پاکستان میں ہندوؤں کی ایک نمائندہ تنظیم جس کو ۲۰۰۵ء میں رجسٹرڈ کیا گیا اور اس کے بانی رامیش کمار وانکوانی ہیں اس تنظیم کا مقصد پاکستان میں ہندوؤں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنا ہے ۔ https://pakistanhinducouncil.org.pk/ [accessed 09- 09- 2019].

[2] **دلت سجاگ تحریک:** اس تحریک کا آغاز رادھا بھیل نے کیا، تحریک کا بنیادی مقصد پسماندہ علاقوں سے تعلق رکھنے والے شیڈولڈ کاسٹ ہندوؤں کے حقوق کے لئے کام کرنا ہے اور انہیں تحفظ اور انصاف فراہم کرنا ہے۔
(Dalit Manifesto (Dalit Sujaag Tehreek) & Dalit Constitution,Ghulam Hussain, https://www.academia.edu/25336133/Dalit_Manifesto_Dalit_Sujaag_Tehreek_and_Dalit_Constitution) [accessed 09- 09- 2019].

ہندوؤں کے سیاسی حقوق دوہرے ووٹ کا حق، حقِ رائے دہی جیسے بنیادی حقوق کا روشناس کرایا گیا ہے اور پاکستانی ہندو کمیونٹی کی توجہ سیاست کی جانب مرکوز کرانے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔"[۱]

پاکستان میں ہندوؤں کے درپیش سیاسی مسائل کے تجزیے سے معلوم ہوتا ہے پاکستان میں ہندو اقلیت کو جہاں سیاسی آزادی حاصل ہے تو وہی پر انہیں سیاسی مسائل بھی درپیش ہیں اور ان مسائل کی بنیادی وجہ سیاست کا ایک ہی خاندان تک مخصوص ہونا ہے کہ اُسی خاندان کے افراد سیاسی نشستیں حاصل کرتے رہتے ہیں اور باقی ہندو اقلیتی افراد اور خاص طور پر شیڈولڈ کاسٹ ہندو پیچھے رہ جاتے ہیں۔

دفاعی مسائل:

تعلیم کی کمی:

تعلیم کسی بھی قوم کے لئے ترقی کا باعث بنتی ہے اور یہی زیور قوم کی ترقی کے لئے بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ پاکستان میں ہندو تعلیمی لحاظ سے بہت پسماندہ ہیں اور ان کے مسائل کی ایک بڑی وجہ ان میں تعلیم کی کمی ہے اور خاص طور پر وہ شیڈولڈ کاسٹ ہندو جو پاکستان کے پسماندہ اور دیہی علاقوں میں رہائش پذیر ہیں۔ پنجاب لوک سجاگ[۲] کی ایک رپورٹ کے مطابق " مجموعی طور پر اقلیتوں میں تعلیمی پسماندگی پائی جاتی ہے۔اور خاص طور پر شیڈولڈ کاسٹ ہندو تعلیم سے دور اور بہت غریب ہیں پنجاب اسمبلی کے رکن کانجی رام کے مطابق شیڈولڈ کاسٹ ہندو پاکستان میں سب سے زیادہ غربت اور پسماندگی کا شکار ہیں کہ انہیں معیارِ زندگی بہتر کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ تعلیم کے مواقع فراہم کرنے چاہییں۔"[۳]

دفاعی سرگرمیوں کی طرف عدمِ رجحان:

پاکستانی ہندو کمیونٹی کا پاکستانی دفاع میں شامل نہ ہونے کی ایک وجہ دفاعی سرگرمیوں کی طرف عدمِ رجحان ہے پاکستان میں ہندو کمیونٹی جہاں تمام معاشرتی اداروں سے منسلک ہے تو وہی پر پاکستانی افواج میں شامل نہ ہونے کی ایک وجہ انکی اپنی سوچ اور صلاحیت بھی ہے ہندو کمیونٹی کا یہ ماننا ہے کہ انہیں پاکستانی ہندو ہونے کے ناطے پاکستانی دفاع میں شامل نہیں کیا جاتا کہ ان کے پاکستان میں رہتے ہوئے مشکوک نظروں کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر عہدِ نبوی سے ابھی تک جہاں اقلیتوں و غیر مسلموں کو دفاعی سرگرمیوں میں شامل کیا گیا اسکی اہم وجہ ان اقلیتوں کا دفاع میں

---

۱ انٹرویو: امرناتھ رندھاوا، ضمیمہ ص ۲۰۹۔

۲ **پنجاب لوک سجاگ:** ایک سماجی تنظیم جو پاکستان میں متبادل میڈیا کے طور پر کام کرتی ہے۔ http://sujag.org/authors/lok-sujag [accessed 09- 09- 2019].

۳ صلح کل، پنجاب لوک سجاگ، جانسن، لاہور ۲۰۱۵ء، ص ۲۔

رجحان اور شمولیت کے لئے معیار پر پورا اترنا بھی تھا لیکن آج کے دور میں ہندوؤں کا دفاع میں شامل نہ ہونے کی ایک وجہ ان کا سست روی کا شکار ہونا ہے۔

حب الوطنی کا مشکوک ٹھہرایا جانا:

"پاکستانی ہندوؤں کا پاکستانی فوج میں شامل نہ ہونے کی ایک بڑی وجہ انکے حب الوطنی کے جذبے کو مشکوک ٹھہرایا جانا ہے اور انہیں عوام الناس کی جانب سے بھی شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے کہ جیسے وہ پاکستان میں رہتے ہوئے بھی پاکستان کے وفادار نہیں ہے۔"[1]

۱۹۴۷ء سے پاک ہند کے تعلقات کا اندازہ لگایا جائے تو ان دونوں ہمسایہ ممالک میں دیرینہ حل طلب تنازعات اور باہمی اعتماد نہ ہونے کے برابر رہا ہے ان دونوں ممالک کے تعلقات کو ہمیشہ سے شک وشبہات کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اور دنیا میں ہندومت کی سب سے زیادہ آبادی انڈیا میں موجود ہے اور جس طرح بھارتی ہندوؤں کے بارے میں پاکستانی افراد کے ذہنوں میں شکوک وشبہات اور عدم تحفظ پایا جاتا ہے بالکل اسی طرح پاکستانی مسلم افراد ہندو اقلیت کے بارے میں گمان کرتی ہے اور انہیں شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جبکہ پاکستانی دفاع میں ان افراد کو شامل کیا جاتا ہے جن کے بارے میں یہ یقین ہو کہ ان سے پاکستانی دفاع کو کوئی خطرہ نہیں ہو گا چنانچہ پاکستانی ہندوؤں کے حب الوطنی کے جذبے کو مشکوک ٹھہرانے کی بناء پر انہیں دفاعی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

مسائل کا حل اور سفارشات:

پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کے درپیش سیاسی اور دفاعی مسائل جن میں پست معیار تعلیم ، دفاعی سرگرمیوں میں عدم توجہی ، حب الوطنی کو مشکوک ٹھہرایا جانا جیسے مسائل ، اور ان کا حل درج ذیل ہے۔

- **حق حمایت وتحفظ:**

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں رہتے ہوئے حکومت اداروں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ پاکستان میں موجود نہ صرف ہندو بلکہ تمام اقلیتوں کو انکی عزت وآبرو، جان مال کا تحفظ کیا جائے، بیرونی طاقتوں کی طرف سے ہونے والے مظالم کی روک تھام کی جائے اور ان کو دفاع بہم پہنچایا جائے۔

---

۱ **انٹرویو:** امرناتھ رندھاوا، ضمیمہ ص ۲۰۹۔

"امام پر اہل ذمہ کا دفاع کرنا اور مسلمانوں اور کافروں میں سے جو کوئی بھی ان کو تکلیف پہچانا چاہے اس کو روکنا، ان کے قید ہونے والے افراد کو رہائی دلانا، اور ان سے چھینے گئے اموال ان کو واپس کرنا فرض ہے۔"[1]

- **معاشرے میں اقلیتوں کی جانب سے اعتماد کی بحالی:**

پاکستان میں اقلیتوں کی جانب سے دفاع میں شمولیت نہ کرنے کی ایک بڑی وجہ پاکستانی اکثریت عوام کا اقلیتوں پر عدمِ اعتماد ہے اور خاص طور پر پاکستان میں موجود ہندو کمیونٹی کے لئے اعتماد کی بحالی ایک بڑا چیلنج بن چکی ہے پاکستان میں ہر چڑھتے سورج کے ساتھ ہندوؤں کی جانب سے ایسے واقعات وقوع پذیر ہوئے ہیں کی جن کی بدولت اکثریت اور اقلیت میں تعلق کی فضاء قائم نہیں رہی اور تمام لوگ عدمِ اعتماد کا شکار ہو جائے ہیں اس لئے قابلِ ستائش بات یہ ہے کہ مسلم اکثریت ہندوؤں کے درمیان تعلقات کو بہتر کیا جائے تاکہ ہندو اقلیت زیادہ سے زیادہ پاکستانی دفاع میں حصہ لے سکے۔

- **اقلیتوں کو تعلیمی زیور سے آراستہ کرنا:**

ملک میں موجود اقلیتی افراد کو درپیش چیلنجز کے حل کے لئے ضروری ہے کہ اقلیتوں کو زیادہ سے زیادہ تعلیم دی جائے کہ جس کی بدولت وہ اپنے بنیادی حقوق حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے مسائل کو حل کر سکیں۔ پاکستان آرمی میں اقلیتوں کے کردار پر نظر ثانی کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی غیر مسلم برادری کا فرد جو اعلیٰ تعلیم حاصل کر چکا ہے وہ پاکستانی دفاع میں نمایاں کردار ادا کر رہا ہے جیسا کہ ہرچرن سنگھ (پیدائش ۱۹۸۷) پاکستان آرمی میں کمیشن حاصل کرنے والے پہلے سکھ آفیسر ہیں۔ وہ پاکستان کے ننکانہ صاحب میں پیدا ہوئے تھے، جو سکھ مت کے بانی گرو نانک کی جائے پیدائش بھی ہیں۔ انہوں نے پاکستان فوجی اکیڈمی (پی ایم اے) صوبہ خیبر پختونخوا کے صوبہ کاکول میں شمولیت اختیار کی۔۔ ہرچرن پی ایم اے سے فارغ ہوا اور ۲۷ اکتوبر ۲۰۰۷ کو پاک فوج میں کمیشن چلا گیا۔ ہرچرن کا کہنا ہے کہ: "یہ میرے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے کہ آج میں خاکی وردی میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ مجھے ایک بڑی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔"[2]

---

۱ المجموع شرح المھذب (والتکملۃ الثانیہ) محی الدین نووی الشیرازی، ناشر ذکریا علی یوسف، قاہرہ، مصر، ج۱۸، ص۱۹۷۔

2 https://www.slideshare.net/mzhrmlk123/pst-70180671 [accessed 12-10-2019].

اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پاکستان میں موجود اقلیتوں کو وہ تمام حقوق دیئے ہیں جو ایک اکثریت عوام کے پاس ہیں کسی بھی منصب یا عہدے کا تعلق کسی مخصوص ذات، نسل، رنگ یا زبان سے نہیں بلکہ انسان کی اپنی قابلیت سے ہے کہ جس کی بدولت وہ معاشرے میں نمایاں مقام حاصل کر سکتا ہے۔

- **سیاست کو ایک ہی خاندان تک محدود نہ رکھنا:**

پاکستان میں نہ صرف ہندو بلکہ تمام افراد کے سیاست میں حصہ دینا ان کا بنیادی حق ہے کیونکہ "قانون کی نظر میں سب یکساں ہیں اور خاص طور پر سیاست کو کسی ایک خاندان تک محدود نہیں کرنا چاہیے کہ باپ کے بعد اسکے بیٹے کو وہ نشست حاصل ہو جائے بلکہ اس کے کئے معیارِ تعلیم پر پورا اترنا ضروری ہے عام طور پر پاکستان میں یہ عمل واضح ہے کہ باپ کے بعد اسکے بیٹے کو سیاست میں وہی مقام حاصل ہو جاتا ہے اور یہی نظام مسلسل چلتا رہتا ہے پاکستان میں سیاست کا تعلق چاہے تو مسلم اکثریت سے ہو یا ہندو، عیسائی، بہائی کسی بھی طبقے سے سیاست کو ایک ہی خاندان تک محدود نہیں رکھنا چاہئے بلکہ سیاست میں شمولیت تمام افراد کا بنیادی حق ہے۔"[1]

- **پسماندگی اور جہالت کو ختم کرنا:**

کسی بھی معاشرے کی بگاڑ کی ایک بڑی وجہ وہاں کے لوگوں کی جہالت اور پسماندگی ہے اور چاہے وہ معاشرہ کوئی بھی ملک ہو یا اس کا تعلق کسی اکثریتی طبقے سے ہو اقلیتی طبقے سے ہو۔" پاکستان میں جہاں اقلیتوں کے لئے باقاعدہ قانون سازی کی گئی انہیں پاکستان میں رہتے ہوئے ہر طرح کا حقوق حاصل ہیں تو سیاست کے میدان میں بھی آزادی تحریر و تقریر، مخصوص نشستیں، دوہرے ووٹ کا حق اور اسکے ساتھ ساتھ مسلح افواج میں شمولیت کا حق رکھتے ہے۔ اس سب کے لئے اہم ہے کہ پسماندگی اور جہالت کا خاتمہ ہو نیز بہتر معیارِ تعلیم کے مطابق بہتر انداز سے اپنے حقوق حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔"[2]

مثبت پیش رفت:

پاکستانی ہندوؤں کے لئے جہاں باقاعدہ قانون سازی کی گئی اور ان کو حقوق بہم پہنچانے کے لئے باقاعدہ کمیشن تشکیل دیا گیا تا کہ ان کی حق تلف نہ کی جاسکے۔ سینٹ کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق نے اقلیتوں کے حقوق کے لئے آواز بلند کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

---

۱ **انٹرویو:** امر ناتھ رندھاوا، ضمیمہ ص ۲۰۹۔

۲ **انٹرویو:** امر ناتھ رندھاوا، ضمیمہ ص ۲۰۹۔

"پاکستان میں اقلیتوں کو دیگر بنیادی حقوق ملنے کے ساتھ ساتھ سیاست میں میں نمایاں نشست حاصل ہوئی اور پاکستان میں ہندو اقلیت کے رمیش کمار کو یہ شرف حاصل ہوا کہ وہ قومی اسمبلی کی عام نشست حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اور مارچ ۲۰۱۹ء میں سینٹ کے انتخابات میں تھرپاکر کے علاقے سے تعلق رکھنے والی کرشنا کماری ہندو اقلیت سے تعلق رکھنے والی وہ پہلی خاتون تھیں جو سندھ میں خواتین کی مخصوص نشستوں پر سینٹ کی رکن منتخب ہوئیں۔"[1]

انسانی حقوق کی جدوجہد میں ہندوؤں کا کلیدی کردار:

ہندو اقلیت نے انسانی حقوق کی جدوجہد میں کلیدی کردار ادا کیا میرپور خاص سے تعلق رکھنے والے روپچی رام کا نام کارکنوں میں سرفہرست ہے جنہوں نے انسانی حقوق کے لئے کافی تگ و دو کی۔ اسی طرح سندھ میں سوبھو گیان چندانی، دادی لیلاں وتی، پی کے شاہانی، رام سنگھ سوڈھا، ڈاکٹر کٹھاؤ جانی، ڈاکٹر گلاب رائے اوڈ، سیٹھ کیول رام، ڈاکٹر نیل کنتھ، حکموں مل بھیل، کرشن شرما، ساجن داس چندانی، مدن صحافی شرام مشہوری، سریش راجانی ایڈوکیٹ، سدھام آہوجا، جگن داس شرما، دیوان چند ایڈوکیٹ، دھرم داس، مزدب اوکھو، بھگوان داس، تھانورداس، ڈی ایم پرمار، کے ایم رانو بھیل اور منگل پریتم سمیت کئی ارکان انسانی حقوق کے شعور کی بیداری کے لئے عملی جدوجہد کر رہے ہیں[2] یہ کارکن سندھ میں جاگیردارانہ نظام کی برائیوں کے خلاف شعور بیدار کرنے اور انہیں اپنے حقوق کے لئے منظم کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں تاکہ ایک باشعور معاشرہ تشکیل پاسکے۔

---

۱ پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتِ حال کی رپورٹ ۲۰۱۸ء، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق، ص ۱۲۲۔

۲ پاکستان اور اقلیتیں، احمد سلیم، ص ۳۰۳۔

خلاصہ باب:

پاکستان میں ہندو اقلیت کے سیاسی حقوق کے حوالے سے جہاں پاکستان میں مسلمانوں کو قرآن و سنت اور دستور مملکت کے مطابق مکمل آزادی حاصل ہے تو وہی پر پاکستان میں موجود ہندو کمیونٹی اور باقی اقلیتوں کو بھی حق احتجاج، آزادی تحریر و تقریر، دوہرے ووٹ کا حق، حق رائے دہی اور قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں مخصوص نشستوں کا حق حاصل ہے۔ اگر ہندو اقلیت کے سیاسی حقوق کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ہندو اقلیت کے سیاسی حقوق کا اس قدر خیال رکھا گیا ہے کہ وہ مملکتِ پاکستان میں آزاد اور خود مختار حیثیت رکھتے ہیں جس کے باعث پاکستان میں رہتے ہوئے مرکزی اور صوبائی سطح سے لے کر ضلعی سطح تک تمام سیاسی حقوق و مراعات حاصل ہیں پاکستان میں بسنے والے ہندو اقلیت کو اب بھی وہی مراعات دی گئی ہیں جو قیام پاکستان کے وقت انہیں حاصل تھے۔

اسلام نے اقلیتوں کو حقوق کی فراہمی کے لئے مذہب کی بنیاد کوئی امتیاز نہیں برتا گیا۔ انہیں وہی حقوق حاصل ہوئے جو مسلم افراد کے پاس تھے اور جہاں تک اقلیتوں کی عسکری خدمات کا تعلق ہے تو عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اقلیتوں کو ملکی دفاع اور ملکی سلامتی کے لئے افواج میں شامل نہ کیا جائے۔ چونکہ رسول ﷺ کی حیات مبارکہ تمام کے لئے مشعلِ راہ ہے تو آپ ﷺ نے بھی اپنی حیاتِ مبارکہ میں غیر مسلموں سے جنگی خدمات لی اور انکا معاوضہ بھی ادا کیا حتیٰ کہ خلفاء راشدین کے حکومتی عہد میں بھی غیر مسلم افراد کو فوج میں شامل کیا گیا اور ان سے دفاعی خدمات لی گئیں چنانچہ علماء کرام اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ جن غیر مسلموں کی وفاداری اور دیانت داری پر یقین ہو تو انہیں ملک کے حساس اداروں میں شامل کر سکتے ہیں اور ان سے عسکری خدمات لی جا سکتی ہیں۔

آغاز اسلام میں ملکی و فوجی محکمے الگ الگ نہیں تھے جیسے جیسے وقت گزرتا گیا ملکی اور فوجی محکمے الگ الگ ہو گئے بالکل اسی طرح محمد بن قاسم نے سندھ فتح کیا تو ہندو اقلیت کے افراد جن اونچے عہدوں پر فائز تھے ان کے عہدوں کو برقرار رکھا گیا اور محمود غزنوی، بنو امیہ کے دورِ حکومت، سلاطینِ دہلی، مغلیہ دورِ حکومت اور اورنگ زیب عالمگیر جسے بت شکن کہا جاتا ہے اس کے عہد میں بھی ہندو عسکری خدمات ادا کرنے میں نمایاں تھے چنانچہ آئینِ پاکستان میں بھی اقلیتوں کو یہ حق ہے کہ وہ پاکستانی مسلح افواج میں شامل ہو سکتے ہیں جہاں تک ہندو اقلیت کا پاکستانی دفاع میں شامل ہونے کا سوال ہے تو ۲۰۰۲ء میں پاکستانی اقلیتوں کو فوج میں شمولیت اختیار کرنے کی باقاعدہ منظوری دی گئی جس کے باعث ہندو اقلیت پاکستانی دفاع میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔

ہندو اقلیت پاکستان کی دوسری بڑی اقلیت ہے اور انہیں بھی پاکستان میں رہتے ہوئے وہی عزت و تکریم حاصل ہے جو اکثریتی مسلم عوام کو حاصل ہے پاکستان میں جس طرح مسلم خواتین کے حقوق کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے لئے حقوق نسواں کا بل پاس کیا گیا جس میں خواتین کے تحفظ کو یقینی بنایا گیا بالکل اسی طرح ہندو خواتین کو بھی

قانونی تحفظ فراہم کیا گیا۔ کیونکہ ہندو معاشرے میں عورت کو حقیر چیز سمجھتا جاتا رہا ہے لیکن پاکستانی معاشرے میں رہتے ہوئے ہندو اقلیت کی خواتین کے تحفظ کے لئے باقاعدہ قانون سازی کی گئی اور حال ہی میں ان کے تحفظ کے لئے ہندو میرج ایکٹ بنایا گیا اس سے پہلے بھی پاکستان میں موجود دستوری آئین کے مطابق اقلیتوں کے ساتھ منصفانہ سلوک کیا جاتا رہا ہے لیکن موجودہ صورت حال کے سبب کچھ شدت پسند عناصر کی وجہ سے ہندوؤں کے حقوق پامال کرنے کی کوشش کی گئی لیکن حکومت پاکستان کی جانب سے حق تحفظ کے لئے ہندو میرج ایکٹ بنایا گیا جس میں جبری شادی، کم عمری کی شادی، بچوں کی دیکھ بھال اور پرورش کی ذمہ داری، بیوہ کو دوسری شادی کا حق، طلاق اور خلع جیسے حقوق کو واضح کیا۔ علاوہ ازیں پاکستان میں تمام اقلیتوں کے جبری مذہب تبدیلی کی روک تھام کے لئے ۲۰۱۹ء میں بل کی منظوری دی گئی جس سے نہ صرف ہندو بلکہ پاکستان میں موجود تمام اقلیتوں کو تحفظ حاصل ہوا ہے۔

پاکستان میں رہتے ہوئے ہندو اقلیت کو جہاں مسلم اکثریتی عوام کی طرح حقوق حاصل ہیں تو وہی پر انہیں کچھ سیاسی و دفاعی مسائل بھی درپیش ہیں اور اگر ان مسائل کی بنیادی وجہ تلاش کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسائل جنم لینے کی بنیادی وجہ نظریات میں اختلاف ہے پاکستان میں موجود نہ صرف ہندو بلکہ تمام اقلیتیں ملک پاکستان کے لئے یہ نظریہ قائم رکھے ہوئے ہیں پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے جس کے ناطے ان کی حقوق تلفی کی جائے گی اور کیونکہ ملکِ پاکستان میں صرف مسلمانوں کے حقوق کی پاسداری کی جاتی ہے اور دوسری طرف مسلم عوام میں یہ نظریہ پایا جاتا ہے کہ پاکستان میں جتنی بھی اقلیتیں موجود ہیں سب مذہب کی بنیاد پر الگ حیثیت رکھتی ہیں جس کی وجہ سے پاکستان میں اقلیتوں کے لئے مسائل جنم لیتے ہیں۔

پاکستان میں ہندو اقلیت کے سیاسی مسائل میں جداگانہ طرز انتخاب ، سیاست میں مخصوص نشستیں ہونا، سیاست ایک ہی خاندان تک محدود ہونا، سیاست کے لئے معیارِ تعلیم پر پورا نہ اترنا وغیرہ شامل ہیں جبکہ دفاعی مسائل میں حب الوطنی کو مشکوک ٹھہرایا جانا، پست معیارِ تعلیم ، دفاعی سرگرمیوں کی طرف عدم رجحان ہے چنانچہ ہندو اقلیت کے سیاسی و دفاہی مسائل کے حل کے لئے ضروری ہے کہ انہیں پاکستان میں رہتے ہوئے مکمل تحفظ فراہم کیا جائے ، ہندو کمیونٹی کی پسماندگی اور جہالت کو ختم کیا جائے اور سیاست کو ایک ہی خاندان تک محدود نہ رکا جائے بلکہ اسلامی تعلیمات اور آئین پاکستان کے تحت جو حقوق غیر مسلموں کے ہیں وہ حقوق نہ صرف ہندو بلکہ پاکستان کی تمام اقلیتوں کو بہم پہنچائے جائیں تاکہ ہندو کمیونٹی سیاسی میدان اور پاکستانی دفاع میں بہتر کردار ادا کرسکیں۔

باب چہارم

ہندو کمیونٹی کے معاشی و معاشرتی حقوق

فصل اول: معاشی حقوق

فصل دوئم: معاشرتی حقوق

فصل سوئم: ہندو اقلیت کی فلاح و بہبود کے لئے سماجی ادارے اور ان کا کردار

فصل چہارم: ہندوؤں کو درپیش معاشی و معاشرتی مسائل اور ان کا حل

فصل اول

معاشی حقوق

پاکستان میں جہاں ہندو اقلیت کو مذہبی، سیاسی، معاشرتی اور دیگر حقوق حاصل ہیں وہی پر انہیں معاشی حقوق بھی حاصل ہیں ان کے معاشی حقوق میں سرکاری ملازمتوں میں برابری کا حق، اجرت پر کام کروانا، حق املاک، کاروبار میں آزادی، درآمدات بر آمدات کی آزادی، زراعت کے شعبہ میں ترقی کے علاوہ پاکستان میں اقلیتوں کو یہ بھی حق ہے کہ انکی بیت المال کے پیسے سے مدد کی جائے تاکہ وہ نئے کاروبار کا اجراء کر سکیں۔ آئین پاکستان میں جس طرح پاکستانی عوام کے معاشی حقوق کا خیال رکھا گیا بلکل اسی طرح اقلیتوں کو بھی معاشی تحفظ فراہم کیا گیا۔ پاکستان میں ہندو اقلیت کے معاشی حقوق درج ذیل ہیں۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کے آرٹیکل ۳۶ کے تحت:

"**آرٹیکل ۳۶۔ اقلیتوں کا تحفظ:** مملکت پاکستان اقلیتوں کے جائز حقوق اور مفادات اور جن وفاقی اور صوبائی ملازمتوں میں ان کو مناسب پذیرائی حاصل ہے کا تحفظ کرے گی۔"[۱]

تشریح: "آئین پاک کی مد میں ملک میں موجود تمام اقلیتی فرقوں کو مساوی حقوق حاصل ہیں۔ اس مستقل آئین کے بدولت انہیں مکمل تحفظ دیا گیا ہے نقل و حمل، اجتماع کی آزادی، تجارت کاروبار اور پیشے کی آزادی کے علاوہ مذہب پر قائم رہنے، اس پر عملدرآمد کرنے، اسکی تشہیر و تطہیر کا حق دیتا ہے۔"[۲]

"**آرٹیکل ۳۸۔ عوام کی معاش اور معاشرتی فلاح و بہبود کا فروغ:** "مملکت، شہریوں کے معیار زندگی کو بلند کرنے، وسائل کی پیداوار اور دولت کی تقسیم اور اسے مخصوص ہاتھوں میں جمع ہونے سے روکنے کے لئے کہ جس سے مفاد عامہ کو نقصان نہ پہنچے مزارع زمیندار، ماجور و آجر کے حقوق کی منصف تقسیم کی ضمانت دے کر بغیر مذہب، ذات جنس، نسل کے لحاظ سے لوگوں کی فلاح کے حصول کے لئے جہد کرے گی۔"[۳]

انسان کی زندگی میں معاش کی بہت زیادہ اہمیت ہے جو کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے اور یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ شہریوں کو معاشی حقوق بہم پہنچائے اور انکی معاشی ضروریات کا خیال رکھے۔ پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے جس میں بلا امتیاز تمام شہریوں کو معاشی تحفظ فراہم کیا جاتا ہے اور پاکستان میں ہندو اقلیت کو ہر لحاظ سے معاشی

---

۱ آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳ء، زاہد حسین انجم، منصور بک ہاؤس، ۲۔ کچہری روڈ (انار کلی) لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۵۲۔

۲ ایضا۔

۳ ایضا، ص ۵۶۔

حقوق حاصل ہیں سرکاری ملازمتوں میں برابری کا حق، نئے کاروبار کا اجراء، پاکستان میں رہتے ہوئے ہندو اقلیت کا زراعت، صنعت اور ماہی گیری جیسے بڑے پیشوں سے منسلک ہونا نیز حکومت پاکستان پر ہندو اقلیت کے معاشی تحفظ کے ساتھ ساتھ یہ بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ بوقت ضرورت انکی بیت المال سے مدد کرنا تاکہ وہ ملکی معیشت میں اہم کردار ادا کریں۔

پاکستان میں رہتے ہوئے ہندو اقلیت کے معاشی حقوق درج ذیل ہیں:

سرکاری ملازمتوں میں برابری کا حق:

پاکستان میں ہندو اقلیت کو وہ تمام معاشی حقوق حاصل ہیں جو اکثریت عوام کو حاصل ہیں کیونکہ آئین پاکستان میں ہر شہری کے ساتھ حسن سلوک کی ضمانت دی گئی ہے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین آرٹیکل ۲۷ کے مطابق:

"پاکستان کا کوئی بھی شہری جو دیگر اعتبار سے سرکاری ملازمت میں لئے جانے کا مستحق ہو گا محض ذات، مذہب یا نسل کے اختلاف پر ملازمت میں لئے جانے سے نہیں روکا جائے گا۔"[۱]

ان شہریوں میں تمام اقلیتی اور اکثریتی افراد شامل ہیں جن کو سرکاری ملازمت کا حق ہے اور اقلیتوں کے معاشی حقوق کا خاص خیال رکھتے ہوئے ان کی ملازمتوں کے لئے خصوصی اقلیتی کوٹہ مختص کیا گیا ہے اور انہیں بھی پاکستانی کا شہری ہونے کے ناطے تمام معاشی اور معاشرتی حقوق دیئے گئے ہیں پرنٹ میڈیا اور دیگر رپورٹس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ملک میں ہندو اقلیت کو صرف نچلے درجے کے کام سونپے جاتے ہیں شیڈول کاسٹ ہندو اور دلیت خاکروب، زراعت کے شعبے میں مزارے اینٹوں کے کارخانے میں کام کرنے ملازم اور دیگر ایسے کام اور ملازمتیں جو مسلمان اپنے لئے پسند نہیں کرتے وہ کام پاکستانی ہندوؤں سے کروائے جاتے ہیں جب کہ اصل صورت حال کے مطابق پاکستان کی چالیس فیصد آبادی غربت کے خط سے نیچے کی زندگی گزار رہی ہے ان میں نہ صرف ہندو بلکہ مسلمان اور دیگر اقلیتیں بھی شامل ہیں جن کے پاس وسائل کی کمی ہے جو پست معیار زندگی گزارنے پر مجبور ہیں چونکہ ہندوؤں کی ایک بڑی تعداد سندھ میں موجود ہے اور عمرکوٹ اور تھرپارکر جیسے علاقوں میں مقیم ہیں جہاں پورے پاکستان کی نسبت وسائل کی کمی ہیں وہاں نہ صرف ہندو بلکہ مسلمانوں کے پاس بھی وسائل کی کمی ہے قحط، خشک سالی، بارشوں کا بروقت نہ ہونا، شرح پیدائش واموات میں اضافہ جیسی وجوہات کی بناء پر نہ صرف ہندو اقلیت بلکہ مسلمان بھی مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں لیکن اس کے برعکس جہاں وسائل کی فراوانی ہے وہاں ہندو اقلیت بھی اعلیٰ معیار زندگی گزار رہے ہیں کراچی، لاہور، اسلام آباد، جیسے پاکستان کے بڑے شہروں میں ہندو اعلیٰ سرکاری

---

۱ آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳ء، زاہد حسین انجم، ص ۴۰۔

عہدوں پر فائز ہیں خاص طور پر سیاست اور طب کے شعبے میں خوب ترقی کر رہے ہیں اور عزت و تکریم کے ساتھ گزر بسر کر رہے ہیں۔

کاروبار کی آزادی:

اسلامی حکومت میں کسب معاش کے سلسلے میں کسی قسم کی پابندی نہیں پاکستان میں جہاں ہندو اقلیت کو سرکاری ملازمت کا حق حاصل ہے وہی پر ہندو اقلیت کو کاروبار کی بھی مکمل آزادی ہے کہ وہ اپنی رضا سے کوئی بھی کاروبار کر سکتے ہیں لیکن پاکستانی قوانین کی مدِ نظر رکھتے ہوئے وہ کوئی بھی ایسا کاروبار نہیں کر سکتے جس سے ملک کو نقصان پہنچے مثال کے طور پر بغیر لائسنس کے اسلحہ کی خرید و فروخت، منشیات کی خرید و فروخت، بھتہ خوری، حد سے زیادہ منافع حاصل کرنا، حکومتی خزانے میں کاروباری ٹیکس جمع نہ کروانا وغیرہ شامل ہے چنانچہ وہ پاکستان میں رہتے ہوئے ہر وہ کاروبار کر سکتے ہیں جس سے نہ صرف انہیں بلکہ پاکستانی معیشت کو بھی فائدہ پہنچے۔اس کے ساتھ ساتھ پاکستان میں اقلیتوں کو یہ بھی آزادی حاصل ہے کہ وہ، ہر وہ کاروبار کر سکتے ہیں جو ان کے ہاں جائز سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن اسلام میں ان سے ممانعت ہے اور جو مسلمان نہیں کرتے لیکن غیر مسلموں کو ان کے بارے میں بھی مکمل آزادی حاصل ہے۔ابو جصاص اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

> "چنانچہ غیر مسلم اپنے درمیان شراب اور خنزیر کی خرید و فروخت میں آزاد ہیں۔اگر مسلمان کسی غیر مسلم کی شراب یا خنزیر کو نقصان پہنچائے تو وہ اس کا تاوان ادا کرنے کا ذمہ دار ہو گا۔"[1]

اس سے دو نقاط واضح ہوتے ہیں ایک یہ کہ اسلامی نقطہ نگاہ اور قوانین کے تحت وہ خمر و خنزیر کی خرید و فروخت کر سکتے ہیں لیکن انکی اس خرید و فروخت کا مسلمانوں کی آبادی سے کوئی لین دین نہیں ہو گا دوسرا نقطہ یہ کہ اگر مسلم آبادی کا کوئی بھی شخص ان کے ایسے کاروبا کو نقصان پہنچائے گا تو وہ تاوان ادا کرے گا اس ضمن میں ہندو اقلیت کو مکمل آزادی حاصل ہے کہ وہ ایسا کاروبار کر سکتے ہیں جو ان کی تعلیمات کے مطابق جائز ہے لیکن وہ اس طرح کی خرید و فروخت صرف اور صرف اقلیتی افراد تک ہی محدود رکھیں گے اور مسلمانوں میں انکی فروخت نہیں کی جائے گی کہ جس سے پاکستانی عوام کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

علاوہ ازیں پاکستان میں رہتے ہوئے ہندو تاجر زرعی اجناس کی خرید و فروخت، ملبوسات اور جڑی بوٹیوں سے بنی اشیاء، زیورات اس کے علاوہ بیرون ممالک سے درآمدات و برآمدات کا کام سرانجام لاتے ہیں جو پاکستانی معیشت میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں پرنٹ میڈیا اور انٹرنیٹ کے تیز رفتار زمانے میں دنیا گلوبل ویلج بن گئی ہے جہاں ہر چیز

---

[1] احکام القرآن للجصاص، ابو بکر احمد بن علی بن الرازی، الامام، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۹۹۴ء ۲:۸۹۔

تک رسائی عام ہو گئی ہے جس کے پاکستانی سوسائٹی پر بھی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔" ٹی وی اور الیکٹرونک میڈیا کی وجہ سے پاکستان میں ہندو ثقافت اور ان کے رسم ورواج ہیں ، بازاروں میں انڈین ملبوسات اور زیورات کی خرید و فروخت عام ہو گئی ہیں جس کی وجہ سے پاکستانی ہندو تاجر انڈیا سے پاکستانی عوام کے مطالبے پر اشیاء منگواتے ہیں اور فروخت کرتے ہیں۔"[1]

ہندو اقلیت کو پاکستان جہاں ہر طرح کی معاشی آزادی حاصل ہے وہاں پر انہیں یہ بھی حق حاصل ہے کہ پاکستانی شہریت ہونے کے ناطے دوسرے ممالک میں کاروبار اور ملازمتیں کر سکتے ہیں اور پاکستان میں جہاں انہیں ایک طرف کاروبار کی آزادی کا حق حاصل ہے، دوسری جانب انہیں سرکاری ملازمت کا بھی حق ہے اس لحاظ سے ہندو اقلیت کو پاکستان میں دوہرا معاشی حق حاصل ہے اور وہ معاشی میدان میں کسی طرح بھی پاکستان کی مسلم اکثریت سے پیچھے نہیں ہیں جو کہ بلا امتیاز ملازمتوں کے مواقع سے مستفید ہو رہے ہیں جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہندو اقلیت پاکستان میں رہتے ہوئے مکمل طور پر معاشی مراعات سے استفادہ حاصل کر رہے ہیں۔

اجرت پر کام کروانا:

پاکستان میں موجود اقلیتوں سے کاروباری تعلقات قائم کرنا شرعا جائز ہے جسکا شرعا جواز بھی موجود ہے اسوہ رسول ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مشرک سے کام لیا اور اسکا معاوضہ بھی ادا کیا۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

((زَوْجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ وَاسْتَأْجَرَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلاً مِنْ بَنِي الدِّيلِ، هَادِيًا خِرِّيتًا وَهْوَ عَلَى دِينِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ، فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا، وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلاَثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلاَثٍ.))"[۲]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بنو دیل کے ایک ماہر راہبر سے مزدوری طے کر لی تھی۔ وہ شخص کفار قریش کے دین پر تھا۔ ان دونوں حضرات نے اپنی دونوں اونٹنیاں اس کے حوالے کر دی تھیں اور کہہ دیا تھا کہ تین راتوں کے بعد صبح سویرے ہی سواروں کے ساتھ غار ثور پر آجائے۔

((وَاسْتَأْجَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلاً مِنْ بَنِي الدِّيلِ ثُمَّ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيتًا . الْخِرِّيتُ الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ . قَدْ غَمَسَ يَمِينَ حِلْفٍ فِي آلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ، وَهْوَ عَلَى دِينِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ، فَأَمِنَاهُ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا، وَوَعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ

---

1 http://asu.thehoot.org/media-watch/media-practice/indian-media-s-cultural-influence-on-pakistan-1250 [accessed 21-12-2019].

۲ صحیح البخاری، کتاب الاجارة، باب الاستجار المشرکین عند الضرورة، اواذ لم یوجد اھل الاسلام، ح: ۲۲۶۳۔

ثَلاَثِ لَيَالٍ، فَأَتَاهُمَا بِرَاحِلَتَيْهِمَا، صَبِيحَةَ لَيَالٍ ثَلاَثٍ، فَارْتَحَلاَ، وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ، وَالدَّلِيلُ الدِّيلِيُّ فَأَخَذَ بِهِمْ أَسْفَلَ مَكَّةَ وَهْوَ طَرِيقُ السَّاحِلِ))[1]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (ہجرت کرتے وقت) بنو دیل کے ایک مرد کو نوکر رکھا جو بنو عبد بن عدی کے خاندان سے تھا۔ اور اسے بطور ماہر راہبر مزدوری پر رکھا تھا (حدیث کے لفظ) «خریت» کے معنی راہبری میں ماہر کے ہیں۔ اس نے اپنا ہاتھ پانی وغیرہ میں ڈبو کر عاص بن وائل کے خاندان سے عہد کیا تھا اور وہ کفار قریش ہی کے دین پر تھا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس پر بھروسہ تھا۔ اسی لیے اپنی سواریاں انہوں نے اسے دے دیں اور غار ثور پر تین رات کے بعد اس سے ملنے کی تاکید کی تھی۔ وہ شخص تین راتوں کے گزرتے ہی صبح کو دونوں حضرات کی سواریاں لے کر وہاں حاضر ہو گیا۔ اس کے بعد یہ حضرات وہاں سے عامر بن فہیرہ اور اس دیلی راہبر کو ساتھ لے کر چلے۔ یہ شخص ساحل کے کنارے سے آپ کو لے کر چلا تھا۔

جہاں تک پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کا اجرت پر کام کروانے کا تعلق ہے تو ہندو جو کہ سندھ اور پاکستان کے دیگر علاقوں میں مقیم ہیں زراعت اور دیگر پیشوں سے منسلک ہیں اور مسلمانوں کے یہاں اجرت پر کام کرتے ہیں اس کے علاوہ ہندو جاگیر دار جو کہ عمر کوٹ، میر پور خاص اور سندھ کے دیگر علاقوں میں مقیم ہیں ان کے پاس بھی یہ لوگ اجرت پر کام کرتے ہیں اور اپنی گزر بسر کرتے ہیں پاکستان میں ہندو اقلیت کو بلا امتیاز فیکٹریوں میں کام کرنے کی آزادی حاصل ہے دیہی علاقوں سے وابستہ ہندو اقلیت جو کہ عرصہ دراز سے جاگیر داروں کی زمینوں پر کام کر رہے تھے لیکن اس ترقی یافتہ دور میں انہوں نے بھی جاگیر دارانہ نظام سے تنگ آکر شہروں کا رخ کیا ہے اور صنعت کے شعبے سے منسلک ہو کر زندگی گزار رہے ہیں کراچی جو کہ ساحلِ سمندر پر واقع ہے تو اس نسبت سے ہندوؤں کے ایک بڑی تعداد ماہی گیری کے پیشے سے منسلک ہے یہ لوگ سمندر سے مچھلیاں پکڑتے اور فروخت کرتے ہیں اور کثیر تعداد میں منافع حاصل کرتے ہیں ان میں سے کچھ لوگ اجرت پر کام کرتے ہیں اور کچھ افراد نے ماہی گیری کو بطور کاروبار اپنایا ہوا ہے جو کہ ان کے کسبِ معاش کا بہترین ذریعہ ہے۔

حق املاک:

پاکستانی ریاست میں جہاں مسلمانوں کو حق املاک کی مکمل آزادی ہے وہی پر ہندوؤں اقلیت کو بھی حق املاک کی پوری آزادی حاصل ہے ان کو بھی اپنی ملکیت ورثاء کو منتقل کرنے کی آزادی حاصل ہے اس کے ساتھ ساتھ رہن، بیع، ہبہ جیسے تمام حقوق حاصل ہیں جن سے ہندو اقلیت کو بے دخل نہیں کیا جا سکتا اگر تاریخی لحاظ سے

---

[1] صحیح البخاری، ح: ۲۲۶۴۔

دیکھا جائے تو ہندوستان کی تقسیم کے دوران ہندوؤں اور مسلمانوں کی جو املاک تلف ہوئیں حکومت پاکستان کے محکمہ او قاف کی جانب سے ان کو پھر آلاٹ کی گئی موجودہ دور میں ہندو اقلیت میں چند ایسے واقعات پیش آئے کہ علاقے کے مقیم جاگیر داروں نے ہندوؤں کی جائیدادوں پر غاضبانہ قبضہ کیا اور ان کی تشدد کا نشانہ بنایا لیکن متاثرہ ہندوؤں کی پرزور اپیل پر قبضہ گروہ کے خلاف کاروئی کی گئی چنانچہ حکومت پاکستان ہندوؤں کے پاکستان میں رہتے ہوئے ان کے معاشی معاشرتی اور دیگر حقوق دلانے کے لئے کوشاں ہے اور یہاں نقطہ بیان کرنا اہم ہے کہ ان جاگیر داروں میں صرف مسلمان اکثریت نہیں بلکہ ہندو جاگیر دار بھی شامل ہیں اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ہمارا مذہب اسلام تلقین کرتا ہے کہ کسی کا مال ناحق ہڑپ نہ کیا جائے ناجائز طریقے سے حاصل کیا گیا مال، ظلم وزیادتی کرنے سے منع کیا گیا چنانچہ یہ تلقین صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ غیر مسلموں کے لئے بھی کی گئ ہے کہ ان کا مال ناحق نہ کھایا جائے یہ مطلق حکم ہے چاہے مال مسلمان کا ہو یا ذمی کا، ناجائز طریقے سے کھانا حرام اور گناہ ہے۔ قرآن حکیم میں دوسروں کے مال کو ناجائز طریقے سے کھانے والے کی سزا بھی بیان کی ہے اور یہ سزا مطلق مسلم اور غیر مسلم دونوں کے لئے ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے۔

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَاۗءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾[1]

ترجمہ: اور جو چوری کرے مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ ان کے فعلوں کی سزا اور خدا کی طرف سے عبرت ہے اور خدا زبردست (اور) صاحب حکمت ہے۔

اور

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾[2]

ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کے اموال باطل طریقے سے مت کھاؤ اور حاکموں کی طرف مت لے کر جاؤ تاکہ تم لوگوں کے مال سے ایک حصہ ناجائز طریقے سے کھاؤ اور تم جانتے ہو۔

دیوانی اور فوجداری قانون میں مسلمان اور غیر مسلم برابر ہیں۔ تعزیرات کا قانون مسلمان اور غیر مسلم کے لئے یکساں ہے جرائم کی جو سزا مسلم کو دی جائے گی وہی غیر مسلم کو لہذا فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے۔ لہذا غیر مسلم کا مال مسلمان چرا لے یا مسلمان کا مال غیر مسلم چرا لے دونوں صورتوں میں اسلامی حد

---

۱ سورۃ المائدہ:۵/۳۸۔

۲ سورۃ النساء:۴/۲۹۔

نافذ ہو گی۔ تو اس بناء پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان اس طرح کا فعل کر تا ہے تو تعزیرات پاکستان کے تحت اس مسلمان کے خلاف کاروائی کی جائے گی لیکن اگر ہندو برادری کا کوئی فرد مسلمان کی املاک کو نقصان پہنچاتا ہے تو اس پر بھی وہی سزا عائد ہو گی کیونکہ اس صورت میں مسلم اور غیر مسلم دونوں برابر ہیں ۔

زراعت اور ہندو:

پاکستان میں خطے کی مناسبت اور موسمی حالات کی بدولت اکثریت عوام زراعت کے پیشے سے منسلک ہے اور یہی پیشہ ان کے لئے معاش کا ذریعہ بھی ہے چنانچہ قیام پاکستان سے پہلے اور بعد میں بھی اکثریت مسلم اور ہندو عوام کا پیشہ زراعت ہی ہے اور ہندوؤں کو یہ پوری آزادی حاصل ہے کہ وہ زراعت کی شعبے سے منسلک ہو کر اپنی ضروریاتِ زندگی کی تکمیل کر سکتے ہیں سندھ میں موجود اونچی ذاتوں سے تعلق رکھنے والے اکثر زمیندار زراعت کے شعبے منسلک ہیں اس کے علاوہ مینگھواڑ، کوہلی، بھیل ذاتوں کے افراد اپنی زمینوں کے مالک ہیں لیکن اکثر مزاروں کی حیثیت سے کام کرتے ہیں سوڈھو، رانا چندر سنگھ، دیوان چند، سہانی، لعل منگریو وغیرہ بڑے ہندو سندھی جاگیر دار ہیں عمر کوٹ، لاڑکانہ، نواب شاہ، میر پور خاص، سکھر، تھر، خیر پور، حیدرآباد اور سانگھڑ میں ہندوؤں کی بڑی تعداد میں جائیدادیں موجود ہیں۔

بیت المال کے پیسے سے مالی کفالت:

۱۹۷۳ء کے آئین پاکستان کے آرٹیکل ۳۸(د) کے تحت:

> "ان تمام شہریوں کے لئے جو کمزوری بیماری یا بے روزگاری کے باعث مستقل اور عارضی طور پر اپنی روزی نہیں کما سکتے ہیں بلالحاظ مذہب، ذات، جنس، نسل بنیادی ضروریاتِ زندگی مثلا خوراک، لباس، تعلیم، رہائش اور طبی سہولیات مہیا کرے گی۔"[1]

پاکستان میں جہاں تک ہندو اقلیت کو اتنے زیادہ معاشی حقوق حاصل ہیں وہاں پر انہیں یہ بھی حق حاصل ہے کہ حادثات، ناگہانی آفات یا کسی بھی ایمر جنسی کی صورت میں حکومت کی طرف سے نہ صرف انہیں امداد پہنچائی جاتی ہے بلکہ حکومتی خزانے سے ان کی بعد میں بھی مالی کفالت کی جاتی ہے تاکہ وہ اپنی زندگی بہتر طور پر گزار سکیں اور یہ حق صرف پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کے پاس نہیں بلکہ تمام اقلیتوں کا مساوی حق ہے کیونکہ دینِ اسلام میں بھی اقلیتوں کی معاشی کفالت کا ذمہ اٹھانے کی تلقین کی گئی ہے اسلئے اقلیتوں کے تحفظ کے لئے پاکستان میں ہر سال باقاعدہ

---

۱ آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳ء، زاہد حسین انجم، ص ۵۶۔

بجٹ کا اعلان کیا جاتا ہے جس میں انکی بنیادی ضروریات مکان، خوراک، طبی سہولیات، اور تعلیم وغیرہ کا خیال رکھا جاتا ہے کیونکہ جب حضرت خالد بن ولید نے اہل حیرہ کو امان نامہ لکھ کر دیا تو اس میں لکھا تھا

((وَجَعَلَتْ لَهُمْ اِيُّمَا شَيْخٌ ضعْفُ عَنِ الْعَمَلِ اَوْ اَصَابَتْهُ آفَةُ مِنَ الآفَاتِ اَوْكَانَ غَنِيًّا فَافْتَقَروصَارَا هَلْ دِيْنَهُ يَتَصَّدِقُوْنَ عَلَيْهِ طَرَحَتْ جِزْيَتَهُ وَ عَيْل مِنَ بَيْتِ مَالَ المسْلِمِيْنَ وَعِيَالُهُ.)) [1]

ترجمہ: میں نے ان کے لیے یہ حق بھی رکھا ہے کہ جو کوئی شخص بڑھاپے کے سبب از کار رفتہ ہو جائے یا اس پر کوئی آفت نازل ہو جائے، یا وہ پہلے مال دار تھا پھر فقیر ہو گیا یہاں تک کہ اس کے ہم مذہب لوگ اس کو صدقہ وخیرات دینے لگے، تو اس کا جزیہ معاف کر دیا جائیگا اور اسے اور اس کے بال بچوں کو ریاست کے بیت المال سے خرچ دیا جائے گا۔

چونکہ ہندو اقلیت کا زیادہ تعلق سندھ سے ہے تو ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے دور میں نہ صرف مسلمان بلکہ ہندوؤں کے لئے باقاعدہ رفاع عامہ کا کام کیا ان کے بعد محترمہ بے نظیر بھٹو نے اقلیتی رفاع عامہ کے لئے باقاعدہ پیش رفت کی۔

ٹیکسوں کا یکساں نظام:

ملک پاکستان جسے اسلامی بنیادوں پر بنایا گیا ہے۔ جس میں اقلیتوں سے جزیہ وصول نہیں کیا جاتا بلکہ اقلیتیں ملکی قانون کے مطابق ٹیکس ادا کرتی ہیں۔ اور اسلامی تعلیمات کے تناظر میں جزیہ کے معاملے میں اِسلامی رِیاست میں موجود غیر مسلموں سے نرمی کا سلوک کیا گیا ہے، کیونکہ اسلام نے جزیہ کے معاملے میں غیر مسلموں سے نرمی اختیار کی ہے اور پاکستان میں نہ صرف ہندو بلکہ تمام اقلیتوں کو معاشی حقوق اور تحفظات حاصل ہیں ہر شخص سے اسکی مالیت کے مطابق ٹیکس وصول کیا جاتا ہے یہاں تک کہ اقلیتی اور اکثریتی آبادی میں کوئی فرق روا نہیں رکھا جاتا۔

فلاح و بہبود فنڈ کی سہولت:

معاشرے میں کسی بھی فرد کے ساتھ کسی بھی وقت کوئی نہ کوئی حادثہ پیش آسکتا ہے جس میں انہیں امداد باہمی کی ضرورت ہو سکتی ہے چنانچہ امدادِ باہمی ہر معاشرے کا ایک ضروری جزو ہے کہ جس کی افادیت سے انکار نہیں کر سکتے۔ بیماری، موت، ناگہانی آفات، حادثات یہ وہ تمام حقائق ہیں جو ہماری زندگیوں کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں ان حالات سے مقابلہ کرنے کے لئے پاکستان میں حکومت کی جانب سے فلاح و بہبود فنڈ اور دیگر پالیسیاں بنائی جاتی ہیں جو ان ناگہانی حالات میں اہم کردار کرتی ہیں۔

پاکستان میں موجود سرکاری اور نیم سرکاری ادارے جو پاکستانی عوام کو سہولیات بہم پہنچاتے ہیں ان کی فلاحی سکیموں میں کسی مسلم اور غیر مسلم کے درمیان کوئی امتیاز روا نہیں کیا جاتا۔ پاکستان میں محکمہ اقلیتی امور کی جانب سے

---

[1] کتاب الخراج:۱۵۵، ص۳۵۳۔

ہر سال اقلیتوں کی فلاح کے لئے باقاعدہ فنڈز کی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں ان میں گزارہ الاؤنس، روز گار فراہم کرنے، غریب بچوں کی تعلیم وتربیت، طبی سہولیات اور یتیم بچیوں کی شادی کے لئے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔اس کے علاوہ ہندو اقلیتی افراد کے لئے سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کے علاوہ خصوصی ادارے جن میں پاکستان ہندو کونسل، پاکستان ہندو ویلفیر ایسوسی ایشن، ہندو پنچائیت کراچی، ہندو جمخانہ، دلت سجاگ تحریک، عورت فاؤنڈیشن ، پاکستان ہندو سیوا شامل ہیں ہندوؤں کی فلاح وبہبود کے لئے فنڈز اور دیگر سہولیات بہم پہنچانے کے لئے کوشاں ہیں۔

پاکستان میں نہ صرف ہندو بلکہ دیگر اقلیتوں اور اکثریتی عوام کو معاشی تحفظ دینے کے لئے باقاعدہ آئین سازی کی گئی جس کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ دولت کچھ ہاتھوں میں محفوظ نہ رہے بلکہ اسکی منصفانہ تقسیم کر کے مفاد عامہ کے لئے استعمال کیا جائے جس میں رنگ، نسل، ذات، مذہب کی تفریق نہ کی جائے بلکہ عام عوام کے فلاح وبہبود کے حصول کے لئے کوشش کی جائے اس کے علاوہ اقلیتوں کو معاشی تحفظ فراہم کرنے کے لئے مالیاتی اداروں کی طرف سے باقاعدہ فنڈز مختص کئے جاتے ہیں اور نیم سرکاری ادارے نہ صرف ہندو اقلیت بلکہ پاکستان میں موجود تمام اقلیتوں کے لئے کام کر رہے ہیں کا مقصد پاکستانی اقلیتوں میں غربت کو کم از کم کر کے فلاح وبہبود کو بہتر بنانا ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لئے ہندو کونسل اور پاکستان ہندو سیوا جیسی تنظیمیں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔

فصل دوئم

معاشرتی حقوق

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں جس طرح اقلیتوں کے حقوق کو واضع کیا گیا اور کسی بھی معاشرے میں اقلیتوں کے حقوق کو واضع نہیں کیا گیا کیونکہ ملکِ پاکستان میں ان کے حقوق کی بجاآوری کے لئے قرآن و سنت کو بنیاد بنایا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ عہد نبویؐ اور خلفاءِ راشدین کے عہدِ حکومت سے راہیں تلاش کی گئیں کہ ان کے دورِ حکومت میں غیر مسلموں کے ساتھ کیسا سلوک کیا گیا اور انہی حالات وواقعات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے دورِ حاضر میں پاکستان میں بسنے والے ہندووں کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا گیا اور انہیں بھی وہی معاشرتی حقوق دیئے گئے جن کے وہ خواہاں تھے پاکستان میں بسنے والے ہندوؤں کے معاشرتی حقوق میں حق سکونت حق، تحفظ عزت ومال، آزادی تحریر و تقریر ، حرمت جان و جسم، تعلیمی آزادی، اسلامی حدود سے استثنائی کا حق، منافرانہ گفتگو سے اجتناب اور حق حمایت و تحفظ حاصل ہے ہاکستان میں ہندو اقلیت کے اہم معاشرتی حقوق درج ذیل ہیں۔

حق سکونت:

ملک پاکستان میں رہتے ہوئے ہندو اقلیت کو حق سکونت کے سلسلے میں یہ حق حاصل ہے کہ جہاں چاہے پر امن حالات میں اپنی مرضی سے رہائش اختیار کر سکتے ہیں ان پر کسی قسم کی پابندی عائد نہیں کی جائے گی اور جہاں تک رہائش گاہ کے تقدس کا تعلق ہے تو اسلام میں حق سکونت کی پاسداری کی گئی اور اس بات کی تلقین بھی کی گئی کہ کوئی بھی شخص بغیر اجازت کسی دوسرے کی رہائش گاہ میں داخل نہ ہو۔ کیونکہ وہاں وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہتے ہیں جو کہ رازداری کی جگہ ہے تو یقیناہندو اقلیت کو بھی پاکستانی معاشرے میں رہتے ہوئے یہ حق حاصل ہے کہ انکی رہائش گاہ کے تقدس کا خیال رکھا جائے بلکل اسی طرح جیسا کہ باحیثیت مسلمان ہم ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا ۖ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴾[1]

ترجمہ: مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے (لوگوں کے) گھروں میں گھر والوں سے اجازت لئے اور ان کو سلام کئے بغیر داخل نہ ہوا کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (اور ہم) یہ نصیحت

---

[1] سورۃ النور: ۲۷-۲۸

اس لئے کرتے ہیں کہ شاید تم یاد رکھو اگر تم گھر میں کسی کو موجود نہ پاؤ تو جب تک تم کو اجازت نہ دی جائے اس میں مت داخل ہو۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ (اس وقت) لوٹ جاؤ تو لوٹ جایا کرو۔ یہ تمہارے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے۔ اور جو کام تم کرتے ہو خدا سب جانتا ہے۔

دائرہِ اسلام بہت وسیع ہے جو زندگی کے تمام شعبہ جات کا احاطہ کئے ہوئے ہے عائلی زندگی کے معاملات میں اللہ رب العزت نے دوسرے کے گھروں میں بغیر اجازت جانے سے منع فرمایا ہے اور یہ ممانعت مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں کے لئے بھی ہے گویا ہندو پاکستان کی دوسری بڑی اقلیت ہونے کے ناطے سرفہرست ہیں جہاں ہندو اقلیت کے حقوق میں یہ شامل ہے کہ ان کے گھروں میں بغیر اجازت داخل نہ ہوا جائے وہی پر ان کے فرائض میں بھی ہے کہ وہ بھی بغیر اجازت دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوں کیونکہ اس سے نہ صرف اصول وضوابط کی خلاف ورزی ہوتی ہے بلکہ معاشرے کا امن وامان بھی برباد ہو جاتا ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستوری آئین میں بھی شرف انسانیت کی حرمت کے لئے یہ صریح الفاظ میں حق دیا گیا ہے اس کے باب بنیادی حقوق کی دفعہ 14(1) کے تحت:

"اشرف انسانی اور قانون کے تابع، گھر کی خلوت قابلِ حرمت ہو گی"[1]

اُردو اِنسائیکلوپیڈیا میں پیدائشی حقوق کو یوں بیان کیا گیا:

"پیدائشی حقوق جو انسانی مخلوق کو حاصل ہیں ان میں اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، لکھنا، پڑھنا، سونا جاگنا وغیرہ آتے ہیں آج کل مختلف ممالک میں اس بات کا چرچا ہے کہ آزادی ہمارا پیدائشی حق ہے اور یہ بھی انسان فطرتی طور پر آزاد پیدا ہوا ہے لیکن آزادی کے فطری حق کو بسا اوقات غلط جان لیا جاتا ہے اور اس کا استعمال غلط معنوں میں کیا جاتا ہے آزادی ضبط وانضباط کو نظر انداز کر دینے کا نام نہیں اور نہ ہی من مانی کاروائیاں کرنا امن کے مفہوم میں داخل ہے بلکہ خود کو منضبط اور منظم کرنا آزادی کے حصول اور آزادی کے استعمال کی اولین شرط ہے"[۲]

پاکستان میں ہر شہری کو حقِ سکونت اور نقل وحرکت کی مکمل آزادی حاصل ہے ۱۹۷۳ء کے دستوری آئین کی دفعہ ۱۵ کے تحت:

---

۱ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، محمود سلیم محمود، قومی اسمبلی اسلام آباد پاکستان، (ترمیم شدہ لغایت ۳۱ جولوئی ۲۰۰۴ء)، ص ۱۰۔

۲ اردو انسائیکلوپیڈیا، نیا ایڈیشن، ص ۴۰۵۔

"شہریوں کو پاکستان میں رہنے اور مفاد عامہ کے پیشِ نظر قانون کے ذریعہ عائد کردہ، کسی معقول پابندی کے تابع، پاکستان میں داخل ہونے اور اس کے ہر حصے میں آزادانہ طور پر نقل وحرکت کرنے اور اس کے کسی حصے میں رہائش اختیار کرنے اور آباد ہونے کا حق ہو گا۔"[1]

چنانچہ ہندوؤں کو پاکستان کا بطور شہری ہونے کے ناطے سے حق سکونت اور نقل مکانی کی پوری آزادی حاصل ہے چونکہ سندھ میں ہندو اقلیت کی کثیر تعداد موجو ہے جو آزادانہ طور پر اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں اس کے علاوہ پاکستان کے دیگر علاقوں میں بھی ان کی تعداد موجود ہے جبکہ "خیبر پختونخواہ میں انکی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے لیکن حال ہی میں خیبر پختونخواہ حکومت کی جانب سے ۱۲۰۰۶۰ملین روپے اقلیتوں کی رہائشی کالونیوں کی بحالی اور بہتری کے لئے خرچ کیے گئے۔"[2] جس کا سب سے زیادہ فائدہ ہندو اور سکھوں کو ہوا۔

حق تحفظ عزت ومال:

جہاں تک پاکستان میں ہندو اقلیت کی آبرو، زندگی ومال کے تحفظ کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمام انسانیت کے ساتھ حسن سلوک، خیر خواہی، عدل اور نیکی کرنے کا حکم دیا ہے ہماری اسلامی تعلیمات ان کو اذیت دینے اور دوسروں کا مال ہڑپنے کی منافی کرتی ہیں اور قانون کی نظر میں بھی مسلمان اور ذمی کے حق تحفظ عزت مال میں مساوات ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہا اموال ھم کاموالنا[3] جس کے یہی معنی ہیں کہ ان کے مال کی بھی ویسی ہی حفاظت ہونی چاہئے جس طرح مسلمان کے مال کی ہوتی ہے اسلام ذمی کے مال کا اس حد تک تعین کرتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان انکے خنزیر اور شراب کو نقصان پہنچائے تو اس کے بدلے مسلمان سے ضمان لی جائے گی در المختار میں ہے کہ

" وَيَضَمْنُ المسْلِمُ قِيْمَةَخَمْرِہ وَ خِنْزِيْرِاِذِاتَلْفَه"[4]

"مسلمان اسکے شراب اور سور کی قیمت ادا کرے گا اگر وہ اسے تلف کرے گا"

چنانچہ اس ضمن میں ہندو اقلیت کا یہ حق ہے کہ ان سے بھی حسن سلوک خیر خواہی اور عزت ومال کے تحفظ کی روش اختیار کی جائے کیونکہ اسلام میں غیر مسلم ذمیوں کے بارے میں بہت تلقین کی گئی ہے اس سلسلے میں علامہ قرافی لکھتے ہیں

---

۱ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، محمود سلیم محمود، ص۱۰۔

2 Medium Term Budget Estimates for Service Delivery 2019-22,Shakeel Qadir khan, Finance Department Government of Khyber Pakhtunkhwa. P 14.

۳ ابن قدامہ، المغنی،۹:۲۸۹

۴ حصکفی، درالمختار،۲:۲۲۳

((لأنهم فِی جوارِناَوَ فِی خَفَارَتِناَ وَذِمةِ الله تَعالی وَذِمَّةِ رَسُول الله صَلی الله عَلِیهِ وَسَلمَ وَ دینِ الإِسْلَام،فَمَنِ اعتَدَی علیْهِمْ وَلوْ بِکلِمَةٍ سُؤءٍ،أوْ غِیْبَةٍ فِی عَرضِ أحَدِهِمْ،أو نُوْع منْ أنْوَاعِ الأذية،أؤاعَانَ عَلَی ذَلكَ فَقَدْضَیعَ ذِمةِ الله تَعالی وَ ذِمةَ رَسُوْلِه وَ دینِ الإِسْلَام))[1]

ترجمہ:"کیونکہ وہ ہماری پناہ، اللہ اور اسکے رسول ﷺ اور دین اسلام کی ذمہ داری میں آجاتے ہیں جو کوئی ان کے ساتھ ظلم زیادتی کرے گا اگرچہ وہ زیادتی بدزبانی یاغیبت کی شکل میں ہو یا اسی طرح اذیت کی کسی اور شکل کا انداز اختیار کیا جائے تو یہ سب کچھ اللہ اور اسکے رسول ﷺ اور دین اسلام کے ذمہ کو ضائع کرنے کے برابر ہو گا۔"

علامہ قرافی مزید لکھتے ہیں کہ:

((وَالدُّعَا لَهُمْ بَالهِدَايَةِ وَأنْ يجْعَلُوْ مِنْ أهْلِ السَعادَة،وَنَصِيحَتُهُمْ فِيْ جَمِيعِ أمُورِهِمْ،فِيْ دِيْنِهِمْ ودنْيَاهُمْ،وَحِفظُ غيبتهم إذا تعْرَضَ أَحَدٌلِأَذِيتِهِمْ وَصَوْنِ أمواهِلِمْ وَ عَيَالِهِمْ وأعْرَاضِهِمْ))[2]

ترجمہ:ان کی ہدایت کی طرف توجہ دینا تاکہ وہ اہل سعادت میں شامل ہو جائیں اور ان کے تمام دینی اور دینوی معاملات میں خیر خواہی کرنا نیکی میں شامل ہے اس طرح اگر کوئی شخص ان کو اذیت دینے کے درپے ہو تو غائبانہ طور پر ان کے اموال، عیال اور ان کی عزتوں کو تحفظ دینا بھی ان کے ساتھ نیکی کرنے کے مترادف ہے۔

مولانا مودودی الجہاد فی الاسلام میں لکھتے ہیں کہ:

"مسلمان کی طرح غیر مسلم کو تکلیف سے بچاناواجب ہے اور اس کی غیبت اسی طرح حرام ہے
جس طرح مسلمان کی غیبت کرنا ہے۔"[3]

چنانچہ پاکستانی معاشرے میں ایک مسلمان کے فرائض منصبی میں یہ شامل ہے کہ وہ ہندو اقلیت کے مال عیال اور ان کی عزتوں کو تحفظ دے اور ان کے ساتھ غیبت، چوری، دھوکہ دہی ڈاکہ زنی کا ارتکاب نہ کرے کیونکہ اس کی بھی وہی سزا ہے جیسا کہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ بدفعلی کے ارتکاب پر ملتی ہے اور انکی عزت کا بھی ویسے ہی خیال کرے جیسا وہ اپنے مسلمان بھائی کی عزت کا خیال کرتا ہے اور اسلامی تمدن میں غیر مذہب باشندوں کی قبروں میں پائی جانے والی ہڈیوں کا بھی احترام کرے جس طرح مسلم باشندوں کی ہڈیوں کا احترام کیا جاتا ہے۔

---

۱ القرافی، شہاب الدین، ابوالعاص احمد بن ادریس بن عبد الرحمن، الفروق، مصر ۱۳۴۶ھ، طبع اول، دار احیاء الکتب العربیہ، ج۳، ص۱۴۔

۲ ایضا، ج۳، ص۱۶۔

۳ الجہاد فی الاسلام، سید ابوالاعلیٰ مودودی، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ص۲۸۹۔

آزادی تحریر و تقریر:

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں رہتے ہوئے ہندو اقلیت کو بھی وہی آزادی حاصل ہے جو مسلمانوں کو حاصل ہے اور انہیں بھی اسلامی ریاست میں رہتے ہوئے حق رائے دہی، اجتماع اور تحریر و تقریر کی آزادی حاصل ہے جو پاکستان کی اکثریت مسلم عوام کو حاصل ہے اور وہ قانون کے مطابق آزادانہ طور پر تاکید بھی کر سکتے ہیں ۱۹۷۳ء کے آئین کی دفعہ ۱۹ کے مطابق:

"اسلام کی عظمت یا پاکستان یا اس کے کسی حصے کی سالمیت، سلامتی یا دفاع، غیر ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات، امن عامہ، تہذیب یا اخلاق کے پیشِ نظر یا توہینِ عدالت یا کسی جرم کے ارتکاب یا اس کی ترغیب سے متعلق قانون کے ذریعے عائد کردہ مناسب پابندیوں کے تابع ہر شہری کو تقریر اور اظہار خیال کی آزادی کا حق ہو گا اور پریس کی آزادی ہو گی۔"[1]

اس کے ساتھ ساتھ قرآن پاک میں بھی حسنِ سلوک اور نرمی سے گفتگو کرنے کی تلقین کی گئی ہے ارشاد خداوندی ہے:

﴿ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ﴾ [2]

ترجمہ: (اے پیغمبر) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ۔ اور بہت ہی اچھے طریق سے ان سے مناظرہ کرو۔

﴿وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ﴾ [3]

ترجمہ: اور اہلِ کتاب سے جھگڑا نہ کرو مگر ایسے طریق سے کہ نہایت اچھا ہو۔ ہاں جو اُن میں سے بے انصافی کریں۔

مذہب اسلام میں جہاں غیر مسلموں کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے اسلامی ریاستوں میں ان کے حقوق کو متعین کیا گیا تو وہی پر قرآن پاک میں یہ بھی نصیحت کی بھی کی گئی کہ ان کے ساتھ بہتر طریقے سے پیش آیا جائے اور جہاں تک پاکستان میں موجود اقلیتوں کا تعلق ہے تو ہندوؤں کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر ان کے کسی حق کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے یا ان کے حقوق پامال کئے جا رہے ہیں یا جدت کے دور میں اپنے لئے کسی نئے حق کا مطالبہ کرنا ہے تو ہندو اقلیت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ پر امن احتجاج کر سکتے ہیں۔ ملکِ

---

۱ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، محمود سلیم محمود، ص ۱۲۔

۲ سورۃ النحل: ۱۶/ ۱۲۵۔

۳ سورۃ العنکبوت: ۲۹/ ۴۶۔

پاکستان کے جمہوری دور میں ان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے حق کے لئے یا اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے لئے پرنٹ اور سوشل میڈیا کا بھی استعمال کرسکتے ہیں نیز انہیں رسائل و جرائد میں بھی قلم اٹھانے کی پوری آزادی حاصل ہے اور قانون کی نظر میں تمام شہریوں کی طرح ہندوؤں کو بھی یکساں اور مساوی حقوق دیئے جاتے ہیں پاکستان میں رہتے ہوئے ہندو اقلیت کو یہ آزادی بھی حاصل ہے کہ وہ آزادانہ طور پر کلب اور کیمپ قائم کرسکتے ہیں یں لیکن ایسے کلب اور کیمپ جس سے پاکستانی معاشرے کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ پاکستان میں ہندو اقلیت کے لئے کیمپوں کا ہونا اس لئے بھی ضروری ہے کہ وہ ان کیمپوں میں جا کر کھیل کے مقابلوں میں حصہ لے سکیں اور اس کے ساتھ ساتھ جسمانی ورزش سے خود کو چاک و چوبند رکھ سکیں اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کراچی میں ہندو جمخانہ قائم کیا گیا ہے تا کہ ہندو اقلیت اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔

حرمت جان و جسم:

اسلام انسانیت کا دین ہے اور اسلام نے حرمت جان کے لئے سب انسانوں کے لئے مساوی حقوق بتائے ہیں جن میں کسی بھی امیر غریب، کالے گورے مسلم یا ذمی میں کوئی فرق نہیں رکھا گیا اور سب انسانوں کی عزت و ناموس کی حفاظت کی تلقین کی گئی ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ [۱]

ترجمہ: جس جان کا قتل اللہ نے حرام کیا ہے اسے حق کے سوا قتل مت کرو۔

اور

﴿أَنَّ النَّفسَ بِالنَّفسِ وَالعَينَ بِالعَينِ﴾ [۲]

ترجمہ: یعنی جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔

﴿كُتِبَ عَلَيكُمُ القِصاصُ فِي القَتلَى﴾ [۳]

ترجمہ: مقتولین کے بارے میں تمہیں قصاص کا حکم دیا گیا ہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ:

---

۱ سورۃ الانعام:۶/۱۵۱۔

۲ سورۃ المائدہ:۵/۴۶۔

۳ سورۃ البقرۃ:۲/۱۶۸۔

((اَنَ رَجُلاً مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَتَلَ رَجُلاً مِنْ اَهْلَ الكِتَابِ، فرُفِعَ اِلي النبيَ صلي عليهِ وَسَلم فَقَالَ رَسُوْلُ الله صلي عليهِ وَسَلم انا اَحَقَ مَنْ وفَى بِذِ مَتِه ثُمَّ اَمَرَبِه فَقُتِلَ))[1]

ترجمہ: ایک مسلمان نے ایک اہل کتاب کو قتل کر دیا اور وہ مقدمہ نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اہل ذمہ کا حق ادا کرنے میں سب سے زیادہ حق دار ہوں چنانچہ آپ ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔

ایک دفعہ رسول ﷺ کے عہد میں ایک مسلم نے ایک غیر مسلم کو قتل کیا تو آپ ﷺ نے اس مسلمان کو قتل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

((أَنَا أَحَقُ من أوفى بِذِمَتهُ))[2]

ترجمہ: غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت میرا سب سے اہم فرض ہے۔

اور مزید فرمایا۔

((مَنْ قَتَلَ معاهداً لَمْ يَرَحَ رَائِحَة الجنة وان رِيحها تُوْجَد مِنْ مِيْسَرَة اَرْبَعِينَ عَامًا))[3]

ترجمہ: جو شخص کسی ذمی کو قتل کرے وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت سے سونگھی جا سکتی ہے

صحابہ کے عہد میں بھی غیر مسلموں کی حرمت جان و جسم کی واضح مثالیں ملتی ہیں حضرت عمر فاروق اپنے آخری وقت میں غیر مسلموں کی حقوق کے بارے میں وصیت کر رہے تھے آپ نے فرمایا:

((أُوْصَي الخَلِيْفَة مِنْ بَعْدِي بِأَهْل الذِمَة خَيْراً، أَنْ يُوْفَّى لَهُمْ بِعهْدِهِمْ، وِأَنْ يُقَاتَل مِنْ وَرَائِهِمْ، وَأَنْ لَا يُكَلَّفوا فوْقَ طَاقَتِهِمْ)) [4]

ترجمہ: میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو ذمیوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں، ان سے جو عہد کیا گیا ہے اسکو پورا کیا جائے، ان کا دفاع کیا جائے اور جس بار کو وہ برداشت نہ کر سکتے ہوں ایسا بوجھ ہرگز ان پر نہ ڈالا جائے۔

---

1 سنن الکبری، ابو بکر احمد بن الحسین بن علی، البیہقی، کتاب الجزیہ، حیدر آباد دکن، س ن، ج ۸، ص ۳۱-۳۲۔

2 ۱۔ شافعی، المسند، ۱: ۳۴۲۔

۲۔ سنن الکبری، للبیہقی، ۸: ۳۰۔

3 ۱۔ صحیح، البخاری، کتاب الجزیۃ، باب اثم من قتل، ۳: ۱۱۵۴، رقم ۲۹۹۵۔

۲۔ سنن، ابن ماجہ، کتاب الدیات، باب من قتل معاہدا ۲: ۸۹۶، رقم ۲۶۸۶۔

۳۔ سنن النسائی، کتاب القسام، باب العتظیم قتل المعاهد، ۸: ۱۹، رقم ۴۷۵۰۔

4 کتاب الخراج، ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، مطبع امیریہ، مصر، ۱۳۴۰ھ، ص ۳۴۲۔

پاکستان میں اقلیتوں کے جسم و جان کا پورا تحفظ حاصل ہے چنانچہ ہندو اقلیت کو بھی یہ پورا حق حاصل ہے کیونکہ کسی بھی غیر مسلم کے خون کی قیمت مسلمان کے خون کے برابر ہے اور قصاص اور دیت کے معاملے میں ہندو اور مسلم سے کوئی امتیازی سلوک برتا نہیں جائے گا۔

تعلیمی آزادی:

۱۹۷۳ء کے آئین کے مطابق نہ صرف ہندو بلکہ تمام اقلیتوں کو مکمل تعلیمی آزادی بھی دی گئی اس آئین کی رُو سے

> "کسی ایسی تعلیمی درس گاہ، جسے سرکاری خزانے سے مالی امداد ملتی ہو، کسی بھی شہری کو جائے پیدائش، ذات، نسل اور مذہب کی بناء پر داخلے سے محروم نہیں رکھا جائے گا۔"[1]

انسانی حقوق کا عالمی منشور جو کہ ۱۰ دسمبر ۱۹۹۸ء کو منظور ہونے کے بعد اسکا اعلانِ عام کیا گیا تا کہ کسی بھی فرد کے ساتھ کوئی امتیاز نہ برتا جائے اس کے آرٹیکل ۲۶(۱) میں تعلیمی آزادی کے حوالے سے یہ واضح کیا گیا کہ

"Everyone has the right to education. Education shall be free, at least in the elementary and fundamental stages. Elementary education shall be compulsory. Technical and professional education shall be made generally available and higher education shall be equally accessible to all on the basis of merit."[2]

ہر ایک کو تعلیم حاصل کرنے کا حق ہے۔ کم از کم ابتدائی اور بنیادی مراحل میں تعلیم مفت ہوگی۔ ابتدائی تعلیم لازمی ہوگی۔ تکنیکی اور پیشہ وارانہ تعلیم عام طور پر دستیاب ہوگی اور اعلیٰ تعلیم میرٹ کی بنیاد پر سب کے لئے یکساں فراہم کی جائے گی۔

۲۸ اگست ۲۰۰۵ء کو پاکستان میں اقلیتوں کی تعلیم اور نصاب کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک تنظیم Pakistan Minorities Teacher's Association بنائی گئی جس کے بانی پروفیسر انجم جیمز پال تھے جس کا مقصد پاکستان میں ایک ایسا مثالی نمونہ قائم کرنا تھا۔ جہاں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد ایک پاکستانی قوم بن کر زندگی بسر کریں گے جہاں لوگوں کو ان کے مذاہب اور عقائد کی بجائے برابری کی بنیاد پر پرکھا جائے گا اقلیتوں کی تعلیمی آزادی کے لئے اس ایسوسی ایشن کے مقاصد درج ذیل ہے۔

1. "For the first time in the history of Pakistan curriculum in the subject of Ethics (Compulsory) has been developed for the students of religious minorities of Pakistan.
2. Textbooks are also being written from class III-XII in the subject of Ethics (Compulsory)

---

۱ آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳ء، زاہد حسین انجم، منصور بک ہاؤس، ۲۔ کچہری روڈ (انار کلی) لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۳۴۔

2 Universal Declaration of Human Rights, articles 26(1).

3. Islamiat is compulsory subject for the Muslim student only which was compulsory for all the students before but was optional from class X –XII only for the students of minorities.
4. For the first time students of religious minorities have appeared in the subject of Ethics class 5 and class 8 examinations held in 2008 and then 2009.
5. Academic staff from the religious minorities has been somehow invited to set the paper of Civics (for non-Muslims). Prof. Anjum James Paul has set the paper of Civics (for non-Muslims) for the Intermediate Part One the Board of Intermediate and Secondary Education Faisalabad in the year 2007-09."[1]

۱. (پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار مذہبی اقلیتوں کے طلبا کے لئے اخلاقیات (لازمی) کے مضمون کا نصاب تیار کیا گیا

۲. تیسری سے بارہویں جماعت تک اخلاقیات لازمی کی کتاب لکھی جارہی ہے۔

۳. اسلامیات صرف مسلم طلباء کے لئے لازمی مضمون ہے جو پہلے تمام طلبا کے لئے لازمی تھا لیکن وہ صرف اقلیتی طلباء کے لئے دسویں سے بارہویں جماعت تک اختیاری تھا۔

۴. پہلی بار مذہبی اقلیتوں کے طلباء نے ۲۰۰۸ء اور ۲۰۰۹ء میں منعقد ہونے والے پانچویں اور آٹھویں کے اخلاقیات کے امتحانات میں حصہ لیا۔

۵. کسی نہ کسی طرح مذہبی اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے تعلیمی عملے کو سوکس (علمِ شہریت)(غیر مسلموں کے لئے) کا پیپر ترتیب دینے کی دعوت دی گئی۔ پروفیسر انجم جیمز پال نے انٹرمیڈیٹ پارٹ ون بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن فیصل آباد کے لئے سال ۲۰۰۷-۰۹ میں سوک (غیر مسلموں کے لئے) کا پرچہ مرتب کیا۔)

چنانچہ ایسوسی ایشن کے اس لائحہ عمل کے بعد نہ صرف ہندو بلکہ تمام اقلیتوں کو یہ فائدہ ہوا کہ وہ تعلیمی اداروں میں اسلامیات کی بجائے اخلاقیات اور علمِ شہریت کا مضمون پڑھ سکیں گے۔ حال ہی میں "خیبر پختونخوا میں ۲۰۱۸ور ۲۰۱۹ء کے بجٹ میں اقلیتی طلباء کے لئے وظائف کی فراہمی، اقلیتی تعلیمی اداروں اور ٹیکسٹ بک، یونیفارم کے لئے ۲۵،۰۰۰ ملین روپے کی رقم مختص کی گئی۔"[۲] جس کا نہ صرف ہندو بلکہ تمام اقلیتوں کی فائدہ ہوا اگر پاکستان میں ہندو اقلیت میں شرح تعلیم کو دیکھا جائے تو وہ ہندو آبادی جن کا واسطہ شہروں سے ہے اور جنہیں تمام بنیادی سہولیات میسر ہیں ان میں شرح تعلیم دیہی علاقوں کی نسبت زیادہ ہے جبکہ NCJP کی ۲۰۰۱ء کی رپورٹ کے

1 Constitution of Pakistan and Minorities, professor Anjum james paul, p.30.

2 Medium Term Budget Estimates for Service Delivery 2019-22,Shakeel Qadir khan, Finance Department Government of Khyber Pakhtunkhwa. P 14.

مطابق "ہندو اقلیت میں شرح تعلیم ۳۴ فیصد تھی جن میں اونچے متوسط اور نچلے درجے کو تمام ہندو شامل تھے اس کے علاوہ پارسی، بدھ مت اور سکھ بھی شامل ہیں۔"[1]

پاکستان میں اقلیتوں کی تعلیمی حق کی بات کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ پاکستان میں رہتے ہوئے تعلیم حاصل کر سکتے ہیں لیکن ہندو اقلیت کے مسائل میں اضافے کی ایک وجہ وسائل اور شرح تعلیم کا کم ہونا ہے اگر پاکستان میں ہندوں کو بہتر تعلیمی وسائل اور ماحول فراہم کیا جائے تو ان کے بڑھتے ہوئے مسائل پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ جو کہ صرف تعلیم کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

اسلامی حدود سے استثنائی کا حق:

پاکستان کی غیر مسلم اقلیتوں میں خاص طور پر ہندو اور عیسائیوں کو اسلامی حدود سے استثنائی کا حق حاصل ہے گویا انہیں شراب نوشی کا حق حاصل ہے جبکہ اسلام میں شراب نوشی حرام ہے اور قرآن پاک میں اس سے بچنے کی سخت تلقین کی۔ اور اسلام میں اسکی حد مختص کی گئی ہے کہ جو اس سے تجاوز کرے گا اسے اسی (۸۰) کوڑے مارے جائیں گے اور اس سے بچنے کی تلقین میں ارشاد خداوندی ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [2]

ترجمہ: اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے (یہ سب) ناپاک کام اعمال شیطان سے ہیں سو ان سے بچتے رہنا تا کہ نجات پاؤ۔

جبکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں رہتے ہوئے غیر مسلم اقلیتوں کو یہ اجازت ہے حدود آرڈیننس کی رو سے کہ انہیں نہ صرف شرب نوشی کی اجازت ہے بلکہ اسکی خرید و فروخت کی بھی اجازت ہے اسی لئے سندھ میں شراب نوشی کا زیادہ تر کاروبار ہندو کرتے ہیں سندھ میں اور بھی مذاہب کے ماننے والے یہ کاروبار کرتے ہیں لیکن شراب کی خرید و فروخت کے لائسنس ہولڈر زیادہ تر ہندو اقلیت سے تعلق رکھتے ہیں اگر سندھ بلحاظ ڈویژن لائسنس ہولڈر شراب خانے دیکھے جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کراچی میں ۳۱، سکھر ۱۱، حیدر آباد ۳۲، لاڑکانہ ۱۲ کل ۸۶ شراب خانے ہیں ان میں سے کچھ لائسنس ہولڈر عیسائی ہیں لیکن اکثریت ہندو اقلیت کی ہے۔[3]

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ بھی ایک اسلامی ریاست میں ذمیوں پر اسلامی حدود و تعزیرات کے نفاذ کو ضروری قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

---

1 NCJP, Human Rights Monitor – 2001, Lahore, NCJP, 2001, p. 11.

۲ سورۃ المائدہ:۵/ ۹۰۔

۳ رواداری اور پاکستان، محمد صدیق شاہ بخاری، سید عبید مجتبیٰ، بحوالہ ہفت روز تکبیر، کراچی، ۸ ستمبر ۱۹۹۴ء، ص ۲۹۴۔

"تعزیرات کا قانون ذمی اور مسلمانوں کے لیے یکساں ہے اور اس میں دونوں کا درجہ مساوی ہے۔ جرائم کی جو سزا مسلمان کو دی جائے گی، وہی ذمی کو دی جائے گی۔ ذمی کا مال مسلمان چرا لے یا مسلمان کا مال ذمی چرا لے، دونوں صورتوں میں سارِق کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔"[1]

اور جہاں تک اسلامی ریاست میں کسی غیر مسلم کا کسی جرم کے ارتکاب اور اس پر نافذ حد کا تعلق ہے کہ اسے کس مذہب کی رو سے سزا دی جائے گی تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جن جرائم کی اخلاقی قباحت اور ان کا قابل تعزیر ہونا مسلم ہے، بالخصوص جن کی نوعیت دوسروں کے جان ومال اور آبرو اور فتنہ وفساد کی ہو اور ان سے معاشرے کے امن وامان کے تہ وبالا ہو جانے کا خدشہ ہو، ان جرائم میں قرآن مجید کی بیان کردہ سزاؤں کا ایک بنیادی مقصد انسانی معاشرے کو تحفظ فراہم کرنا اور اس کی بقا کو لاحق ہونے والے خطرات کا سدباب کرنا ہے۔ چنانچہ ایسے جرائم کی سزاؤں کے نفاذ میں مذہب کی بنیاد پر کوئی تفریق نہ کرنے اور ایک مسلمان حکومت کے دائرۂ اختیار میں جو شخص یا گروہ بھی ان کا مرتکب ہو، اس پر قرآن کی بیان کردہ سزاؤں کو نافذ کرنے میں عقلی، اخلاقی یا قانونی لحاظ سے کوئی مانع نہیں۔ تاہم اگر غیر مسلم گروہ اس پر تحفظات رکھتے ہوں تو انھیں اس صورت میں اپنے مقدمات کا فیصلہ اپنے مذہبی یا قانونی تصورات کے مطابق فیصلے کے لیے اپنی عدالتوں سے کرانے کا حق دیا جا سکتا ہے، جب مجرم اور متاثرہ فریق، دونوں کا تعلق غیر مسلموں سے ہو۔ اگر متاثرہ فریق مسلمان ہو تو فیصلے کے لیے اسلامی شریعت کی تابع عدالتوں کی طرف رجوع کو لازم قرار دینا درست ہو گا۔ اس نوعیت کے جرائم میں ہم قتل، چوری، قذف، زنا اور حرابہ کو شمار کرتے ہیں۔

ان کے علاوہ جن جرائم (مثلاً شراب نوشی وغیرہ) کے 'جرم' ہونے یا نہ ہونے کے حوالے سے مختلف مذہبی یا غیر مذہبی گروہوں کے اخلاقی تصورات مختلف ہوں، ان کو غیر مسلموں پر ان کی رضامندی کے بغیر نافذ کرنے کے بجائے ان کے اعتقادی واخلاقی تصورات کا لحاظ کرتے ہوئے انھیں شرعی تعزیری سزاؤں سے مستثنیٰ قرار دیا جانا چاہیے اور اگر کسی غیر مسلم گروہ کے اخلاقی تصورات کی رو سے یہ چیزیں سرے سے 'گناہ' یا 'جرم' ہی نہیں ہیں تو ان کے ارتکاب پر اسے مستوجب سزا قرار دینا درست نہیں ہو گا۔ اسی طرح اگر کسی گروہ کے نزدیک یہ جرم تو ہیں، لیکن وہ ان کی سزاؤں کے حوالے سے اپنا الگ ضابطۂ قوانین رکھتا ہے تو ان کے فیصلے انھی کے قوانین کے مطابق ان کی مخصوص عدالتوں کے سپرد کر دینے چاہییں۔

---

[1] اِسلامی ریاست، مودودیؒ: ص ۶۰۶۔

منافرانہ گفتگو سے اجتناب:

منافرانہ گفتگو سے مراد اپنی ذاتیت اور مفاد کے حصول کے لئے دوسروں کو بے وقوف بنانا اور انکے ساتھ اچھائی یا بھلائی کا مظاہرہ کرنا جو حقیقی ارادوں یا کردار سے دور ہو اور خاص طور پر وہ جو مذہب اور اخلاقی سوچ سے متعلق ہوں ۔ قومی کمیشن برائے انسانی حقوق و انصاف نے سالانہ جائزہ انسانی حقوق ۲۰۰۷ء کی رپورٹ میں منافرانہ گفتگو کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ۔

"منافرانہ گفتگو سے مراد ایسی گفتگو جو علاقہ، نسل، رنگ، مذہب، یا معذوری کی بناء پر کسی مرد یا عورت کی تذلیل امتیازی سلوک، دھمکی یا تشدد کی ترغیب کا باعث ہو، یہ اصلاح تحریری و زبانی ادا کئے ہوئے کلام کے لئے مستعمل ہے۔"[1]

ارشادِ ربانی ہے کہ:

﴿ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾ [2]

ترجمہ: آپؐ (لوگوں کو) اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دیجئے اور ان سے ایسے طریقے سے مباحثہ کیجئے جو بہترین ہو۔

اور آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲۰ سیکشن ۲ کی رو سے:

"تشدد دشمنی اور امتیازی جذبات بھڑکانے کے لئے قومی و نسلی یا مذہبی منافرت کی ترغیب و تبلیغ ممنوع ہوگی۔"[3]

آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲۰ کی مد میں نہ صرف منافرانہ گفتگو سے منع کیا گیا ہے بلکہ اس کے ساتھ اس کے نتائج بھی واضح کرتا ہے کہ منافرانہ گفتگو کسی بھی معاشرے (جہاں اکثریت کے ساتھ اقلیت بھی موجود ہو) میں تشدد اور دشمنی کے واقعات بھڑکانے کے لئے کافی حد تک مؤثر ہے امتیازی جذبات کو بھڑکانے سے نہ صرف معاشرے میں امن و سکون برباد ہوگا بلکہ معاشرے کی سالمیت کو بھی نقصان پہنچے گا۔

جب ہم پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کے معاشرتی حقوق کا قرآن و سنت کی روشنی میں جائزہ لیں تو واضح ہوتا ہے کہ پاکستان کی ہندو اقلیت کو بھی وہی معاشرتی حقوق حاصل ہیں جو اسلام میں باقی غیر مسلموں کو حاصل ہیں

---

۱ جائزہ انسانی حقوق ۲۰۰۷ء، قومی کمیشن برائے انسانی حقوق و انصاف، فادر عمانوئیل یوسف مانی، لاہور E-64\A گلی نمبر ۸، آفیسر کالونی، والٹن روڈ، ص ۴۲۔

۲ سورۃ النحل: ۱۶/ ۱۲۵۔

۳ آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳ء، زاہد حسین انجم، ص ۴۰۔

ہندوؤں کو بھی پاکستان میں رہتے ہوئے وہ تمام بنیادی، فطری، دستوری، نجی اور سرکاری سطح پر تمام حقوق و مراعات حاصل ہیں جو ایک مسلم شہری کو حاصل ہیں۔

چنانچہ پاکستان میں شہریوں کے معاشرتی حقوق کی بابت ایک مسلم اور ہندو شہری میں فرق کرنا محال ہے کہ اسے بھی وہی حقوق حاصل ہیں جو ایک عام مسلم پاکستانی شہری کو حاصل ہیں انہیں بھی عزت و تکریم کے ساتھ تحریری و تقریری مذہبی اور سکونتی آزادی حاصل ہے اسی لئے تضحیک آمیز اور نازیبا الفاظ کی ادائیگی سے منع کیا ہے

ضرورت مندوں کے لئے وظائف کا تعین:

اسلام میں ضرورت مندوں کو معاشی بدحالی سے بچانے کے لئے حکومت وقت پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ ان کی سرکاری خزانے سے مدد کی جائے تاکہ انکی تنگی دور ہو سکے اور یہی تلقین اہل ذمہ[1] کے بارے میں کی کہ نہ صرف ان کا ٹیکس معاف کیا جائے بلکہ ان کی بھی سرکاری خزانے سے مدد کی جائے اور کتاب الخراج میں امام ابو یوسف ضرورت مند ذمیوں پر لکھتے ہیں کہ:

"جو ذمی فقیر اور محتاج ہو جائیں انہیں نہ صرف جزیہ معاف کیا جائے گا بلکہ اسلامی خزانے (بیت المال) سے وظائف بھی مقرر کئے جائیں گے۔"[2]

ابو عبیدہ کتاب الاموال میں حضرت سعد بن مسیب کی روایت درج کرتے ہیں کہ

((إِنَّ رَسُولَ اللهِ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْيَهُودِ فَهِيَ تُجْرَى عَلَيْهِمْ))[3]

صحابہ نے بھی اپنے عہد خلافت میں غیر مسلموں کی ضروریات کا خیال رکھا بوقت ضرورت ان کے لئے بھی سرکاری خزانے سے وظائف مقرر کئے ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ضعیف شخص کو بھیک مانگتے دیکھا آپ نے اس بوڑھے شخص سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ جزیہ ادا کرنے کی غرض سے بھیک مانگتا ہوں، تو آپ نے نہ صرف اس کا جزیہ معاف کر دیا بلکہ اس کے لئے وظیفہ بھی مقرر کیا اور سرکاری خزانے کے افسر کو لکھ بھیجا کہ:

"اللہ کی قسم یہ ہرگز انصاف نہیں ہے کہ ہم اسکی جوانی میں اس سے فائدہ اٹھائیں اور بڑھاپے میں اس کو رسوا کریں۔"[4]

---

۱ **اہل ذمہ:** وہ شخص جو جزیہ کی ادائیگی کے ساتھ اپنے مال، جان، جائیداد کی امان حاصل کرتا ہے ۔ « الذی أمن علی مالہ وعرضہ ودمہ واعطی الجزیۃ » المنجد فی اللغۃ والاعلام، لوئس معلوف، طبعۃ دار المشرق، بیروت، س.ن، ص:۲۳۷۔

۲ کتاب الخراج، امام ابو یوسف، ۷۱۔

۳ کتاب الاموال، ابو عبید: ۱۹۹۲۔

۴ کتاب الخراج، امام ابو یوسف، ۷۲۔

آئینِ پاکستان کے آرٹیکل ۳۸(د) جس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ:

"تمام شہریوں کو جو کمزوری، بے روزگاری اور بیماری کی وجہ سے مستقل یا عارضی طور پر اپنی روزی نہ کما سکتے ہوں تو انہیں مملکت بغیر جنس، ذات، رنگ، نسل کے بنیادی ضروریات مثلا رہائش، خوراک، لباس، طبی امداد اور تعلیم مہیا کرے گی۔"[1]

چنانچہ اسی کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت پاکستان کی جانب سے اقلیتوں کے لئے ہر سال وظائف مقرر کئے جاتے ہیں جس سے نہ صرف ہندو بلکہ تمام اقلیتوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق "حال ہی میں اقلیتی امور کے سندھ منسٹر گیان چند اسرانی نے ہندو اقلیت سے تعلق رکھنے والی ۲۰ طالبعلموں کے لئے وظائف اور اسکے ساتھ ساتھ ۲۰ نادار ہندو لڑکیوں کو جہیز دینے کا اعلان کیا اور ان کا یہ کہنا تھا کہ ہندو اقلیت پاکستان کی معاشی اور سیاسی میدان میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں اس لئے انکی ضروریات کا خیال رکھنا ہمارا اولین فرض ہے۔"[2]

اسلامی جمہوریہ پاکستان جہاں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اصول وضوابط اور قوانین بنائے گئے ہیں اسلام میں جہاں ذمیوں سے ان کے جان، مال، عزت و آبرو کے تحفظ کے لئے ٹیکس وصول کیا جاتا ہے تو وہی پر جو ضرورت مند اور محتاج تھے ان سے ٹیکس کو معاف بھی کیا گیا اور یہی عمل خلفاءِ راشدین کے دور میں بھی اپنایا گیا کہ جو ضرورت مند تھے ان سے ٹیکس وصول کرنے کی بجائے بیت المال کے پیسے سے انکی مدد بھی کی گئی اور اگر حالاتِ حاضرہ کا جائزہ لیں تو پاکستان میں اقلیتوں کو جہاں مکمل معاشرتی حقوق حاصل ہیں تو جس پاکستانی مسلم طبقے کی پسماندگی کو ختم کرنے اور انکی ضروریات زندگی کی تکمیل کے لئے جہاں بیت المال اور سرکاری خزانے سے امداد کی جاتی ہے تو وہی پر ہندو اور باقی غیر مسلم اقلیتوں کو بھی امداد فراہم کی جاتی ہے تاکہ وہ بھی معاشرے کی تشکیلِ نو میں اپنا مثبت کردار ادا کر سکیں۔

---

۱ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور (ترمیم لغایت ۷ جنوری ۲۰۱۵ء) قومی اسمبلی پاکستان، محمد ریاض، جامعہ کراچی دار التحقیق برائے علم و دانش، ص ۱۹۔

2 Scholarships has been announced for Minorities, aaj news, https://www.aaj.tv/2015/11/minorities-minister-announces-scholarships-for-hindu-students/ [accessed. 26-08-2019].

فصل سوئم

ہندو اقلیت کی فلاح و بہبود کے لئے سماجی ادارے اور ان کا کردار

پاکستان میں ہندو اقلیت کی فلاح کے لئے بہت سے معاشرتی ادارے اپنا کردار ادا کر رہے ہیں ان میں سے کچھ ادارے جو صرف ہندو برادری کی جانب سے بنائے گئے ہیں اور ان کا اولین مقصد ہندو اقلیت کو سہولیات اور تحفظات فراہم کرنا ہے جیسا کہ پاکستان ہندو کونسل، پاکستان ہندو سیوا، پاکستان ہندو ویلفیر ایسوسی ایشن، ہندو سجاگ تحریک، ہندو پنچائیت کراچی وغیرہ لیکن اس کے باوجود پاکستان میں کئی ایسے ادارے اور این جی اوز قائم ہیں کہ جس میں مسلمان اور ہندو میں فرق کے بنا انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے کام کیا جاتا ہے ان اداروں میں چند قابل ذکر ریسکیو، ایدھی سنٹر، اولڈ ایج سنٹر، عورت فاؤنڈیشن، فلاح انسانیت فاؤنڈیشن وغیرہ جو نہ صرف شہریوں کو بوقت ضرورت طبی سہولیات اور وسائل مہیا کرتے ہیں بلکہ باقاعدہ روزگار کے مواقع بھی فراہم کرتے ہیں۔ پاکستان میں ہندو اقلیت کی جانب سے بنائے گئے اہم فلاحی اداروں کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

پاکستان ہندو کونسل:

پاکستان ہندو کونسل، پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کے لئے ایک رفاعی ادارہ ہے جس کی بنیاد پاکستان قومی اسمبلی کے اقلیتی رکن رامیش کمار وانکوانی نے ۲۰۰۵ء میں رکھی۔ یہ تنظیم پاکستانی ہندو عوام کی سیاسی اور انتظامی امور میں نمائندگی کرتی ہے[1] اس ادارے کے مقاصد درج ذیل ہیں۔

مقاصد:

- "ہندو ثقافت کی تبلیغ اور فروغ کے لئے کوشش کرنا اور ہندوؤں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنا اور ہندو برادری کو درپیش مشکلات کو مجموعی طور پر حل کرنا۔
- ہندو برادری کو مستحکم اور مضبوط بنانے کے لئے مناسب اقدامات کرنا اور ہندو معاشرے میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے اور افہام و تفہیم کے لئے علمی، ادبی اور ثقافتی موضوعات پر کانفرنس اور لیکچرز کا اہتمام کرنا
- تعلیمی اداروں یعنی اسکولوں، کالجوں، یوگا سینٹرز، آرٹ گیلریوں میں ویدک ادب اور صحیفوں کے مطالعے اور تفہیم کے لئے ہندو ثقافتی مراکز کے قیام اور ان کی منصوبہ بندی کرنا۔
- صحت کے مراکز، فلاحی ہسپتالوں، کلینکس، ڈسپنسریوں، بلڈ بینک،، لیبارٹریوں وغیرہ کے قیام اور جسمانی، ذہنی، ادبی اور اخلاقی نشوونما کے لئے مراکز قائم کرنا اور تربیتی پروگراموں کا اہتمام کرنا۔

---

1 http://pakistanhinducouncil.org.pk/ [accessed 25-12-2019].

- تمام ہمسایہ ممالک اور ساتھی برادری کے ممبروں کے درمیان نظریات، دوستانہ تعلقات اور اتحاد و بھائی چارہ کی شناخت کے لئے رابطوں کو فروغ دینا۔
- معاشی تفاوت کو ختم کرنے کے لئے معاشرے کے مختلف گروہوں کے مابین ایسے ذرائع اپنانا کہ ہندو برادری کے پسماندہ طبقے کے معاشی استحکام کو فروغ دینا۔
- مذکورہ بالا مقاصد کے حصول کے لئے دیگر انجمنوں، پنچایتوں اور تنظیموں کے ساتھ اسی طرح کا چارٹر رکھنے والوں کی مدد اور تعاون کرنا۔
- مذکورہ بالا مقاصد میں سے کسی کے حصول کے لئے قانونی سرگرمیاں انجام دینے اور اس کے لئے معاون اور سازگار ماحول فراہم کرنا۔
- ہندو برادری کے مابین باہمی تعاون، ہم آہنگی، باہمی مدد اور اپنی مدد آپ کے جذبے کو فروغ دینا، اور ان میں تحریک پیدا کرنا۔
- ہندو کمیونٹی کے کسی بھی گروہ کو کسی خاص مسئلے کی صورت میں فوری مدد فراہم کرنا۔
- تعلیم کے مقصد کو پرائمری سطح سے لے کر یونیورسٹی کی سطح تک فروغ دینا اور خصوصی طور پر پاکستانی معاشرے کے غریب دھڑوں کے مابین اسکالرشپ، کتابیں اور یونیفارم وغیرہ دینے میں مدد فراہم کرنا۔
- فلاحی اداروں، اسکولوں، شمشان گھاٹ، ہندو ٹرسٹ پراپرٹیز، جم خانہ اور دیگر ہندو عبادت گاہوں کی حفاظت کرنا۔
- باہمی اتحاد اور ثقافتی اقدار کو فروغ دینے کے لئے ہندو تہواروں کو منانے اور انکو تحفظات فراہم کرنا۔
- معاشرے کے ناقص دھڑے کی فلاح و بہبود اور معاشرتی بہتری کے لئے فلاحی کاموں اور اس طرح کی اسکیموں کے فروغ دینا۔
- حکومت کی جانب سے مالی امداد، چندہ، گرانٹ اور دیگر این جی اوز کی جانب سے مدد حاصل کرنا اور ان کو مستحق افراد تک پہنچانا اور ہندو برادری کے لئے رفاع عامہ کے کام بجالانا وغیرہ۔
- پاکستان ہندو کونسل کا مقصد یہ کہ کونسل غیر سیاسی، غیر مذہبی اور غیر تجارتی بنیادوں پر چلائی جائے گی اور کونسل کے عہدیدار اور ممبران کو کسی بھی صورت میں اجرت نہیں دی جائے گی۔
- ملک کے اندر فنڈز اور عطیات کو جائز ذرائع کے لئے استعمال کرنا۔
- ہندو ازدواجی نظام کے قیام کے لئے اجتماعی شادیوں کا اہتمام کرنا۔"[1]

1 Aims and objectives of Pakistan Hindu Council, http://pakistanhinducouncil.org.pk/about-us/aims-objectives/ [accessed 08-09-2019].

پاکستان ہندو کونسل، پاکستان میں موجود ہندو برادری کے لئے ایک ستون کی حیثیت رکھتی ہے جس کا مقصد غریب اور نادار لوگوں کی امداد کرنا ان کے مسائل کا حل تلاش کرنا، انہیں تحفظ دینا اور ذریعہ معاش کو بہتر بنانا ہے چنانچہ معاش کے ذرائع کو بہتر بنانے کے لئے صحت، معیاری تعلیم، بہتر ماحول اور دیگر سہولیات بہم پہنچائی جاتی ہیں تاکہ وہ ان سے استفادہ کر کے بہتر کاروبار کے مواقع حاصل کر سکیں اور ملک و قوم کی ترقی میں اپنا کردار بخوبی سر انجام دے سکیں۔"ڈاکٹر رامیش کمار وانکوانی جو کہ پاکستان ہندو کونسل کے بانی ہیں انکی طرف سے ہر سال کی طرح رواں سال بھی سندھ میں اجتماعی شادی کی تقریب کا انعقاد کیا گیا جس کا مقصد ہندو برادری سے تعلق رکھنے والی ان نادار اور مجبور لڑکیوں کی شادی کرنا جو جہیز اور دیگر مسائل کی وجہ سے شادی کے بندھن سے محروم تھیں چنانچہ جنوری ۲۰۱۹ء میں ڈاکٹر رامیش کمار نے ۷۹ ہندو جوڑوں کی شادی کروائی اور شادی سے متعلقہ تمام اخراجات کو برداشت کیا۔"[۱]

پاکستان ہندو کونسل اور مسلم کمیونٹی:

پاکستان ہندو کونسل کے اراکین کا ماننا ہے کہ پوری دنیا ایک خاندان کی طرح ہے جس میں رہتے ہوئے ہمیں ایک دوسرے کی عزت اور اس کے ساتھ ساتھ مدد درکار ہے تاکہ ایک دوسرے میں ہم آہنگی پیدا ہو سکے چنانچہ اس بات کا ثبوت دینے کے لئے "پاکستان ہندو کونسل کی جانب سے ۲۱ جون ۲۰۱۸ء کو عید کی خوشی میں ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا جس کا مقصد مسلم اکثریتی عوام کے ساتھ ہم آہنگی اور یکجہتی کا اظہار کرنا تھا اس موقع پر اقلیتی معاملات کے وزیر، پاکستان ہندو کونسل کے سابقہ صدر، صنعت کار، تاجر، بنکاری اور دیگر حکومتی اراکین بھی شامل تھے۔"[۲]

عام طور پر پاکستان ہندو کونسل کو پاکستانی ہندو برادری کی جانب سے تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے کہ یہ ادارہ صرف ان ہندو افراد کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرتا ہے جن کا تعلق اونچی ذات سے ہے جبکہ ہندو شیڈولڈ کاسٹ افراد کو وہ مراعات حاصل نہیں جو ایک اعلیٰ ذات کے ہندو کو حاصل ہیں۔"پاکستان ہندو کونسل کے ۲۰۰۰ اراکین ہیں جن میں سے صرف سات کا تعلق شیڈولڈ کاسٹ ہندو طبقے سے ہے۔ پاکستان دلت یکجہتی کی معاون پشپا کماری کا کہنا ہے کہ پاکستان ہندو کونسل میں شیڈولڈ کاسٹ ہندوؤں کو وہ مراعات یا عہدے حاصل نہیں ہیں جو دوسرے ہندو افراد کو حاصل ہیں لیکن اس کے باوجود رامیش کمار وانکوانی ذات پات کے نظام کو ختم کرنے کے لئے کوشاں ہیں جن کا یہ ماننا ہے کہ ذات پات کے قطع نظر ایک ہندو، ہندو ہی ہے۔"[۳]

---

۱ ڈان نیوز، ۷ جنوری ۲۰۱۹ء-https://www.dawn.com/news/1235169[accessed 08-09-2019]

2 http://pakistanhinducouncil.org.pk. [accessed 16-09-2019].

3 https://www.dawn.com/news/1235729. [accessed 17-09-2019].

پاکستان ہندو پنچائیت:

پاکستان میں ہندو اقلیت کے حقوق کے لئے جہاں اتنے ادارے کام کرتے ہیں ان میں سے ایک پاکستان ہندو پنچائیت بھی ہے جو کراچی میں ۲۰۰۵ء میں پاکستان ہندو پنچائت کے نام سے قائم کیا گیا جس کے صدر ایم این اے کشن چند پروانی تھے اس ادارے کی معرفت سے پاکستان میں موجود تمام ہندوؤں کے حقوق کے لئے باقاعدہ آواز بلند کی گئی اس ادارے کے مقاصد درج ذیل ہیں۔

مقاصد:

۱. قومی سطح پر معاشرتی اور سیاسی امور پر ہندو برادری کی نمائندگی کرنا۔
۲. ہندو اقلیت کے اپنے مفادات، تعلیم اور ترقی کے مواقع فراہم کرنا۔
۳. اور پورے پاکستان میں ہندوؤں کے بنیادی حقوق اور آزادی بالخصوص عبادت گاہوں کو تحفظ فراہم کرنا۔[1]

نمائندگی اور کردار:

پاکستان ہندو پنچائیت ہندوؤں کے اہم معاملات جیسے مندروں کی سلامتی، تاوان اور زبردستی تبدیلی مذہب، ہندوؤں کے اغوا کے خلاف احتجاج جیسے متنازعہ معاملات وغیرہ پر حمایت کا اہتمام کرتی ہے اور ہندو امیدواروں کی ملکی سطح پر نمائندگی بھی کرتی ہے۔" پاکستان ہندو پنچائیت کی جانب سے ۲ ستمبر ۲۰۱۲ اتوار کے روز عمرکوٹ میں اقلیتی برادریوں کے ساتھ ہونے والے ناانصافیوں اور مظالم کی مذمت کرنے کے لئے جزوی ہڑتال کی گئی تھی اور پی ایچ پی کی جانب سے عمرکوٹ کے لارڈ شیوا مندر میں منعقدہ کنونشن میں سندھ سے ۴۰ پنچائیتوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اس کنونشن میں میرپورخاص، سانگھڑ، کھپرو، تھرپارکر، کنری، سامارو، ڈگری، جھڈو اور نوکوٹ سے تعلق رکھنے والے تقریبا ۴۰ پنچایتوں کے ۲۰،۰۰۰ سے زیادہ افراد ممبران اور قائدین نے شرکت کی۔"[2]

دلت سجاگ تحریک:

دلت سجاگ تحریک کی چیئرپرسن رادھا بھیل جنہوں نے تھرپار اور عمرکوٹ جیسے پسماندہ علاقوں سے تعلق رکھنے والے ہندوؤں کی حالات زندگی کو بہتر بنانے کے لئے انتہائی مثبت قدم اٹھایا اس تحریک کا مقصد یہ ہے کہ وہ ہندو اقلیت جو پسماندہ علاقوں سے تعلق رکھتی ہے ان کے دوہرے ووٹ کے حق کو استعمال میں لاتے ہوئے ان کے مسائل کرنا ہے چنانچہ اس تحریک کا مقاصد درج ذیل ہیں۔

---

1 All Pakistan Hindu panchayat http://www.aphp.com.pk/. [accessed 15-09-2019].
2 40 Hindu Panchayat meet in Umerkot, Dawn news, 3 september 2013, https://www.dawn.com/news/746607/40-hindu-panchayats-meet-in-umerkot[accessed 15-9-2019].

دلت سجاگ کا منشور:

- دلت سجاگ کا مقصد معاشرتی انصاف دینا اور معاشرتی برائیوں جیسا کہ انتہا پسندی، دہشت گردی، جنونیت، نفرت اور امتیازی سلوک کا خاتمہ، طبی اور روزمرہ زندگی کی سہولیات کی فراہمی، ذات پات کے نظام کا خاتمہ، صنفِ زن سے امتیازی سلوک پر آواز بلند کرنا۔ اور انکو بھی تمام معاشی، معاشرتی اور سیاسی حقوق فراہم کرنا۔
- ایک ایسی جماعت قائم کرنا جو مکمل طور پر سیکولر ہو، جو غریب پاکستانی عوام کی نمائندگی کرے اور مسلم اور ہندو فرقہ واریت کا خاتمہ کرے اور ایک ایسی پارٹی تشکیل دینا جس میں مذہب ہر کسی کا ذاتی معاملہ ہو جس میں ہر فرد اور ہر عقیدے کو ایک دوسرے کی حمایت کرنے یا کسی کی مذمت کیے بغیر یکساں طور پر احترام کی نگاہ سے دیکھا جائے۔
- عالمگیر محبت و تعاون، پُر امن اور بقائے باہمی کے اصولوں پر ایسے معاشرہ کی تعمیر کرنا کہ جس میں ان درسگاہوں، عقائد اور ثقافت کی مذمت کرنا جو رنگ، نسل، زبان اور صنف کی بنیاد پر فرد کو فرد سے کم تر سمجھنے پر مجبور کرتے ہیں۔
- دلت تحریک کا مشن غریب عوام، خواتین کو نسل در نسل کم تر نہ سمجھنا، تیسری صنف، اور پاکستانی مسلم اکثریت اور دیگر اقلیتوں میں میں ذات پات کی بنیاد اپر اعلیٰ اور ادنی کے نظام خاتمہ ہے۔ اور براہ راست جمہوریت کے ذریعہ لوکل گورنمنٹ کلچر کو مضبوط بنانا ہے۔
- دلت ہمیشہ یہ چاہتے ہیں کہ ان کے لئے تمام بنیادی آزادیوں جیسا کہ تقریر کی آزادی، انجمن اور تنظیم کے حقوق کو یقینی بنایا جائے اور ریاست کو ان سب حقوق کو یقینی بنانا ہو گا، جناح کے پاکستان میں رنگ، زبان، نسل، مذہب اور عقیدہ کے قطعِ نظر ریاست کے ہر شہری کو مساوی حقوق دینا ہوں گے۔
- جوگندر ناتھ منڈل اور دیگر دلت رہنما جنہوں نے قائد کے ساتھ الگ وطن کے خواب کو عملی جامہ پہنایا موجودہ طبقاتی معاشرہ میں انکی پسماندہ حیثیت کو دوبارہ مرکزی حیثیت میں تبدیل کرنا۔
- خواتین کو قائدانہ عہدوں پر لانے اور ان کی دلت سیاسی جدوجہد کی طرف رہنمائی کرنا۔
- بے زمین دلت طبقے کے درمیان زرعی اور رہائشی سرکاری اراضی اور جاگیرانی اراضی کی تقسیم نو اور مختلف شکلوں میں پابند مزدوری، معاشرتی غلامی اور قرض کی غلامی کو ختم کرنے کے لئے نفاذ اور قانون سازی کرنا
- مذہبی طور پر پسماندہ طبقے سے متعلقہ دلت ملازمین کے لئے تہواروں کے موقع پر عام تعطیلات کا اعلان کرنا
- دلت بچوں کے لئے اسکولوں اور یونیورسٹیوں میں داخلے، ان کے اپنے مذہب کا مطالعہ کرانا۔

- دلت اکثریتی خطوں میں دلت ثقافتی ورثہ، لوک داستان اور مختلف مادری زبان کے تحفظ اور ترویج اور علمی اداروں کا قیام عمل میں لانا۔[1]

دلت سجاگ تحریک اداراتی سطح پر ہندوؤں کی فلاح و بہبود کے لئے مؤثر کردار ادا کر رہی ہے جس کا مقصد نہ صرف پسماندہ و تباہ حال ہندوؤں بلکہ پاکستان میں موجود تمام شیڈولڈ کاسٹ سے تعلق رکھنے والے افراد کو تحفظات فراہم کرنا ہے چاہے ان تحفظات کا تعلق مذہب سے ہو، معیشت سے ہو یا معاشرت سے، اس تحریک کا مقصد بغیر کسی سیاسی ایجنڈے کے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنا ہے اس تحریک کے ممبران سے ماہانہ بنیادوں پر انکی آمدنی کے مطابق رقم وصول کی جاتی ہے کہ جس سے اس تحریک کے اخراجات کو پورا کیا جاتا ہے اور ملکی اور بیرونی سطح پر ہونے والی فنڈنگ کے ذریعہ سے لوگوں کو معاش اور دیگر سہولیات بہم پہنچائی جاتی ہیں تاکہ شیڈولڈ کاسٹ سے تعلق رکھنے والے افراد پسماندگی سے نکل کر ملکی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

پاکستان ہندو سیوا:

"پاکستان ہندو سیوا ویلفیئر ٹرسٹ (پی ایچ ایس) ایک غیر سیاسی، غیر منافع بخش اور ترقی پسند انسان دوست خیراتی ادارہ ہے۔ جو ۲۰۰۹ء میں شروع ہوا اور ۲۰۱۱ء میں ویلفیئر ایکٹ کے رجسٹریشن نمبر ۲۵۷ کے تحت اس کا اندراج ہوا۔ چنانچہ پی ایچ ایس کی بھرپور جہد ہے کہ وہ پاکستان میں محروم برادریوں کی بہتری اور ان کی بحالی کے لئے کام کرے اور خواتین، بچوں کو تعلیم و صحت پر توجہ دے نیز متاثرہ افراد کی مدد کرے اور اسکے ساتھ ساتھ پورے پاکستان میں مندروں کی تعمیر و ترقی کا کام بھی انجام دے اور اس کا اولین ہدف یہ کہ پاکستان میں رہتے ہوئے ایک ایسے معاشرے کی تشکیلِ نو کی جائے جو پر امن بھی ہو اور اس کے ساتھ ساتھ ہر طرح کے امتیاز سے پاک ہو جہاں انسانیت اور انسانی اقدار کے رشتوں کو مضبوط بنایا جائے اور بنیادی اقدار کا احترام، مساوات اور انصاف، سب کی دیکھ بھال خاص طور پر کمزور گروہ، یتیم، بیوہ اور بزرگ افراد، اداروں میں دیانت اور شفافیت کا نظام قائم کیا جائے، عزت نفس اور غریبوں کی تذلیل کیے بغیر انکی مدد کرنا اور ان کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کرنا وغیرہ شامل ہے۔"[2]

مقاصد:

۱. لوگوں کی قائدانہ صلاحیتوں، معاشرتی اور معاشی ترقی کی فراہمی اور اس کے حصول کے لئے مہارتوں کو بڑھانا۔

---

1 Dalit Manifesto (Dalit Sujaag Tehreek) & Dalit Constitution,Ghulam Hussain, https://www.academia.edu/25336133/Dalit_Manifesto_Dalit_Sujaag_Tehreek_and_Dalit_Constitution [accessed 09- 09- 2019].

2 Pakistan Hindu Seva Welfare Trust (PHS),http://phseva.org/about/,[accessed 23 november 2019].

۲. معاشرتی برائیوں کے خلاف لڑنے اور ہر طرح کے امتیاز کو ختم کرنے کے لئے مختلف کمیونٹی گروپس کو منظم کرنا۔

۳. لوگوں کی معاشرتی زندگی میں بہتری لانے کے لئے انہیں تعلیمی، صحت کی دیکھ بھال اور تفریحی سہولیات مہیا کرنا۔

۴. معاشرے کے تمام شعبوں میں معاشرتی اور معاشی وسیاسی بیداری پیدا کرنا اور مہمات کا آغاز کرنا۔

بنیادی پروگرام:

پاکستان ہندو سیوا میں پاکستان میں موجود ہندو کمیونٹی اور دیگر غریب افراد کی فلاح و بہبود کے لئے چند بنیادی پروگرام کا آغاز کیا گیا جس میں تعلیم و صحت پروگرام، سوشل نیٹ ورکنگ اور پیس، کمیونٹی بیسڈ انیشی ایٹو، یوتھ ڈویلپمنٹ پروگرام وغیرہ شامل ہیں پی ایچ ایس نسل، صنف، طبقے، مقام، مذہب، رنگ، ثقافتی تنوع اور معاشرتی پس منظر سے قطع نظر انسانیت کی مدد کے لئے قائم کیا گیا جس میں خاص طور پر وہ آبادی شامل ہے جو غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہی ہے۔

ان کے علاوہ پاکستان بھر میں تمام بڑے اور چھوٹے شہروں میں ہندوؤں کی فلاح و بہبود کے لئے تنظیمیں اور ادارے کام کر رہے ہیں "لاہور میں موجود ایک تنظیم جو انسانی حقوق کے نام سے بنائی گئی جو خالصتاً ہندوؤں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہی ہے جس کا بنیادی مقصد اس ہندو کمیونٹی کے تحفظات کے لئے کام کرنا ہے جن کا تعلق پست ذات یا شیڈولڈ کاسٹ ہندوؤں سے ہے۔"[1]

شیڈیول کاسٹ فیڈریشن آف پاکستان:

شیڈیولڈ کاسٹ فیڈریشن آف پاکستان کا قیام، مملکتِ پاکستان کے قیام کے ساتھ ہوا۔ اس سے پہلے ہندستان کے ڈاکٹر بابا صاحب بھیم راؤ امبیڈکر کی قیادت میں آل انڈیا شیڈیولڈ کاسٹ فیڈریشن قائم تھی۔ جو شیڈیولڈ کاسٹ طبقات کے حقوق کے لئے بنائی گئی تھی قیام پاکستان میں شیڈیولڈ کاسٹ فیڈریشن نے بھرپور حمایت کی۔" مارچ ۱۹۴۳ء میں شیڈیولڈ کاسٹ فیڈریشن کے ۲۱ ممبران نے بنگال میں مسلم لیگ کا ساتھ دیا اور فیڈریشن کی حمایت سے ہی بنگال میں مسلم لیگ کی کابینا تشکیل دی گئی جس نے پاکستان کی قرارداد منظور کی اور وہ ہی قرارداد پاکستان کے قیام کا سبب تھی۔ اس فیڈریشن کو یہ بھی اعزاز ہے کہ مملکت پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی کی صدارت شیڈیولڈ کاسٹ فیڈریشن آف پاکستان کے صدر جناب جوگندر ناتھ منڈل نے کی۔ اس وقت پاکستان کا پہلا وزیر قانون بھی فیڈریشن کا صدر جوگندر ناتھ منڈل تھا۔ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے شیڈیول کاسٹ عوام کو یقین دہانی کرائی کہ

---

۱ **انٹرویو:** امر ناتھ رندھاوا، ہندو سماجی کارکن، لاہور، ۰۲-۱۲-۲۰۱۹، ضمیمہ ص ۲۰۹۔

شیڈیولڈ کاسٹ طبقے کے حقوق نہ صرف محفوظ ہوں گے مگر ترجیحات کے بنیاد پر ان کی سماجی سطح کو بلند کرنے کی بھی کوشش کی جائے گی۔ کیونکہ شیڈیولڈ کاسٹ طبقہ ہزاروں سالوں سے معاشی، سیاسی و تاریخی پسماندگی کا شکار ہے۔"[1]

شیڈیولڈ کاسٹ فیڈریشن کی تشکیل کے بنیادی جواز:

پاکستان میں شیڈیولڈ کاسٹ فیڈریشن کا بنیادی مقصد میگوال، کولھی، بھیل اور اوڈ طبقے کی پسماندہ سماجی حالت کو بہتر بنانا شیڈیولڈ کاسٹ کے انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں اور پائمالی کے خلاف آواز بلند کرنا اور انہیں حکومتی اداروں سے انصاف دلانا اور ان میں سماجی محرومی اور بیگانگی کے احساس کو ختم کرنا، شیڈولڈ کاسٹ طبقے کی معاشرتی، ثقافتی و لسانی شناخت کو بحال کرانا، انہیں جان، مال، عزت و آبرو کا تحفظ فراہم کرنا جائز حقوق اور آبادی کے تناسب کے لحاظ سے ملازمتیں فراہم کرنا اور معاشی و سماجی پسماندگی کو ختم کرنا وغیرہ شامل ہے۔

مقاصد:

- پاکستان میں جاگیر ادارانہ نظام کی بجائے متناسب جمہوریت کا نظام قائم کرنا جس میں مردوزن کے متناسب حقوق محفوظ کئے جائیں۔
- طبقاتی تعلیمی نظام کا خاتمہ کرکے ایک قومی نصاب نافذ کیا جائے اور تعلیمی نصاب میں مذہبی مواد کو حذف کر کے ان میں قومی، ثقافتی اور انسانی اقدار شامل کیے جائیں بصورت دیگر تمام غیر مسلم شہریوں کے لئے ہم الگ نصاب کا مطالبہ کریں گے۔
- شیڈیولڈ کاسٹ ہندوؤں کو ایک الگ سماجی و ثقافتی تشخص کے طور تسلیم کیا جائے۔
- لسانی، ثقافتی، مذہبی اور صنفی امتیاز کو جرم تصور کیا جائے۔
- شیڈیولڈ کاسٹ طبقات کی مخصوص نشستوں کے کوٹے کو ۶ فیصد کے بجائے آبادی کے تناسب سے رکھا جائے۔
- دیہاتی کوٹا کی طرح شیڈیولڈ کاسٹ کوٹا کو وفاقی اداروں کے ساتھ صوبائی اور نجی فیکٹر میں بھی لاگو کیا جائے۔
- شیڈیولڈ کاسٹ کوٹے کو متناسب نظام کے تحت نافذ کیا جائے تاکہ پسماندہ اور خانہ بدوش طبقات ان سے زیادہ مستفید ہو سکیں۔

---

[1] شیڈیولڈ کاسٹ فیڈریشن آف پاکستان، بنیادی منشور، دستور و پروگرام، گنپت رائے، شعبہ نشر و اشاعت شیڈیولڈ کاسٹ فیڈریشن آف پاکستان۔ https://data.mendeley.com/datasets/xfjhkppykr/1 [accessed 12-10-2019].

- شیڈیولڈ کاسٹ کوٹے سے صرف کچھ ہی طبقات مستفید ہوتے ہیں اور باقی تمام طبقات پسماندگی کے دلدل میں رہ جاتے ہیں اس لیے متناسب کوٹے کو ترجیح دی جائے۔
- دیہات میں آباد دلت یا شیڈیولڈ کاسٹ خاندانوں کے لئے رہائشی بستیاں قائم کی جائیں۔
- شہروں میں آباد غریب شیڈیولڈ کاسٹ جاتیوں کی رہائش کے لیے ہاوسنگ اسکیم کے تحت گھر بنائے جائیں۔
- میگا پراجیکٹ (سی پیک، تھر کول وغیرہ) میں شیڈیولڈ کاسٹ کو خصوصی ترجیح کے بنیاد پر مواقع فراہم کیے جائیں۔
- دلتوں کے خلاف نسلی و سماجی جرائم روکنے کے لیے وفاقی اور صوبائی کمیشن کا قائم کیا جائے۔
- دلتوں کی ثقافت کو فروغ دینے کے لئے ادبی، ثقافتی ادارے قائم کئے جائیں۔
- دلت طبقے کے لیے تعلیم کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے کم از کم ۲۰ فی صد کوٹا کو نافذ کیا جائے، تعلیمی اداروں میں تعلیمی، رہائش فیس کو ختم کیا جائے۔
- صفائی و سیوریج کے شعبوں میں کام کرنے والے محنت کش انتہائی مشکل حالات سے دوچار ہیں، ان کی تنخواہوں میں چار گنا اضافہ کیا جائے۔ ان شعبوں میں کام کرنے والی خواتین کو تین ماہ زچگی کی چھٹی بشمول تنخواہ اور میڈیکل الاؤنس دیا جائے۔
- حکومت کی ترقیاتی اسکیموں، ملازمتوں، تعلیمی نشستوں، منتخب حکومتی امور، اہم قومی اداروں میں نمائندگی کو یقینی بنانے کے لئے آبادی کے تناسب سے شیڈیولڈ کاسٹ کی نمائندگی کو لازمی قرار دیا جائے۔
- قدیم باشندوں کی تاریخ، تہذیب و تمدن کو اجاگر کرنے کے لئے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں نصاب پر نظر ثانی کی جائے۔
- اقلیتوں کی مخصوص نشستیں ختم کر کے شیڈیولڈ کاسٹ ووٹرز کو دوہرے ووٹ کا حق دیا جائے تاکہ وہ اپنے نمائندے خود منتخب کر سکیں۔
- شیڈیولڈ کاسٹ خواتین کی نمائندگی کے لئے نشستیں رکھی جائیں۔
- غلامی اور جبری مشقت کو جرم قرار دے کر سخت سزائیں مقرر کی جائیں۔

شیڈیول کاسٹ فیڈریشن کا دستور:

- تنظیم کا نام شیڈیول کاسٹ فیڈریشن آف پاکستان برقرار رکھا جائے گا۔
- تنظیم کا پرچم گہرے نیلے رنگ کے مستطیل حجم، مرکز میں سفید رنگ کا گول دائرہ اور دائرے میں سرخ رنگ کے ستارے کی علامت ہوگی۔

  شیڈیول کاسٹ فیڈریشن آف پاکستان کی تنظیم مرکزی نوعیت اور ایک بااختیار ادارہ ہوگا۔
- مرکزی انتظامیہ کمیٹی کو منتخب کرنے کے اختیارات مرکزی کونسل کو ہوں گے۔
- انتظامی عہدیدار کو مسلسل تین بار منتخب نہیں کیا جائے گا۔
- فیڈریشن کے تمام انتظاماتی معاملات اور انتخابات کو خفیہ نہیں رکھا جائے گا۔

- اس کے علاوہ آغوش ٹرسٹ[1]، آغوش یتیم خانہ[2] اخوت فاؤنڈیشن[3]، انجمن حمایت اسلام[4]، ایدھی فاؤنڈیشن[5]، پاسبان[6]، زندگی ٹرسٹ[7]، سہارا ٹرسٹ[8]، فلاح انسانیت فاؤنڈیشن[9] اور دیگر تنظیمیں جو مسلم اور غیر مذہب میں فرق کئے بغیر انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہی ہیں۔

ان سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کے علاوہ پاکستان کا ایک موثر ادارہ جو کہ انسانی حقوق اور محکمہ اقلیتی امور کے نام سے قائم کیا گیا جس کا مقصد "پاکستان میں موجود تمام اقلیتی برادری کو تحفظ پہنچانے کے ساتھ ساتھ انکی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنا ہے جس میں نہ صرف پاکستان میں موجود تمام اقلیتوں بلکہ مسلم پسماندہ طبقے کی امداد باہمی کے لئے قائم کیا گیا۔ یہ ادارہ پاکستان میں موجود اقلیتوں کو تعلیمی، طبی سہولیات اور معاشرتی، معاشی حقوق دینے کے لئے پیش پیش ہے ہر سال اسی ادارے کی طرف سے اقلیتی طلباء کو سکالر شپ مہیا کی جاتی ہیں حال ہی میں ۲۰۱۹ء-۲۰ کی تعلیمی سکالر شپ کا اجراء کیا گیا جس میں نہ صرف ہندو بلکہ پاکستان کی تمام اقلیتوں کو سکالر شپ دی

---

۱ **آغوش ٹرسٹ:** ایک فلاحی ادارہ جو ۲۰۰۳ء میں قائم ہوا جس کا مقصد پاکستان میں معذور بچوں کی دیکھ بھال کرنا ہے۔

۲ **آغوش یتیم خانہ:** الخدمت فاؤنڈیشن کا ذیلی ادارہ جو اٹک میں قائم ہے اس کے سربراہ کرنل خالد عباسی اکیڈٹ کالج کی طرز پر اس ادارے کے امور کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔ اس ادارے کی خصوصیات بچوں کو معیاری تعلیم، رہن سہن کی سہولیات اور بہتر معیار زندگی مہیا کرنا ہے۔

۳ **اخوت فاؤنڈیشن:** یہ ادارہ کراچی میں قائم ہے جس کا مقصد پاکستان سے غربت کا خاتمہ کرنا ہے اس کے بانی ڈاکٹر محمد امجد ثاقب ہیں جنہوں نے ۲۰۰۱ء میں اس ادارے کی بنیاد رکھی۔

۴ **انجمن حمایت اسلام:** اس کے بانی قاضی خلیفہ حمید الدین ہیں جنہوں نے ۱۸۸۳ء میں لاہور میں اس ادارے کی بنیاد رکھی اس ادارے کا مقصد یتیم بچوں کی کفالت کرنا ہے۔

۵ **ایدھی فاؤنڈیشن:** ۱۹۵۱ء میں عبد الستار ایدھی نے اس ادارے کی بنیاد کراچی میں رکھی لیکن اب یہ ادارہ پاکستان کے مختلف شہروں میں قائم ہے جس کا مقصد ہنگامی حالات میں لوگوں کی مدد کرنا ہے۔

۶ **پاسبان:** اس کے بانی قاضی حسین احمد ہیں جنہوں کے کراچی میں ۱۹۸۹ میں اس ادارے کی بنیاد رکھی اس ادارے کا مقصد مظلوم کا ساتھ دینا اور ظلم کے خلاف آواز بلند کرنا ہے۔

۷ **زندگی ٹرسٹ:** اس کے بانی شہزاد رائے ہیں۔ جنہوں نے ۲۰۰۲ء میں کراچی میں اس ادارے کی بنیاد رکھی جس کا مقصد پاکستان میں تعلیم کو عام کرنا ہے۔

۸ **سہارا ٹرسٹ:** اس ادارے کے بانی ابرار الحق ہیں جنہوں نے لاہور میں اس ادارے کی بنیاد رکھی اور اس ادارے کا مقصد پاکستان میں لوگوں کو طبی سہولیات عام پہنچانا ہیں۔

۹ **فلاح انسانیت فاؤنڈیشن:** یہ ادارہ ۲۰۰۵ء میں کراچی میں قائم ہوا جس کا مقصد ہنگامی حالات میں انسانیت کی خدمت کرنا ہے۔

گئی۔" [1] اس کے علاوہ" پاکستان میں اقلیتی اور اکثریتی عوام ،رنگ، نسل، زبان، علاقے میں فرق کئے بغیر عوام کی سہولت کے لئے پاکستان سٹیزن پورٹل جو کہ ۲۰۱۳ء میں بنایا گیا جس کا بنیادی مقصد پاکستانی عوام کی شکایات کو سننا اور انکے مسائل کو فوری طور پر حل کرنا ہے۔" [2]

پاکستان میں ہندو کمیونٹی کے لئے اداراتی سطح پر ہونے والا کام کا جائزہ لیں تو پورے پاکستان میں ہندو اقلیت کی فلاح و بہتری کے لئے سرکاری اور نیم سرکاری ادارے گامزن ہیں جن کا مقصد ہندو کمیونٹی کے دیرینہ مسائل کا حل اور ان کے حقوق کے لئے باقاعدہ قومی اور بین الاقوای سطح پر آواز بلند کرنا، اخلاقی اور مالی معاونت حاصل کرنا ہے چونکہ پاکستان میں ہندو اقلیت کی زیادہ تعداد صوبہ سندھ میں رہائش پذیر ہے اس لئے ہندو اقلیت کے زیادہ تر ادارے سندھ میں قائم ہیں اور عملی اقدامات کر رہے ہیں دلت سجاگ اور پاکستان ہندو سیوا جن کو غیر سرکاری اداروں سے مالی معاونت حاصل ہے یہ ادارے سندھ میں پسماندہ ہندو اقلیتی علاقوں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہے ہیں اور پاکستان ہندو کونسل کا جہاں تک تعلق ہے تو وہ ہندو برادری جو کراچی اور دیگر شہروں میں رہائش پذیر ہیں دیہی ہندو اقلیتی افراد سے زیادہ مستفید ہو رہے ہیں اس کے علاوہ پاکستانی عوام کی فلاح و بہبود کے لئے جو معاشرتی ادارے کام کر رہے ہیں جن میں قابل ذکر انسانی حقوق اور اقلیتی امور کا محکمہ شامل ہے بغیر کسی طبقاتی تقسیم کے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہا ہے اور لوگوں کے معاشرتی حالات کو بہتر کرنے کے لئے اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

---

1 Minorities Students Scholarships for the Financial Year 2019-20,September 5, 2019 · https://www.glxspace.com/2019/09/05/minorities-students-scholarships-for-the-financial-year-2019-20/ [accessed 27-11-2019].

2 Pakistan Citizen Portal, http://savings.gov.pk/wp-content/uploads/Pakistan-Citizen-Portal-Manual-1.0.pdf [accessed 27-11-2019].

فصل چہارم

ہندوؤں کو درپیش معاشی و معاشرتی مسائل اور ان کا حل

پاکستان میں ہندو اقلیت کو کسی نہ کسی طرح سے معاشی و معاشرتی مسائل کا آئے دن سامنا کرنا پڑتا ہے اور پاکستان میں رہتے ہوئے چند شدت پسند عناصر کی وجہ سے معاشی استحصال کے ساتھ ساتھ معاشرتی استحصال کے واقعات بھی رونما ہوتے رہتے ہیں۔ جس کے باعث ہندوؤں کو شدید مسکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے قومی کمیشن برائے امن و انصاف کی جائزہ انسانی حقوق کی سالانہ رپورٹ ۲۰۰۷ء جس میں پاکستان کی مذہبی اقلیتوں کی موجودہ صورت حال کو قلم بند کرتے ہوئے ہندو اقلیت کے معاشی استحصال کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

معاشی استحصال کے واقعات:

- "ضلع سانگھڑ کے رہائشی ۶۰ سالہ ہندو نرسنگھ سار ہو ۲۲ افراد پر مشتمل اپنے پورے خاندان سمیت گزشتہ ۹ سال سے کچھ زمیندار افراد کی غیر قانونی حراست میں تھے زمینداروں نے مبینہ طور پر ۹ سال سے انہیں اجرت نہیں دی تھی اجرت کا تقاضا کرنے پر انہیں تشدد اور خواتین کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا جس میں سے ایک خاتون نے مبینہ طور پر خودکشی کر لی نرسنگھ بھاگ کر N.C.J.P. حیدرآباد کے دفتر پہنچا اس کے خاندان کو ۱۴ جنوری ۲۰۰۵ء کو رہا کر کے کوٹری ہاری کیمپ میں پہنچا دیا گیا جبکہ ۲۵ جنوری ۲۰۰۵ء کو قومی کمیشن برائے امن و انصاف کی سبراہی میں احتجاجی مظاہرے کئے گئے اور متاثرہ خاندان کو کوٹری کیمپ میں تحفظ دیا گیا۔"[۱]
- ۱۹۹۴ء "میں سندھ کے زمینداروں نے زبردستی مشقت کے الزامات کے خلاف رد عمل ظاہر کرنے کا ارادہ کیا تو ان کا سب سے بڑا نشانہ چھوٹی ذاتوں والے مزدور تھے۔"[۲]
- "ضلع بہاولپور کے چک 63\DB ہندو خاندان کی زمیں ایک مسلمان کو الاٹ کر دی گئی جس پر ۲۶ ہندو خاندان عرصہ دراز سے مقیم تھے مسلمانوں کی جانب سے ہندوؤں پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ اراضی کو خالی کر دیں

---

۱ جائزہ انسانی حقوق ۲۰۰۷ء ، قومی کمیشن برائے انسانی حقوق و انصاف، فادر عمانوئیل یوسف مانی، لاہور E-64\A گلی نمبر ۸، آفیسر کالونی، والٹن روڈ، ص ۱۱۔

۲ پاکستان اور اقلیتیں، احمد سلیم، ص ۳۰۲۔

ہندو برادری نے ان کے خلاف درخواستیں بھی جمع کروائیں لیکن کوئی خاص پیش رفت نہ ہونے کے باعث درخواست مسترد کر دی گئی۔"[1]

- "سندھ کے علاقے شہداد کوٹ میں ہندو برادری سے تعلق رکھنے والے راجل داس کا خاندان تین صدیوں سے سندھ کے شہر شہداد کوٹ میں رہائش پذیر ہے۔"۱۹۷۰ء کے بعد راجل داس موجودہ اردو گورنمنٹ سکول کے دائیں طرف رہتے ہیں راجل کے پرانے گھر میں مختیار کار آفس قائم کر دیئے گئے جس کا رقبہ 2-1\2 ایکڑ تھا راجل کے دوسرے رشتہ داروں کے گھروں اور ملکیتوں میں سرکاری دفاتر قائم کئے گئے جس کا معاوضہ کسی حکومت نے انہیں نہیں دیا ابھی بھی یہ سکول اور کچھ حصہ شاہنواز مگسی استعمال کر رہے ہیں اور اسکے گھر کی طرف جانے والا راستہ بھی ایک ہندو کی ملکیت ہے راجل داس خود کو غیر محفوظ سمجھتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرے ساتھ یہ زیادتی ہندو ہونے کی وجہ سے ہو رہی ہے میری جان اور ملکیت کو خطرہ ہے میں اپنے حق کے لئے قانونی طریقے سے لڑوں گا اور یہ بھی کہا کہ مذکورہ افراد میرے خاندان کو مارنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں، میرے خاندان کو اگر کوئی بھی نقصان پہنچا تو اسکے ذمہ دار مگسی اور اسکے ساتھی ہوں گے۔
- سندھ میں نچلی ذاتوں مینگھواڑ، کوہلی، بھیل سے تعلق رکھنے والے افراد نہ صرف اکثریتی انتہا پسندی بلکہ ہندو اقلیتی آبادی کے ہاتھوں بھی تشدد کا نشانہ بنتے ہیں سندھی ہندو جاگیر دار اور وڈیرے ہندو افراد کو غلامی کی زندگی گزارنے پر مجبور کرتے ہیں۔"[2]
- سندھ میں اکثریت ہندو اقلیت سے وابستہ افراد شراب نوشی اسکی خرید و فروخت، جوا، قمار بازی جیسے واقعات میں ملوث پائے جاتے ہیں اور اسی کو بطور ذریعہ معاش اپنائے ہوئے ہیں حال ہی میں سندھ میں پولیس کے مطابق ضلع ٹنڈو محمد خان کے نواحی علاقے میں کچی زہریلی شراب پینے سے ۴۵ افراد کی موت واقع ہوئی، "ڈاکٹر پہلاج نے ہلاک ہونے والے ۱۱ افراد کا پوسٹ مارٹم کیا، جو کچی شراب پینے کی وجہ سے ہلاک ہوئے تھے۔ ہلاک ہونے والوں میں دو خواتین بھی شامل تھیں سندھ پولیس نے یہ بھی بتایا کہ ہندو عورتیں بھی شراب تیار کرتی ہیں سندھ میں خواتین کو شراب کی تیاری میں مدد کے لئے مجبور کیا جاتا ہے مورو کے رہائشی نغمہ ملاح نامی خاتون نے حیدر آباد میں فروری ۲۰۱۲ میں پریس کلب پر احتجاج کرتے ہوئے بتایا کہ گھروں میں خواتین کو ان کے والدین اور شوہر مجبور کرتے ہیں کہ بھٹی پر بیٹھا کریں تا کہ شراب

---

۱ پاکستان اور اقلیتیں، احمد سلیم، ص ۱۰۲۔

۲ ایضاً، ص ۳۱۳۔

کشید کی جا سکے اور میں نے بھی یہ کام کیا اور اب میں نے طلاق لے لی تا کہ میرے بچوں کو یہ کام نہ کرنا پڑے۔"[1]

پاکستان میں رہائش پذیر ہندوؤں کو جس طرح جبری تبدیلی مذہب اور اغواء جیسے مسائل کا سامنا ہے تو وہی پر معاشی استحصال جیسے واقعات میں بھی اضافہ ہو رہا ہے ان مسائل کے روک تھام کے لئے موثر ہے کہ معاشی مسائل کو حل کیا جائے تا کہ دیگر درپیش مسائل میں کمی واقع ہو سکے۔

معاشی مسائل:

پاکستان میں ہندو اقلیت کے معاشی استحصال کی ایک وجہ انکے معاشی مسائل ہیں جس کی وجہ سے انہیں ہر گزرتے دن کے ساتھ ایک بڑے معاشی مسئلے سے روشناس ہونا پڑتا ہے پاکستانی ہندو کے معاشی مسائل کی چند وجوہات درج ذیل ہیں۔

- **غیر محفوظ حالات میں کام لینا:**

پاکستان میں ہندو اقلیت کو وسائل کے ساتھ ساتھ درپیش مسائل میں سے ایک مسئلہ غیر محفوظ حالات میں کام کرنا ہے پاکستان میں ہندو اقلیت جن کی زیادہ آبادی سندھ کے پسماندہ علاقوں سے تعلق رکھتی ہے جن کا زیادہ تر انحصار زراعت اور کھیتی باڑی پر ہے شیڈ ولڈ کاسٹ ہندو، جاگیرداروں کی زمین پر کام کر کے اپنی زندگی کا پہیہ چلاتے ہیں اور یہ جاگیر دار نچلے درجے کے ہندوؤں کو سالانہ بنیاد پر کم معاوضہ اناج یا پیسے کی صورت میں دیتے ہیں جس کو بیچ کر یہ لوگ اپنا گزر بسر کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ ہندو جو ان حالات سے تنگ آکر شہروں کا رخ کرتے ہیں کسی فیکٹری، بھٹے پر غیر محفوظ حالات میں کم تنخواہ پر کام کرتے ہیں جن سے اپنی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرتے ہیں۔ غیر محفوظ حالات میں کام کرنے کے باوجود جس میں فقط مرد نہیں بلکہ عورتیں بھی کام کرتی ہیں یہ لوگ ۱۲ سے ۱۴ گھنٹے کام کرتے ہیں اور کم معاوضہ یا اتنی مزدوری حاصل کر پاتے ہیں کہ جس سے انکی گزر بسر مشکل سے ہوتی ہے۔

- **کم اجرت پر زیادہ کام لینا:**

شیڈ ولڈ کاسٹ سے تعلق رکھنے والے زیادہ افراد ذریعہِ معاش کے لحاظ سے مزدوری یعنی اجرت پر کام کرنے پر انحصار کرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ روزانہ کی بنیاد پر مزدوری کرتے ہیں اور معاوضہ وصول کرتے ہیں اور بیشتر دیہی علاقوں میں رہتے ہیں جو زراعت کے پیشے سے منسلک ہو کر کام کرتے ہیں، بڑے

---

۱ اردو نیوز، ۲۳ مارچ ۲۰۱۶ء۔
https://www.bbc.com/urdu/pakistan/2016/03/160323_liquor_death_sindh_hk[accessed10-10-2019].

شہروں یا اسکے قریبی قصبوں اور علاقوں میں شیڈولڈ کاسٹ ہندو معمولی ملازمت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں اور بہت کم تعداد میں ایسے بھی افراد ہیں جنہیں سرکاری دستاویزات دستیاب ہوتیں ہیں، کوہلی بھیل اور اوڈ ہندو اقلیت کی وہ ذاتیں ہیں۔ جو زیادہ تر پورے پاکستان میں تعمیراتی کام کرتے ہیں اس کے علاوہ سپیرے، جوتے بنانے، ٹیلرنگ، ڈرائیونگ، کھانا پکانے، جھاڑو دینے، اور دیگر دستی ملازمتیں کرتے ہیں اور افرادِ خانہ کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں کم آمدنی ہونے کے باعث غیر رسمی طریقے سے سودی قرضے لیتے ہیں اور نسل در نسل ان قرضوں میں جکڑے رہتے ہیں۔[1]

- **مخصوص نشستیں ہونا:**

پاکستان میں اقلیتوں کے لئے ہر ادارے میں مخصوص نشستیں مختص کی گئی ہیں جن کے مطابق وہ اپنا ذریعہ معاش حاصل کرسکتے ہیں یہ نشستیں چاہے طب کے میدان میں ہوں یا تعلیم کے میدان میں، ہندو اقلیت ان نشستوں پر رہ کر اپنا روزگار حاصل کر رہی ہیں ڈاکٹر اشوک کمار[2]، ڈاکٹر جیا کرشن[3] ان کے علاوہ متعدد ہندو کمیونٹی کے افراد طب اور دیگر شہرت یافتہ شعبوں سے منسلک ہو کر نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔

"پاکستان میں اقلیتوں کے حق تحفظ کے لئے حکومت پاکستان کی جانب سے ۲۶ مئی ۲۰۰۹ کو اقلیتوں کے لئے کم سے کم پانچ فیصد ملازمت کا کوٹہ محفوظ کیا تھا، جس کے بعد وقفے وقفے سے صوبائی حکومتوں کی طرف سے بھی ایسی ہی شقوں کا اطلاق کیا گیا تھا۔ موجودہ دور میں شیڈولڈ کاسٹ ہندو کی حالاتِ زندگی کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہندو اور دیگر اقلیتیں اب بھی اس مثبت کاروائی سے فائدہ اٹھانے سے قاصر ہیں اور اقلیتی ملازمت کی نشستیں خالی ہیں۔ اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ نفاذ میں نو سال گزرنے

---

1 Long behind scheduled caste: A study on the plight of scheduled caste Hindu in Pakistan,P.34.

۲ **ڈاکٹر اشوک کمار:** ایک قابل اور ماہر طبیب چشم ہیں آپ ڈاکٹریٹ اور طبیب جراح کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد پاکستان انسٹیٹوٹ آف میڈیکل سائنسز اور میکس ہیلتھ ہسپتال میں قابل قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ https://oladoc.com/pakistan/islamabad/dr/eye-specialist/ashok-kumar.1/3587 [accessed 17-09-2019].

۳ **ڈاکٹر جیا کرشن:** آپ تجربہ کار اور PMDC سے تصدیق شدہ ماہر امراض اطفال ہیں جو اس وقت پاکستان انسٹیٹوٹ آف میڈیکل سائنسز خدمات سر انجام دے رہی ہیں۔
https://www.marham.pk/hospitals/islamabad/pims-hospital/sector-g [accessed 07-10-2019].

کے بعد، اقلیتی ملازمت کا کوٹہ اب بھی غیر یقینی ہے۔ اقلیتی ملازمین کی تعداد پاکستان میں اقلیتی آبادی کے تناسب سے بھی کم ہے۔"[1]

- **تعلیمی اور پیشہ ورانہ قابلیت کا نہ ہونا:**

"پاکستان میں ہندو اقلیت کی معاشی بدحالی کی ایک بڑی وجہ تعلیمی اور پیشہ وارانہ قابلیت کا نہ ہونا ہے۔ بنیادی سہولیات اور بہتر معیارِ زندگی نہ ہونے باعث تعلیمی اور پیشہ وارانہ مہارتیں حاصل نہیں کر پاتے۔ خاص طور پر پاکستان کے دیہی علاقوں سے تعلق رکھنے والے ہندو جنہیں شہریوں کی نسبت کم وسائل حاصل ہوتے ہیں جس کی بدولت یہ افراد ملازمتوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور معاشرتی ترقی اور فلاح و بہبود کے کاموں میں اپنا کردار ادا نہیں کر سکتے۔"[2]

معاشرتی استحصال کے واقعات:

- "حیدر بخش نظامانی کی رپورٹ کے مطابق ہندو برادری سے تعلق رکھنے والے ایک گلو نامی شخص کا انتقال ہو گیا اور اسے گاؤں کے نزدیکی قبرستان میں دفن کیا گیا اس کے قریبی رشتہ دار بھی اسی قبرستان میں دفن تھے اسی قبرستان میں مسلمان بھی دفن کئے جاتے ہیں ۴ماہ کا عرصہ گزرنے کے بعد گلو کی نعش قبر سے باہر نکالنے کے بعد جھاڑیوں میں پھینک دی گئی اس کے بعد گلو میگھواڑ کے باپ ڈیبو مل کو کہلوا بھیجا کہ کہ اپنے بیٹے کو دوسری جگہ دفن کرے۔ ڈیبو مل گاؤں کے رئیس علی احمد خان کے پاس پہنچا اور احتجاج کیا۔ واضح رہے کہ میگھواڑ خاندان کے دوسرے لوگ بھی اس قبرستان میں دفن ہیں اور احتجاج کے بعد گلو کی نعش کو بھی اسی قبرستان میں دوبارہ دفن کیا گیا۔"[3]
- "ژوب[4] کے ایک محلے میں جہاں کی اکثریت آبادی ہندو اقلیت سے تعلق رکھتی ہے وہاں کے ۳۱سالہ نوجوان پر لورالائی کلب اور عوامی پارک میں داخلے پر اس لئے پابندی لگائی گئی کہ وہ ایک غیر مسلم ہے اور اسے یہ کہا گیا کہ ایسی عوامی جگہوں پر داخل ہونے کے لئے مسلامن ہونا ضروری ہے۔"[5]

---

1 The unfinished agenda of minority quota, Iqbal Haider Butt Political Economy,February 24, 2019.http://tns.thenews.com.pk/unfinished-agenda-minority- [accessed 07-10-2019].

۲ **انٹرویو:** امرناتھ رندھاوا، ضمیمہ ص۲۰۹۔

۳ پاکستان اور اقلیتیں، احمد سلیم، ص۳۱۴۔

۴ **ژوب:** بلوچستان کا ضلع ژوب جو کوئٹہ سے ۳۰۰کلومیٹر دور دریائے ژوب کے کنارے واقع ہے۔ ۱۹۷۶ء میں ذوالفقار علی بھٹو نے اسے ژوب کا نام دیا تھا جس کے معنی ابلتے ہوئے پانی کے ہیں۔

۵ ایضاً، ص۳۰۱۔

معاشرتی مسائل:

پاکستان میں ہندوؤں کو جہاں معاشی مسائل درپیش ہیں تو وہی پر انہیں معاشرتی مسائل کا بھی سامنا ہے اور یہ وہ معاشرتی مسائل ہیں جن کا تعلق نہ صرف پاکستانی ہندوؤں سے ہے بلکہ دیگر اقلیتوں کو بھی ان مسائل کا سامنا ہے ۔ چنانچہ پاکستان میں ہندوؤں کے معاشرتی مسائل درج ذیل ہیں۔

بچوں کے نام مسلمانوں والے رکھنا:

"پاکستان میں ہندوؤں کو تعصب پسندی کا نشانہ بنایا جاتا ہے چنانچہ ہندو پاکستانی معاشرے میں رہتے ہوئے تعصب سے بچنے کے لئے اپنے بچوں کے نام مسلمانوں والے رکھ رہے ہیں۔"[1]

ہندوؤں کو ناروا سلوک کا سامنا:

پاکستان میں ہندوؤں کو ناروا سلوک کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے "فاٹا آپریشن کے دوران ہندوؤں کے ۲۹ خاندانوں نے نقل مکانی کو اور ان کے لئے بنوں اور مختلف مقامات پر کیمپس بنائے گئے لیکن اس کے باوجود ان کے ساتھ ناروا سلوک کیا گیا۔"[2]

حب الوطنی کو مشکوک ٹھہرانا:

پاکستان میں ہندو اقلیت کو درپیش معاشرتی مسائل میں سے ایک مسئلہ انکے حُب الوطنی کو مشکوک ٹھہرایا جانا ہے پاکستان میں موجود چند شدت پسند گروہ جو فرقہ واریت اور تعصب پسندی کے باعث معاشرے میں انتشار پھیلانے کے کوشش کرتے ہی جس کے باعث پاکستان سے ہندو کمیونٹی کی وفاداری اور حب الوطنی کو شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور بحیثیت پاکستانی ہندو بیرون ملک سفر کے لئے دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے جبکہ ہندو اقلیت کا یہ ماننا ہے کہ ملکِ پاکستان میں ہندو بھی ایسے ہی پاکستانی باشندے اور ملک کے خیر خواہاں ہیں جیسا کہ پاکستان کی اکثریت عوام ہے۔[۳]

ہندو شیڈولڈ کاسٹ کو دشواری کا سامنا:

پاکستان میں ہندو کمیونٹی سے زیادہ شیڈولڈ کاسٹ سے تعلق رکھنے والے ہندو افراد کو زیادہ دشواری کا سامنا ہے اس کی ایک بڑی وجہ "برصغیر پاک وہند میں ذات پات کا نظام رائج ہے جس میں اونچ اور نیچ ذات میں فرق کیا جاتا ہے اور شیڈولڈ کاسٹ ہندوؤں میں زیادہ تر شودر جنہیں ہندو اچھوت سمجھتے ہیں اور پاکستان میں شیڈولڈ کاسٹ ہندوؤں

---

1 Domnic Mughal, Religious Minorities in Pakistan: Steuggle for Identity,(christian study center,Rawalpindi), p.126.
2 Ibid ,p.122.

۳ انٹرویو: پنڈت جے رام، ضمیمہ ص ۲۱۰۔

کی زیادہ آبادی سندھ کے دیہی علاقوں میں موجود ہے وہاں ابھی بھی جاگیردارانہ نظام ہونے کے باعث انہیں وہ مقام و مرتبہ حاصل نہیں ہے جو پاکستان کے دیگر اقلیتی افراد کو حاصل ہے۔ انہیں معاشرے میں یکساں عدل و انصاف کا نظام ہونے کے باوجود غیر انسانی امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مینگواڑ، کولھی، بھیل خاندانوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو معاشرے میں ناروا سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے جیسا کہ سکولوں میں بچوں کی اگلی صف میں بیٹھنے نہیں دیا جاتا اور ناپاک چیز تصور کیا جاتا ہے یا شیڈولڈ کاسٹ ہندو کسی گلاس میں پانی پی لیں تو اس میں دوبارہ پانی پینے سے زیادہ اسکو توڑ دینے کو فوقیت دی جاتی ہے ہندو اقلیت کا یہ بھی کہنا ہے کہ پاکستان میں ہونے والی مردم شماری میں شیڈولڈ کاسٹ ہندوؤں کا صحیح اعداد و شمار موجود نہیں ہے نیز یہ بھی ماننا ہے کہ ریاستی خدمات بجالانے میں انہیں ملازمت نہ ملنے کے برابر ہے اور اگر انہیں ملازمت کرنے کے مواقع میسر ہوں بھی تو خاکروب یا درجہ چہارم سے کم درجے کی ملازمتیں دی جاتی ہیں اور اسکے ساتھ ساتھ محنت و مشقت کے بعد بھی وہ معاوضہ نہیں دیا جاتا جس کے وہ حقدار ہوتے ہیں اور وسائل کی کمی کے باعث ہسپتالوں میں بھی انہیں بروقت طبی سہولیات نہیں پہنچائی جاتیں جس کے باعث انہیں شدید مشکلات کا سامنا ہے۔"[1]

پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک کی بات کریں تو اس میں سب سے زیادہ شیڈولڈ کاسٹ ہندوؤں کو مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ شیڈولڈ کاسٹ ہندوؤں کو اچھوت تصور کیا جاتا ہے اور انہیں وہ حقوق حاصل نہیں ہوتے جو پاکستان کی دیگر اقلیتوں کو حاصل ہوتے ہیں اس کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ پاکستان کی اقلیتیں بذات خود شیڈولڈ کاسٹ کے لئے آواز بلند نہیں کرتیں جس کی وجہ سے انہیں مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر ان کے لئے باقاعدہ آواز بلند کی جائے تو ان کے مسائل کا بھی سدِباب ممکن ہے۔

معاشی و معاشرتی مسائل کا حل:

- قتل و غارت، ناحق قتل، خون ریزی، فتنہ فساد ایسے جرائم ہیں کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ سب سے پہلے ایسے لوگوں کو بے نقاب کر کے کیفرِ کردار تک پہنچائے گا۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

((أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ))[2]

ترجمہ: قیامت کے دن سب سے پہلے لوگوں کے درمیان خون ریزی کا فیصلہ سنایا جائے گا۔

- کتابِ ہدایت میں ارشاد ہے:

1 The miserable Scheduled Castes ,I.ARahman, https://www.dawn.com/news/1188782[accessed 11-11-2019].

۲ صحیح البخاری، کتاب الدیات، رقم:۶۴۷۱۔ صحیح مسلم، کتاب القسامۃ والمحاربین والقصاص والدیات، رقم:۱۶۷۸۔

﴿لَّا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴾[1]

ترجمہ: جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے خدا تم کو منع نہیں کرتا۔ خدا تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

آیتِ کریمہ میں یہ تلقین کی گئی ہے کہ وہ غیر مذہب جنہوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ نہیں کی ہے تو ان کے ساتھ بھلائی کی روش اختیار کی جائے اور انکے ساتھ عدل اور انصاف قائم کیا جائے اور ان کی عزت و تکریم کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے پاکستانی معاشرے میں اقلیتی افراد کے ساتھ ساتھ اکثریتی آبادی کے لئے بھی یہ بہت بڑا چیلنج ہے کہ معاشرے سے معاشرتی اہانتوں کا خاتمہ کرنا ہے۔ کیونکہ "رسول ﷺ نے جب نجران کے عیسائیوں کے ساتھ معاہدہ کیا تو انہیں اس بات کی یقین دہانی کرائی تھی کہ۔

۱. ان پر کسی قسم کا ظلم نہ کیا جائے گا۔

۲. ان کے ساتھ مقدمات اور معاملات میں پورا انصاف کریں گے۔"[2]

- حکومت پاکستان نہ صرف موجودہ حالات میں ہندو اقلیت کے تمام مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ گذشتہ دہائیوں میں بھی انکے مسائل کو حل کیا ہے اور یہ اعتراف خود ہندو اقلیت کے راہنما ڈاکٹر کھٹو مل ۱۹۹۴ء کے ایک قومی اخبار "جسارت" میں کرتے ہیں کہ:

"موجودہ حکومت اقلیتوں کے مسائل کے حل میں گہری دلچسپی رکھتی ہے اور وہ اقلیتوں کے فلاح وبہبود کے لئے ٹھوس اقدامات کر رہی ہے ڈاکٹر کھٹو مل جیون نے بتایا کہ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو اقلیتوں کے مسائل کو خلوص دل سے حل کرانے کے لئے کوشاں ہیں تاکہ یہ علاقہ بھی ترقی کر سکے اس کے ساتھ ساتھ کھٹو مل نے اقلیتی برادری سے اپیل کی کہ وہ مردم شماری میں حصہ لیں اور تفصیل سے اپنی شناخت کروائیں تاکہ ان کے حقوق کے لئے آواز اٹھائی جاسکے۔ ان سے ملاقات کرنے والوں میں گیان چند، ڈاکٹر ہوت چند، شولال، سیٹھ شنکر لال، تیجا رام، پیامبر داس اور دیگر افراد شامل تھے۔"[3]

---

۱ سورالممتحنہ:۸۔

۲ مکاتیب الرسول، علی احمدی، مطبع دار الحدیث، تہران، ۱۹۹۷ء طبع اولی، ص ۱۷۶۔

۳ جسارت ۱۳ اپریل ۱۹۹۴ء۔

- جہاں تک ہندو اقلیت کا تفریحی مقامات یا عوامی پارک میں جانے کا تعلق ہے تو نہ صرف ہندو بلکہ تمام مذہبی گروہوں کو ۱۹۷۳ء کے آئین پاکستان کی روشنی میں پوری آزادی حاصل ہے۔ آئین کے آرٹیکل ۲۶ کے مطابق:

"عام تفریح گاہوں یا جمع ہونے کی جگہوں میں جو صرف مذہبی اغراض کے لئے مختص نہ ہوں۔ آنے جانے کے لئے کسی شہری کے ساتھ مذہب، ذات، جنس، نسل، مقام پیدائش یا سکونت کی بناء پر کوئی امتیاز روانہ رکھا جائے گا۔"[۱]

- دلت ذات سے تعلق رکھنے والوں کی سیاسی معاشی اور معاشرتی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے انسانیت کی بھلائی کو یقینی بنایا جاسکتا ہے، غریب اور مظلوم طبقے کے درمیان سیاسی شعور اجاگر کرنے اور سیاسی استحکام کے ذریعے سیاسی استحصال کو ختم کیا جاسکتا ہے۔
- پاکستان میں دلت اور ہندو کمیونٹی کے مسائل کے حل کے لئے یہ اہم ہے کہ "تمام دلت طبقوں (مسلم دلت، عیسائی دلت، سکھ دلت، بدھ دلت وغیرہ) کے لئے مثبت کاروائی کی جائے ان کے لئے تعلیمی اداروں، اسمبلیوں اور روزگار کے مواقع حاصل کرنے کے لئے کوٹہ سسٹم کو بڑھانا چاہئے تاکہ یہ لوگ زیادہ سے زیادہ پسماندگی سے نکل کر ترقی کی راہوں پر گامزن ہوسکیں۔"[۲]
- مقامی، ضلعی، صوبائی اور قومی اسمبلیوں میں غریب مسلم طبقے سمیت ہندو دلتوں کی براہ راست سیاسی نمائندگی دی جائے اور اس کے ذریعے تمام پسماندہ طبقات اور خطوں کی سیاسی طور پر بااختیار بنایا جائے۔
- ایسے تمام قوانین کا خاتمہ کیا جائے جو بالواسطہ، بلاواسطہ طور پر جاگیردارانہ نظام کے حامی ہیں۔
- کچی اور دیہی آبادی جہاں ہندو آبادی اکثریت کے طور پر موجود ہے جیسا کہ سندھ میں عمر کوٹ کے علاقے میں وہاں طبی، تعلیمی سہولیات کی فراوانی کی جائے تاکہ ان کے مسائل میں بھی کمی آسکے گی۔
- ہندوؤں کے حقوق و تحفظات کے لئے جو بھی قانون بنائے گئے ہیں اس کو عملی طور پر نافذ کیا جائے تاکہ معاشرے میں امن وامان کی فضاء قائم رہ سکے۔

---

۱ آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳ء، زاہد حسین انجم، منصور بک ہاؤس، ۲- کچہری روڈ (انار کلی) لاہور، ۱۹۹۷ء، ص۳۹۔

۲ **انٹرویو:** پنڈت جے رام مہاراج، ضمیمہ ص ۲۱۰۔

- پاکستان میں ہندو اقلیت کے مسائل کے حل کے لئے انکی بنیادی ضروریات کا خیال رکھا جائے رہائش، حق ملکیت کے لئے حکومت کے مالی اداروں جیسے ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے مدد لینی چاہئے۔ شیڈول ذات کے لوگوں کو اپنے مکانات کی تعمیر کے لئے بلا سود قرض فراہم کرے گا۔
- چائلڈ لیبر ایکٹ اور دیگر قوانین جو اقلیتوں اور اکثریتی عوام کو معاشی اور معاشرتی تحفظ دینے کے لئے بنائے گئے ہیں ان پر سختی سے عمل کرایا جائے۔ آئین پاکستان کی روشنی میں بیگار اور غلامی کو ممنوع قرار دیا گیا جس کے مطابق:

"ہر قسم کی بیگار اور انسانوں کی تجارت سے ممانعت ہو گی۔"[۱]

اس کے تحت پاکستان میں موجود ہندو کمیونٹی کو انسدادِ گلامی اور بیگار سے بچاؤ حاصل ہوا ہے۔

- اگر پاکستان سے سوشلزم مارکسزم اور جاگیردارانہ نظام کا خاتمہ کیا جائے، عدل و انصاف کے تحت دولت کی منصفانہ تقسیم کی جائے، فرد کی انفرادی حیثیت کو قبول کیا جائے اور اقلیتوں کے ساتھ معاملات کو شریعت کی روشنی میں طے کئے جائیں تو اس سے نہ صرف ہندوؤں بلکہ پاکستان میں موجود تمام اقلیتوں کو استحکام ملے گا اور معاشی اور معاشرتی مسائل کی بجائے وسائل میں اضافہ ہو گا۔

پاکستان میں ہندو اقلیت کے معاشی و معاشرتی مسائل کا حل کا تجزیہ کیا جائے تو اسلام کا دائرکار بہت وسیع ہے جو تمام شعبہ ہائے زندگی کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور جہاں تک پاکستان میں موجود ہندو اور باقی اقلیتوں کے حقوق کا تعلق ہے تو اسلام میں غیر مسلموں سے سلوک اور اقلیتوں کے حقوق پر جامع وضاحت موجود ہے جنکے مطابق انہیں معاشی ، معاشرتی، سیاسی، مذہب حقوق دیئے جاسکتے ہیں نیز آئین پاکستان کے رُو سے بھی انہیں تمام حقوق حاصل ہیں جو ایک عام پاکستانی شہری کو حاصل ہیں۔

---

۱ آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳ء تبصرہ و تجزیہ، صفدر حیات صفدر، اردو بازار لاہور، س ن، ص ۲۶۔

خلاصہ باب:

انسانی زندگی میں معاش کی بہت اہمیت ہے جو کسی بھی تعارف کی محتاج نہیں ہے اور مذہب اسلام نے ہر لحاظ سے انسان کو معاشی تحفظ فراہم کیا ہے اور اسلامی ریاستیں ہر لحاظ سے پابند ہیں کہ وہ اپنے شہریوں کو مکمل معاشی تحفظ فراہم کریں اور پاکستان کا شمار ایسے ممالک میں ہوتا ہے جہاں عوام کو معاشی استحکام پہنچانے کے لئے سرکاری سطح پر کوششیں کی جاتی ہیں اور معاشی ترقی اور اسکے حاصل فوائد و ثمرات میں مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز نہیں برتا جاتا ۔اسی لئے پاکستان میں ہندو اقلیت کو جہاں اتنے حقوق حاصل ہیں تو وہی پر انہیں معاشی حقوق و مراعات بھی حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی سے کوئی بھی کاروبار کرسکتے ہیں لیکن ایسا کاروبار جس کی وجہ سے ملکی شناخت اور ملکی معیشت کو نقصان نہ پہنچے اور آئین پاکستان کی روشنی میں نہ صرف ہندو بلکہ تمام اقلیتوں کو یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ نقل و حمل، تجارت اور پیشے کو اپنی مرضی سے آزادانہ طور پر منتخب کرسکتے ہیں۔ ہندو اپنے وسائل کے پیشِ نظر پاکستان میں جہاں تجارت، زراعت جیسے بڑے شعبوں جن پر ہماری ملکی معیشت کا انحصار ہے سے وابستہ ہیں تو وہی پر وہ محدود پیمانے پر یعنی کاروبار اور ملازمت کے پیشے سے منسلک ہو کر اپنی ضروریاتِ زندگی کی تکمیل کررہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ نہ صرف ہندو بلکہ تمام اقلیتوں کے لئے فلاح و بہبود فنڈز کی سہولت بھی موجود ہے کہ ناگہانی آفات حادثات، یا کسی بھی ایمر جنسی کی صورت میں حکومت کی طرف سے نہ صرف انہیں امداد پہنچائی جاتی ہے بلکہ حکومتی خزانے سے ان کی بعد میں بھی مالی کفالت کی جاتی ہے تاکہ وہ اپنی زندگی بہتر طور پر گزار سکیں۔

جب ہم پاکستانی معاشرے میں ہندو اقلیت کے معاشرتی حقوق کا جائزہ لیں ہندوؤں کو پاکستانی معاشرے میں مذہبی نسلی معاشرتی، آئینی و دستوری، عدالتی تائید حاصل ہے یعنی وہ مسلم اکثریت عوام کی طرح آزادانہ طور پر زندگی بسر کرسکتے ہیں اسی لحاظ سے انہیں حق سکونت، جان و مال کا تحفظ، حق حمایت و تحفظ، اسلامی حدود سے استثنائی کا حق اور تعلیمی آزادی حاصل ہے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بھی غیر مسلموں کو جان اور مال کی مکمل آزادی حاصل ہے اور قصاص کے معاملات میں ہندو اور مسلم میں کوئی فرق روا نہیں رکھا جائے اور جہاں تک ہندو اقلیت کی تعلیمی آزادی کا تعلق ہے تو نہ صرف ہندو بلکہ پاکستان میں موجود دیگر اقلیتوں کو بھی یہ آزادی حاصل ہے کہ اسلامیات کی بجائے اخلاقیات کی تعلیم حاصل کرسکتے ہیں اور ہندوؤں کو پاکستان میں یہ بھی آزادی حاصل ہے کہ اپنے لئے کلب اور کیمپ قائم کرسکتے ہیں چنانچہ پاکستان میں ہندو اقلیت کو معاشرتی آزادی مسلم اور ہندو کے فرق کے بغیر حاصل ہے اور وہ پاکستان میں عزت و تکریم کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرسکتے ہیں۔

پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے سے یہ مراد لی جاسکتی ہے کہ پاکستان کم فی کس آمدنی کے ساتھ ساتھ صنعتی ترقی کے ابتدائی مراحل سے گزر رہا ہے جہاں تقریباً چالیس فیصد آبادی غربت کی لکیر سے نیچے کی زندگی گزار رہی ہے

جس میں ہر فرد کو کئی مسائل در پیش ہیں چاہے ان مسائل کا تعلق اکثریتی عوام سے ہو یا اقلیتی عوام سے۔ اگر پاکستان کی ترقی پذیریت اور حقوق میں ربط کو دیکھا جائے تو یہ کہہ سکتے ہیں پاکستان کے محدود وسائل میں رہتے ہوئے ہر شہری کو اسکے حقوق کی فراہمی کو ممکنہ حد تک موثر بنایا گیا ہے کہ پاکستان میں ہر فرد کو اس کے حقوق حاصل ہو سکیں۔ پاکستان میں ہندو کمیونٹی اور باقی اقلیتوں کے بنیادی حقوق و تحفظات کا خیال رکھتے ہوئے نہ صرف حکومت پاکستان کی جانب سے انسانی حقوق اور اقلیتی امور کا محکمہ تشکیل دیا گیا بلکہ ہندوؤں کو بنیادی حقوق فراہم کرنے کے لئے نیم سرکاری ادارے بھی اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ جن کا مقصد پاکستان میں موجود ہندوؤں کو بر وقت طبی سہولیات، تعلیم، اور قدرتی آفات سے بچاؤ اور حفاظتی تدابیر اور ہنگامی صورتِ حال میں تحفظ فراہم کرنا ہے۔ پاکستان ہندو کونسل، پاکستان دلت سجاگ تحریک، پاکستان ہندو سیوا وغیرہ جن کا مشن پاکستان میں موجود ہندو کمیونٹی خاص طور پر وہ ہندو جن کا تعلق پست ذات سے ہے یا غربت اور بے روزگاری کی وجہ سے پست معیار زندگی گزارنے پر مجبور ہیں ان کو پست معیار زندگی سے نکالنے کے لئے تمام بنیادی ضروریات فراہم کرنا ہے جس کے باعث وہ بہتر اور خوشحال زندگی کر سکیں۔

پاکستان میں موجود ہندو اقلیت کو جہاں اتنے وسائل حاصل ہیں وہی پر انہیں مسائل بھی در پیش ہیں ان کے معاشرتی مسائل میں لڑکیوں کا اغواء، جبری تبدیلیِ مذہب، عبادت گاہوں کی توہین وغیرہ شامل ہیں اور اگر معاشی مسائل میں دیکھا جائے تو ہندو اقلیت خاص طور پر وہ ہندو جو شیڈولڈ کاسٹ سے تعلق رکھتے ہیں وہ غیر محفوظ حالات اور کم اجرت پر کام کرتے ہیں اور وسائل نہ ہونے کی بناء پر بھٹوں، جوتے بنانے کے کارخانے خاکروب وغیرہ کی نوکری کر کے اپنی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرتے ہیں ان معاشی اور معاشرتی مسائل کے حل کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کا حل تلاش کیا جائے اور بحیثیت مسلمان رسول ﷺ کے اسوہ حسنہ سے راہنمائی لی جائے کہ آپ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں غیر مسلموں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا اسکے ساتھ ساتھ آئین پاکستان کی روشنی میں غیر مسلم اقلیتوں کے لئے جو قانون سازی کی گئی ہے اس پر سختی سے عمل کیا جائے تاکہ پاکستان میں بسنے والے ہندو اقلیت کے مسائل میں کمی آئے اور وہ معاشرے کی فلاح و بہبود میں اپنا اہم کردار ادا کر سکیں۔

نتائج و سفارشات

نتائج:

مقالہ تحقیق سے نتائج اخذ کئے گئے۔ چند اہم نتائج درج ذیل ہیں۔

- اسلام اور عیسائیت کی طرح ہندو مت کی تاریخ محفوظ نہیں نیز پاکستان میں ہندو اقلیت کی آبادی میں کمی کی بڑی وجہ مشرقی اور مغربی پاکستان کی علیحدگی ہے اور پاکستان میں ہندو اقلیت کی ہجرت کرنے کی ایک وجہ مسائل کا بروقت حل نہ ہونا ہے۔
- پاکستان میں ہندو اقلیت کو بہت سے حقوق حاصل ہیں لیکن کچھ عمومی حقوق جو بہت اہمیت کے حامل ہیں کو نظر انداز بھی کیا جاتا ہے جو آئینِ پاکستان کے خلاف ہے۔
- جبری تبدیلیِ مذہب، جبری شادی کو روکنے کے لئے باقاعدہ قانون بنائے گئے جس کا یہ نتیجہ ہے کہ ہندو اقلیت کو جبری تبدیل مذہب پر اکسایا نہیں جاسکتا۔
- پاکستان میں رہتے ہوئے ہندو اقلیت کو مکمل معاشرتی آزادی حاصل ہے کہ وہ جہاں چاہیں سکونت اختیار کر سکتے ہیں اور مذہبی لحاظ سے تہواروں اور رسم و رواج کا انعقاد اپنی مرضی اور مذہبی تعلیمات کے مطابق کر سکتے ہیں۔
- ہندو اقلیت کو حق تلفی سے بچانے کے لئے باقاعدہ قانون سازی کی گئی اور ہندو میرج ایکٹ بنایا گیا۔ اور اس کے ساتھ انہیں یہ حق بھی ہے کہ وہ مرضی سے اپنے نمائندہ فرد کا انتخاب کر سکتے ہیں اور حق رائے دہی، دوہرے ووٹ کا حق و حق احتجاج، جو نہ صرف ہندو بلکہ پاکستان میں موجود تمام اقلیتوں کو حاصل ہے۔
- پاکستان میں ہندو اقلیت کے معاشرتی مسائل کی بڑی وجہ انکی جہالت، پسماندگی معیارِ تعلیم کا کم ہونا اور کمزور حکومتی پالیسیاں ہیں۔

سفارشات:

مقالہ ہذا کی روشنی میں اہم سفارشات ذیل میں مرتب کی گئی ہیں۔

- تعلیمی اداروں میں ہندو طلباء کو ہندی، سنسکرت، سوکس اور اسلامیات اختیاری، دیگر مضامین پڑھائے جائیں اور ایسے اساتذہ تعینات کیے جائیں جو ہندی، سنسکرت جیسے مضامین کو آسانی سے پڑھا سکیں
- پاکستان کا شمار چونکہ ترقی پذیر ممالک میں ہوتا ہے اسلئے ہندو کمیونٹی حکومت کے ساتھ ساتھ اگر اپنی مدد آپ کے تحت کام کریں تو جلد ہی اپنے مسائل پر قابو پالیں گے۔
- مندروں، شمشان گھاٹ اور جائیداد کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے اور معاشی معاشرتی اور سیاسی زندگی کو بہتر کرنے کے لئے عملی اقدامات کئے جائیں۔
- پاکستان میں ہندو اقلیت کے تحفظ کے لئے ادارتی سطح پر ایسے اقدامات کئے جائیں کہ جس سے غربت، افلاس، پسماندگی اور امتیازی سلوک وغیرہ کا خاتمہ ہو سکے۔
- پاکستان میں ہندو اقلیت کے لئے ہونے والی قانون سازی کو مکمل طور پر عملی جامہ پہنایا جائے۔
- پاکستان کے ایسے پسماندہ علاقے جہاں ہندو کثیر تعداد میں موجود ہیں وہاں بنیادی سہولیات جن میں تعلیمی، طبی، معاشرتی سہولتیں شامل ہیں باہم پہنچائی جائیں تاکہ انہیں بروئے کار لاتے ہوئے وہ ملکی ترقی میں اہم کردار ادا کر سکیں۔
- ہندو اور باقی اقلیتوں کے لئے کوٹہ سسٹم کے علاوہ ملازمتوں اور تعلیمی نشستوں کے لئے اوپن میرٹ جیسا شفاف نظام قائم کیا جائے تاکہ ایک پاکستانی ہونے کے ناطے کسی کی بھی حق تلفی نہ ہو۔
- ہندو اقلیت کی عصمت، عزت و تکریم کے لئے ایسے آبرومندانہ فیصلے کئے جائیں کہ جس سے ان کا پاکستانی عوام پر اعتماد بحال ہو اور حب الوطنی کے جذبے کو ٹھیس نہ پہنچے۔
- ہندو اقلیت کو قومی دھارے میں شامل کرنے کے لئے خصوصی اقدامات کئے جائیں۔

فہارس

فہرست آیات واحادیث

فہرست اعلام

فہرست اماکن

فہرست اصطلاحات

ضمیمہ جات

فہرست مصادر ومراجع

فہرست آیات واحادیث

فہرست آیات

نمبر شمار	آیات	سورۃ/آیت نمبر	صفحہ نمبر
۱.	إ نَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ-------	سورۃالبقرہ:۲/۱۵۸	۶۰
۲.	كُتِبَ عَلَيكُمُ القِصاصُ فِي القَتلَى	سورۃالبقرۃ:۲/۱۶۸	۱۶۶
۳.	وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ -------------------	سورۃالبقرہ:۲/۲۳۲	۱۳۷
۴.	وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ۖ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۚ ------------	سورۃالبقرہ:۲/۲۳۳	۱۳۸
۵.	لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ	سورۃالبقرہ:۲/۲۵۶	۵۰
۶.	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ-----------	سورۃ الاعمران:۳/۱۱۸	۱۱۲
۷.	يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ------------	سورۃالنساء:۴/۲۹	۱۵۷
۸.	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ ------------	سورۃالنساء:۴/۱۳۵	۶۰
۹.	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ----	سورۃالمائدہ:۵/۸	۶۱
۱۰.	وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَاۗءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ	سورۃالمائدہ:۵/۳۸	۱۵۷
۱۱.	أَنَّ النَّفسَ بِالنَّفسِ وَالعَينَ بِالعَينِ	سورۃالمائدہ:۵/۴۶	۱۶۶
۱۲.	وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ----	سورۃالمائدہ:۵/۲	۹۱
۱۳.	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ---	سورۃالمائدہ:۵/۹۰	۱۷۰
۱۴.	وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ	سورۃالانعام:۶/۱۰۸	۵۸
۱۵.	وَلَا تَقْتُلُوا النَّفسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالحَقِّ	سورۃالانعام:۶/۱۵۱	۱۶۶

١٦.	وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَن فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا ۚ أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ	سورة يونس:١٠/٩٩	١٠٧
١٧.	ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ	سورة النحل:١٦/١٢٥	١٦٥،١٧٢
١٨.	وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ -----------	سورة الحج:٢٢/٤٠	٨٢
١٩.	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا -----------	سورة النور:٢٤/٢٧	١٦١
٢٠.	فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا ۖ -----------	سورة النور:٢٤/٢٨	١٦١
٢١.	وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ	سورة الحجرات:٤٩/١١	٥٨
٢٢.	يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ ------------	سورة الحجرات:٤٩/ ١٣/	١٣٦
٢٣.	لَّا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا -----------	سورة الممتحنة:٦٠/٨	١٩٣
٢٤.	وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ	سورة العنكبوت:٢٩/٤٦	١٦٥
٢٥.	لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ	سورة الكافرون: ١٠٩/٦	٥٩

فہرست احادیث:

نمبر شمار	احادیث	حدیث نمبر	صفحہ نمبر
۱.	أَلَا منْ ظَلَمَ مُعَاهَدًا أوِ انْتقَصَهُ أوْ كلَّفه فَوْقَ طَاقَتِهْ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا -----------	سنن ابو داؤد:۳/۱۷۰	۵۰
۲.	أَيُّمَا دَاعٍ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ فَاتُّبِعَ---	سنن ابن ماجہ/۲۰۵	۹۲
۳.	أنَ أحَقُ مِنْ أوْفَى بِذِمَتَهُ	شافعی، المسند،۱:۳۴۲۔	۱۶۷
۴.	اَنَ رَجُلاً مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَتَلَ رَجُلاً مِنْ اَهْلَ الكِتَابِ فرُفِعَ اِلي النبيَ صلي عليهِ -----------	شافعی، المسند،۱:۳۴۳	۱۶۷
۵.	مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ	سنن ابی داؤد، حدیث نمبر ۴۰۳۳، ۴/۷۸	۷۷
۶.	أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ	صحیح بخاری:۱۷/۶۴ صحیح مسلم:۱۶۷۸	۱۹۳
۷.	وَاسْتَأْجَرَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلاً مِنْ بَنِي الدِّيلِ، هَادِيًا خِرِّيتًا وَهْوَ ------------	۱۲۲۶۳الصحیح، البخاری	۱۵۵
۸.	مَنْ قَتَلَ معاهداً لَمْ يَرَحَ رَائِحَة الجَنَة وَاَنْ رِيْحَهَا تُوْجَدُ مِنْ مِيْسَرَةَ اَرْبَعِينَ عَامًا	صحیح البخاری۲۹۹۵	۱۶۷
۹.	أُبَايِعُكَ عَلَى أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتُنَاصِحَ الْمُسْلِمِينَ وَتُفَارِقَ الْمُشْرِكِينَ	سُنن نسائی ،حدیث۴۱۹۴/۱۷	۷۷
۱۰.	أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْهَمَ لِقَوْمٍ مِنَ الْيَهُودِ قَاتَلُوا مَعَهُ حَدَّثَنَا -----------	سنن الترمذی،۱/۱۶۱۹	۱۱۸

فہرست اعلام

نمبر شمار	نام	صفحہ نمبر
۱.	اشوک کمار	۳۷،۱۱۹
۲.	ابن قدامہ	۱۱۸
۳.	ابو بکر جصاص	۸۲
۴.	امر ناتھ رندھاوا	۱۴۲
۵.	انیل دلپت	۳۴
۶.	جواہر لال نہرو	۵
۷.	جیا کرشن	۱۹۰
۸.	چارلس ماری گستاؤلی بان	۷
۹.	دانش کنیریا	۳۴
۱۰.	دیانند سرسوتی سوامی	۶
۱۱.	علامہ ابن قیم	۸۲
۱۲.	گوتم بدھ	۱۰
۱۳.	ناوین پروانی	۳۴
۱۴.	وینکت دھولپالا	۲۹

فہرست اماکن

نمبر شمار	نام جگہ	صفحہ نمبر
۱.	اودھے پور	۱۱۷
۲.	باریسال	۴۱
۳.	تلنگانہ	۸۰
۴.	تھمبو	۴۷
۵.	جے پور	۱۱۷
۶.	چتوڑ	۲۶
۷.	حمص	۱۱۴
۸.	خضدار	۱۰۳
۹.	دیناج پور	۴۱
۱۰.	ژوب	۱۹۱
۱۱.	سرینام	۷۳
۱۲.	سلہٹ	۴۱
۱۳.	سونم گنج	۴۱
۱۴.	شکارپور	۷۱،۱۲
۱۵.	فجی	۷۳
۱۶.	قنوج	۱۵
۱۷.	کان پور	۸
۱۸.	کلنا	۴۱
۱۹.	گوپال گنج	۴۱
۲۰.	گیانا	۷۳
۲۱.	مایمن سنگھ	۴۱

۲۲.	ٹیاری	۱۲۴،۱۷، ۳۳
۲۳.	مہاراشٹر	۸۰
۲۴.	ہالا	۱۷
۲۵.	ہگلی	۸

فہرست اصطلاحات

نمبر شمار	اصطلاحات	صفحہ نمبر
۱.	تانترک کام	۵
۲.	اوستا	۵
۳.	گوتم بدھ	۱۰
۴.	ادارہ شماریات پاکستان	۱۳
۵.	یرغمالی کا نظریہ	۲۹
۶.	رہن مزدوری	۳۲
۷.	تمغہ بسالت	۳۷
۸.	ایل ٹی ٹی ای	۴۸
۹.	بھادوں	۷۲
۱۰	شمشان گھاٹ	۹۵
۱۱.	جداگانہ طرز انتخابات	۱۴۰
۱۲	تنظیم حقوق انسانی پاکستان	۱۴۲
۱۳	پاکستان ہندو کونسل	۱۴۳
۱۴	دلت سجاگ تحریک	۱۴۳
۱۵	پنجاب لوک سجاگ	۱۴۴
۱۶	اہل ذمہ	۱۷۳

ضمیمہ جات

انٹرویو برائے سماجی راہنما، ہندو اقلیت:

۱. کیا پاکستان میں ہندو اقلیت کو مکمل سماجی آزادی حاصل ہے؟
۲. ہندو اقلیت کی طرف سے بنائی گئی این جی اوز اور ادارے مسائل کے حل کے لئے کس حد تک کردار ادا کر رہے ہیں؟
۳. حکومتِ پاکستان کی جانب سے قانون سازی کس حد تک مؤثر ہے اور ہندو کمیونٹی خود اس پر کس حد تک عمل کر رہی ہے؟
۴. کیا قیامِ پاکستان سے لے کر اب تک ہندو کمیونٹی کو ان کے تمام حقوق مل رہے ہیں؟
۵. ہندو کمیونٹی کے مسائل کو حل کرنے کے لئے Pakistan minority affairs کا ادارہ کس حد تک اپنا کردار ادا کر رہا ہے؟
۶. پاکستان میں رہتے ہوئے ہندو کمیونٹی کو درپیش مسائل کونسے ہیں؟
۷. ہندو کمیونٹی خود مسائل کے حل کے لئے کس حد تک سرگرم ہے؟
۸. پاکستان میں رہتے ہوئے اونچے درجے کے ہندوؤں اور نچلے درجے کے ہندوؤں کے مسائل ایک جیسے ہیں؟ اور اگر اختلاف ہے تو کس حد تک؟
۹. ہندو کمیونٹی کا فرد ہونے کے ناطے پاکستان میں رہتے ہوئے ہندوؤں کے درپیش مسائل پر کس طرح قابو پایا جا سکتا ہے؟ ہندو اقلیت کو قومی دھارے میں لانے کے لئے کون سے اقدامات ضروری ہیں؟
۱۰. بھارتی مسلمانوں کو جارحیت کا نشانہ بننے کے بعد کیا پاکستانی ہندوؤں کو ردعمل کا نشانہ بنایا جاتا ہے یا نہیں؟
۱۱. پاکستان میں مسلمانوں کے فلاحی ادارے کس حد تک ہندو اقلیت کے مسائل کے حل کے لئے سرگرم ہیں؟
۱۲. کن وجوہات کی بناء پر ہندوؤں کو معاشی اور معاشرتی مسائل درپیش ہیں؟

سوالنامہ برائے مذہبی کارکن:

۱. پاکستان میں رہتے ہوئے ہندو کمیونٹی کو کس حد تک مذہبی آزادی حاصل ہے؟

۲. تقریبات اور رسومات کی ادائیگی میں پاکستانی عوام کی جانب سے کیا ردعمل سامنے آتا ہے؟

۳. کیا حکومتِ پاکستان کی جانب سے تہواروں پر ہندو برادری اور مندروں کو سکیورٹی فراہم کی جاتی ہے؟

۴. ہندو کمیونٹی کو پاکستان میں مذہبی مسائل کے علاوہ اور کونسے مسائل درپیش ہیں؟

۵. حکومت مسائل کے حل کے لئے کس حد تک کوشاں ہے؟

۶. شمشان گھاٹ کی تعمیر اور زمین کی خریداری میں حکومت پاکستان کیا کردار ادا کر رہی ہے؟

۷. مندروں کی حالت بہتر بنانے اور پرانے مندروں کو دوبارہ تعمیر میں حکومت کیا کردار ادا کرتی ہے؟

۸. آپ کے نقطہ نظر سے پاکستان میں ہندو کمیونٹی کے مسائل پر کس طرح قابو پایا جاسکتا ہے؟

۹. کیا اداروں کی جانب سے مذہبی مسائل کے حل کے لئے تعاون کیا جاتا ہے؟

مصادر و مراجع

- القرآن الکریم۔
- ابن عابدین، رد المختار علی الدر المختار، دار الفکر، بیروت ۱۹۹۲ء۔
- ابن قدامہ مقدسی، لمعۃ الاعتقاد، (مترجم: ابو المکرم بن عبد الجلیل)، الدار السلفیہ، ممبئی، ۱۹۹۹ء۔
- ابن قدامہ، ابو محمد موفق الدین عبد اللہ بن احمد بن محمد، المغنی، دار عالم الکتب للطباعہ والنشر والتوازیع، الریاض، ۱۹۹۷ء۔
- ابن قیم، ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر ایوب الزرعی، احکام اہل الذمۃ، دار العلم للمایین، بیروت، لبنان، ۱۴۰۱ھ۔
- ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی، السنن، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۸ء۔
- ابو داؤد، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد ازدی سجستانی، مکتبہ العلمیہ، بیروت، لبنان ۱۹۹۲ء۔
- ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج، مطبع امیریہ، مصر، ۱۳۴۰ھ۔
- اسلم، محمد رانا پاکستان میں اقلیتوں کی مذہبی آزادی ایک نظر میں، اسلامی مشن، سنت نگر، لاہور، ۱۹۹۵ء۔
- اسلم، محمد، دین الٰہی اور اس کا پس منظر، ندوۃ المصنفین، دہلی، ۱۹۶۹ء۔
- اکرم، محمد، آب کوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور، ۱۹۷۹ء۔
- امجد، غلام نبی، اسلام اور دنیا کے مذاہب، الحاج، مفید عام کتب خانہ، لاہور، ۲۷ جون ۱۹۷۷ء۔
- انجم، زاہد حسین، آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳ء، منصور بک ہاؤس، ۲۔کچہری روڈ (انار کلی) لاہور، ۱۹۹۷ء۔
- ایشور اٹوپا، ہندوستانی تمدن، حیدر آباد بک ڈپو، حیدر آباد، دکن، ۱۹۴۳ء۔
- المرتضی، احمد بن یحیٰ، کتاب المنبہ والامل فی شرح کتاب الملل والنحل، مطبوعہ حیدر آباد دکن، سنہ ۱۳۱۶ھ۔
- البلازری، احمد بن یحیٰ بن جابر، فتوح البلدان، دار النشر، قاہرہ، مصر ۱۹۷۵ء۔
- الجوزیہ، ابن قیم، شمس الدین ابو عبد اللہ، ذکر الٰہی، (مترجم: مختار احمد ندوی)، طارق اکیڈمی فیصل آباد، ۲۰۰۳ء۔
- البیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین بن علی، السنن الکبری، حیدر آباد، دکن، س ن۔

- الدمشقی، عماد الدین ابو الفدا اسمعیل بن عمر بن کثیر، تفسیر ابن کثیر، (مترجم امام العصر محمد جوناگڑھی)، مکتبہ اسلامیہ پرنٹرز، اپریل ۲۰۰۹ء۔
- الشافعی، ابو عبد اللہ محمد بن ادریس، المسند، انصار السنہ پبلیکیشنز، لاہور، س ن۔
- الشربینی، محمد بن احمد الخطیب، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج، دار الفکر مصر، بیروت، ۱۳۹۸ھ
- الشیرازی، محی الدین نووی، المجموع شرح المهذب (والتکملۃ الثانیہ) ناشر ذکریا علی یوسف، قاہرہ، مصر، س ن۔
- الزیلعی، عثمان بن علی بن محمد فخر الدین، تبیین الحقائق، کنز الدقائق، بولاق، مصر، ۱۳۱۴ھ۔
- القادری، محمد طاہر، دہشت گردی اور فتنہ خوارج، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۴ء۔
- القرافی، شہاب الدین، ابو العاص احمد بن ادریس بن عبد الرحمن، الفروق، دار احیاء الکتب العربیہ، مصر ۱۳۴۶ھ۔
- المقریزی، تقی الدین احمد بن علی ابن القادر ابن احمد، کتاب المواعظ والاعتبار فی ذکر الخطط والآثار، پیرس، ۱۹۱۱ء۔
- بابر، ظہیر الدین، تزک بابری، مترجم: مرزا نصیر الدین حیدر، الفیصل غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، جنوری ۲۰۰۶ء۔
- بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الصحیح، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، لبنان، ۱۹۸۹ء۔
- بخاری، صدیق شاہ، محمد، رواداری اور پاکستان، علم و عرفان پبلشرز، اکتوبر ۲۰۰۰ء۔
- برنی، ضیاء الدین، تاریخ فیروز شاہی، (مترجم: معین الحق)، مرکزی اردو بورڈ، لاہور، س ن۔
- بغدادی، ابو بکر احمد بن علی الخطیب، تاریخ بغدادی، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ۔
- پرشاد، منشی، ہندو تیوہاروں کی دلچسپ اصلیت، دی فائن پریس ہیوٹ روڈ لکھنو، ۱۹۴۲ء۔
- پروین، ریحانہ، اورنگزیب کا نظام حکومت، بورڈ آف اسلامک سٹڈیز جامعہ پنجاب، لاہور، ۱۹۹۸ء۔
- تاراچند، تمدن ہند پر اسلامی اثرات، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور، ۱۹۸۰ء۔
- تاراچند، ہندوستانی کلچر پر اسلام کے اثرات، آزاد کتاب گھر، دہلی، ۱۹۶۶ء۔
- تاراچند، مختصر تاریخ اہل ہند (ترجمہ)، مجلس ترقی ادب، کلب روڈ، لاہور، س ن۔
- ترپاٹھی، راماشنکر، قدیم ہندوستان کی تاریخ، مترجم سید سخی حسن نقوی، ناشر: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، طابع: لاہوتی پرنٹ ایڈز، نئی دہلی، ۱۹۷۴ء۔

- ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن عیسی بن ضحاک سلمی، السنن، دار الغرب الاسلامی، بیروت، لبنان ۱۹۹۸ء۔
- جبران مسعود، الرائد معجم الغوی، دار العلم ملایین، بیروت، ۱۹۶۷ء۔
- جصاص، ابو بکر احمد بن علی بن الرازی، (م ۳۷۰ھ) احکام القرآن ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۹۹۴ء۔
- جعفری، رئیس احمد، اسلامی جمہوریت، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۶۸ء۔
- حسین ہیکل، محمد، حیات محمدؐ، مطبعتہ النھضتہ العصریہ، قاہرہ، ۱۹۴۷ء۔
- حصکفی، علاؤالدین، الدر المختار، دار الفکر، بیروت لبنان، ۱۳۸۶ھ۔
- ریٹا منچندا، جنوبی ایشیاء میں اقلیتوں کے حقوق، (مترجم: ایم وسیم)، مشعل بکس لاہور، پاکستان، ستمبر ۲۰۰۶ء۔
- ساقی، محمد مستعد خان، مآثر عالمگیری، (مترجم: مولوی محمد فدا علی)، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۱۹۶۷ء۔
- سلیم، محمد نور الدین، جہانگیر، تزک جہانگیری، مترجم رشید اختر ندوی، مجلس ترقی ادب، کراچی، ۱۹۰۱ء۔
- سلیم، احمد، پاکستان اور اقلیتیں، مکتبہ دانیال، کراچی، ۲۰۰۰ء۔
- سوامی، دیانند سرسوتی، ستیارتھ پرکاش، کشن چند کمپنی، لاہور، ۱۹۵۴ء۔
- صدیقی، اقبال احمد، قائد اعظم: تقاریر و بیانات، ۱۹۴۶-۱۹۴۸ء، بزم اقبال، ۱۹ مئی ۱۹۹۸ء۔
- صدیقی، اقبال احمد، قائد اعظم تقاریر و بیانات، اقبال احمد صدیقی، بزم اقبال لاہور، ۱۹ مئی ۱۹۹۴ء۔
- صفدر، حیات صفدر، آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳ء تبصرہ و تجزیہ، اردو بازار لاہور، س ن۔
- عبد الحلیم، مستنصر، انیس ابراہیم المعجم الوسیط، انتشارات ناصر خسرو، تہران ۱۳۹۲ھ۔
- عبد الرحمٰن، صباح الدین، سید، ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری، دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، یوپی، ۲۰۰۹ء۔
- عبد القادر، اسلام کا فوجداری قانون، اسلامک پبلیکیشنز لاہور، ۱۹۹۰ء۔
- علی احمدی، مکاتیب الرسول، مطبع دار الحدیث، تہران، ۱۹۹۷ء۔
- فہمی، شوکت علی، ہندوستان پر اسلامی حکومت، سٹی بک پوائنٹ کراچی، ۲۰۰۵ء۔
- فہمی، شوکت علی، ہندوستان پر مغلیہ حکومت، سٹی بک پوائنٹ کراچی، ۲۰۰۷ء۔
- فیروز الدین، جامع فیروز لغات اردو نیا ایڈیشن، فیروز سنز، لاہور، س ن۔

- قاسمی، احمد ندیم، عبد السلام، اردو انسائیکلوپیڈیا، فیروز سنز، لاہور، ۱۹۶۶ء۔
- قاسمی، اختر امام عادل، قوانین عالم میں اسلامی قوانین کا امتیاز، ناشر شعبہ تحقیق و تالیف جامعہ ربانی منوروا شریف بھتی پور، بہار، انڈیا، س ن۔
- قدامہ، موفق الدین، المغنی علی مختصر الخرقی، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۳۹۲ھ۔
- قریشی، محمد صدیق، کشاف اصطلاحات سیاست، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۶ء۔
- کوتلیہ چانکیہ، ارتھ شاستر، ترجمہ: سلیم اختر، نگارشات پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۴ء۔
- گستاؤلی، تمدن ہند (اردو)، (موسیو) لیبان فرانسیسی، مترجم سید علی بلگرامی، مطبع شمسی آگرہ، بھارت، ۱۸۹۶ء۔
- محمود، سلیم محمود، اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، قومی اسمبلی اسلام آباد پاکستان ۲۰۰۴ء۔
- مسلم، ابو الحسین، ابن الحجاج، بن مسلم بن ورد قشیری نیشاپوری، الصحیح، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔
- مسیح گل، نظریہ پاکستان اور اقلیتیں، سر دار تجلی میڈیا پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۹۳ء۔
- مفتاحی، محمد ظفیر الدین، انسانی حقوق اور اسلامی نقطۂ نظر، ایفا پبلیکیشنز، نئی دہلی، ۲۰۱۱ء۔
- مودودی، ابو الاعلیٰ، الجہاد فی الاسلام، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور ۱۹۹۱ء۔
- مودودی، ابو الاعلیٰ، اسلامی ریاست، مکتبہ اسلامی پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۹۸ء۔
- ندوی، معین الدین احمد شاہ، تاریخ اسلام، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء۔
- ندوی، سید سلیمان، عرب وہند کے تعلقات، دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، یوپی ہند، ۲۰۱۰ء۔
- ندوی، محمد ظفیر الدین، اسلام کا نظام امن، قاسمی کتب خانہ، کشمیر، ۱۹۹۸ء۔
- ندوی، ابو الحسن، تاریخ دعوت وعزیمت، مجلس نشریات اسلام، لاہور، ۱۹۸۰ء۔
- نسائی، ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن سنان، السنن، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۵ء۔
- نعمانی، شبلی، مقالاتِ شبلی، دار المصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ (ہند) ۱۹۹۹ء۔
- نعمانی، شبلی، اورنگزیب پر ایک نظر، اردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۶۰ء۔
- یعقوب، احمد بن ابی، تاریخِ یعقوبی، (مترجم: اختر فتح پوری)، نفیس اکیڈمی، کراچی، س ن۔

English books:

- Attri, A.K.kumar U.& Jain, V.K Microclimate: Formation of ozone by fireworks, Nature 28 June 2001.
- Bina Agarwal, A field of one's own Gender and Rights in South Asia, Cambridge University Press,1994.
- C.J Fuller, The camphor Flame: Popular in Hinduism And society in India, Princeton university press,2004.
- Dominic Mughal, Religious Minorities in Pakistan: Struggle for Identity,(Christian study canter, Rawalpindi.
- English Arabic Lexicon, Badger George Percy, Libra ire, Libanan, Beirut, 1967.
- Husain, ABM (ed.),Architecture: A History through the Ages. Cultural Survey of Bangladesh Series Asiatic Society of Bangladesh,2008.
- James G. Lochtefeld, The Illustrated Encyclopedia of Hinduism, Ph.D., The Rosen Publishing Group, Inc, New York,2002.
- Jane H. Hill, Dictionary of English Language,3rd Edition,1996.
- Jawahar Lal Nehru, The discovery of India , Delhi, oxford university press, oxford New York,1964.
- Long behind scheduled caste: A study on the plight of scheduled caste Hindu in Pakistan, Indian Institute of Dalit Studies, New Delhi,2008.
- Pujyasari Chandra sekharendra Saraswathi swami, Hindu Dharma, The universal way of Life, Bhavan's book university, Bhartiya vidya bhavan, Mumbai.
- S.R.Sharma, sheikh Mubarak Ali & sons, The Religious policy of the Mughal Emperors, Lahore ,1975.
- Sandy Gordon, India's Rise as an Asian Power: Nation Neighborhood and Region, Georgetown University Press, Washington, DC,2015.
- Sh Shaukat Mahmood ,Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973, Advocate, Legal Research Center, Noor Vila, Arya Nagar, Pooch Road, Lahore, Pakistan,1992,2nd edition.
- Venkat Dhulipala, Creating A New MEDINA, Cambridge University Press, India,2015.
- William Benton , Encyclopedia of Britannica, , London Publisher 1978,v. 15.
- Gavin flood ,The Tantric Body : The Secret Tradition of Hindu Religion, Bloomsubry Acadmy, 2006.
- Dosabhai Framji karaka ,The History of Parsis, , Macmallan and co, London.
- Raj Kumar, Sawami Dayannand Saraswati :Life and Works, Discovery publishing House,2003-

Reports:

- Anjum James Paul, constitution of Pakistan and minorities, Monday, August 31, 2009.
- Asma Gul, Crematorium projects in KP yet to see the light of day, March 14, 2018.
- Dominic Mughal, Religious Minorities in Pakistan: Struggle for Identity,(Christian study center, Rawalpindi).
- Hindu in south Asia & Diaspora, A survey of Human Rights 2014-2015,Hindu American Foundation HAF.

- Hindu in south Asia & Diaspora, A survey of Human Rights 2014-2015,Hindu American Foundation HAF.
- Husain, ABM (ed.),Architecture: A History through the Ages. Cultural Survey of Bangladesh Series, Asiatic Society of Bangladesh,2008.
- Minority Rights Group International, World Directory of Minorities and Indigenous Peoples - Pakistan : Hindus, June 2018.
- NCJP, Human Rights Monitor – 2001, Lahore, NCJP, 2001.
- Perlis of faith A report of HRCP working group of communities vulnerable because of their beliefs,(Human Rights of Pakistan, Logger).
- Population Monograph Of NEPAL, Central Bureau of Statistics, government of Nepal,2014.
- Population Monograph of Bangladesh, Bangladesh Bureau of Statistics,SID Ministry of Planning, November 2015.
- Religious Demography: Affiliation،maldives2010.
- Shakeel Qadir khan, Medium Term Budget Estimates for Service Delivery 2019-22, Finance Department Government of Khyber Pakhtunkhwa.
- State of Human Rights in2014, (Pakistan Lahore: Human Rights Commission).
- United States Department of State, 2011 Report on International Religious Freedom - Bhutan, 30 July 2012.
- United States Department of State, 2011 Report on International Religious Freedom - Bhutan, 30 July 2012.
- Xinhua\ Imran Ali by Raheela Nazir , Spotlight: Hindu community in Pakistan celebrates festival of colours with Zeal, Fervor.
- UNHCR, Eligibility Guidelines for Assessing the International Protection Needs of Members Religious Minorities from Pakistan, 2017.
- Caste Based Discrimination in Nepal, Krishna B. Bhatta Chan, Indian Institute of Dalit studies, new Delhi,2009.

- پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتِ حال،۲۰۱۸ء، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق۔
- احمد ، چوھدری رشید ، پاکستان میں انسانی حقوق کی صورت حال ۲۰۰۵ء، پاکستان ، کمیشن برائے انسانی حقوق،لاہور، ایوانِ جمہور،۱۰۷ٹیپو بلاک،نیو گارڈن ٹاؤن۔
- فادر عمانوئیل یوسف مانی، جائزہ انسانی حقوق۲۰۰۶ء، مذہبی اقلیتوں کی صورت حال پر سالانہ رپورٹ، قومی کمیشن برائے امن وانصاف،لاہور۔
- گنپت رائے، شیڈیولڈ کاسٹ فیڈریشن آف پاکستان، بنیادی منشور، دستور و پروگرام، شعبہ نشر و اشاعت شیڈیولڈ کاسٹ فیڈریشن آف پاکستان۔

اخبارات ورسائل وجرائد:

The Nation.06-08-2019.
Express tribune.(29-08-2015)(04-10-2019).

اردو نیوز ۱۴ اکتوبر ۲۰۱۹, ۲۶ جولائی ۲۰۱۶ء, ۲ اپریل ۲۰۱۹ء, ۲۳ مارچ ۲۰۱۶ء۔

ایکسپریس نیوز ۲۳ فروری ۲۰۱۷، ۲۸ مارچ ۲۰۱۹۔

جسارت ۱۳ اپریل ۱۹۹۴ء۔

جنگ ۴ ستمبر ۱۹۹۴۔

چکوال نامہ ۱۵ دسمبر ۲۰۱۹ء۔

ڈان نیوز ۷ جنوری ۲۰۱۹ء، ۱۵ فروری ۲۰۱۶، ۲۵ مارچ ۲۰۱۹، ۲۳ ۱۲ اگست ۲۰۱۹ء۔

روزنامہ جرات ۲۴ جون ۲۰۱۷۔

روزنامہ خبریں، لاہور ۳۱ دسمبر ۱۹۹۴ء اور ۱۷ جون ۱۹۹۶۔

صلح کل، پنجاب لوک سجاگ، جانسن، لاہور ۲۰۱۵ء۔

نوائے وقت ۲۶ اپریل ۲۰۱۳، ۵ نومبر ۱۹۸۸ء۔

انٹرنیٹ ذرائع:

www.defence.pk
www.pewforum.org.pk
www.pakistanhinducouncil.org.pk
www.pbs.gov.pk
www.humsub.com.pk
www.dawn.com
www.senate.gov.pk
www.na.gov.pk
www.altamashhospital.com
www.hafsite.pk
www.refworld.org.pk
www.cfr.org.pk
www.freedomhouse.org.pk
www.hinduhumanrights.pk
www.chakranews.com.pk
www.pakistani.org.pk
www.thenews.com.pk
www.samaa.tv.pk
www.britannica.com.pk
www.hrma.punjab.gov.pk
www.timeanddate.com
www.ancient.eu.com.pk
www.news18.com.pk

www.tribune.com.pk.com
www.khaleejtimes.com
www.app.com.pk
www.peshawartoday.com
www.express.pk
www.nytimes.com
www.bbc.com
www.nawaiwaqt.com.pk
www.business-standard.com
www.pakistanhinducouncil.org.pk
www.nation.com.pk
www.pakistanhinducouncil.org.pk
www.quora.com
www.hrcp-web.org.pk
www.aaj.tv
www.pakistanhinducouncil.org.pk
www.aphp.com.pk
www.academia.edu
www.glxspace.com
www.savings.gov.pk
www.marham.pk
www.tns.thenews.com.pk